

خطبات

آل اندامنی کاظمی

۱۹۲۵ء تا ۱۹۲۷ء

آل اندامنی کاظمی

کتاب خانہ

مکتبہ قادری

خُطَبَات

آلِ انڈیا سنی کانفرنس

۱۹۲۵ء — تا — ۱۹۲۷ء

دو قومی نظریہ اور تحریکِ پاکستان میں علمائے
اہلِ سنت کے اجتماعی کردار کی تاریخی دستاویز،

محمد جلال الدین قادری

مکتبہ رضویہ گجرات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	خطبات آل انڈیائی کانفرنس
مرتب	محمد جلال الدین قادری
کتابت	سید احمد
پروکس	حافظ پروکس، چوک انارکلی، لاہور
صفحات	۳۴۸
طباعت بار اول	شوال المکرم ۱۳۹۸ھ، ستمبر ۱۹۷۸ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	مکتبہ رضویہ، گجرات
مطبع	پرنکس، دویار مارکیٹ، لاہور
قیمت	۲۱ روپے

ملنے کا پتا

۱	مکتبہ رضویہ، ریلوے روڈ، گجرات
۲	شرکت غفیر (ملیڈ) گنج بخش روڈ۔ لاہور
۳	رضانپلی کیشنر، مین بازار داتا صاحب۔ لاہور
۴	عظیم پبلی کیشنز، پوسٹ بکس نمبر ۱۹۹۷، لاہور

فہرست

۱	انتساب
۲	دیدہ سکندری (عکس سرورق)
۳	عرض مرتب
۴	پاکستان اور سنی علماء و مشائخ
۵	آل انڈیائی کانفرنس۔ پس منظر اور مقاصد
۶	کچھ خطبات کے بارے میں
۷	(تعارف) الخطبۃ الاشرفیہ
۸	الخطبۃ الاشرفیہ۔ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی
۹	(تعارف) خطبہ صدارت۔ حجتہ الاسلام
۱۰	خطبہ صدارت جمعیت عالیہ۔ مولانا محمد حامد رضا خاں قادری
۱۱	(تعارف) خطبہ صدارت، مراد آباد
۱۲	خطبہ صدارت سنی کانفرنس، مراد آباد۔ امیر ملت سید جماعت علی شاہ
۱۳	ہمارا ہی لقب ہے، دو جہاں میں اہل سنت کا (نظم) ناضل کچھو چھو
۱۴	علامہ اقبال کی تجویز تقسیم ہند اور آل انڈیائی سنی کانفرنس
۱۵	(تعارف) خطبہ صدارت، بدایوں
۱۶	خطبہ صدارت سنی کانفرنس، بدایوں۔ امیر ملت سید جماعت علی شاہ
۱۷	(تعارف) خطبہ صدارت۔ سید مودودی پھونڈی
۱۸	خطبہ صدارت۔ سید مصباح الحق مودودی
۱۹	(تعارف) خطبہ صدارت۔ بنارس
۲۰	خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ (بنارس) سید محمد ممدت کچھو چھو
۲۱	کتوب ممدت کچھو چھو بنام حضرت پیر مائیکل شریف
۲۲	تاثرات دل نشیں (نظم) مولانا ضیاء القادری بدایونی

انتساب

غیر منقسم ہندوستان میں ہندو اکثریت کے صوبوں کے اُن کرداروں
 فرزندان توحید کے نام — جنہوں نے یہ جانتے ہوئے
 بھی کہ پاکستان کی آزاد ہواؤں میں وہ ایک سانس بھی
 نہ لے سکیں گے محض اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ
 علیہ وسلم کی رضا اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اپنے مسلمان
 بھائیوں کے لیے آزاد وطن کے حصول کے لیے برہمنی
 سامراج کی غلامی کی زنجیریں پہننا قبول کیں۔

۲۹۵	ترانہ پاکستان
۲۹۶	رتحارث (الحظۃ الاشرافیہ) — اجیر شریف
۲۹۹	الحظۃ الاشرافیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ (اجیر شریف) سید محمد محدث کچھوچھو
۳۰۷	وزیرستان سے قائد اعظم کے نام ایک خط
۳۰۸	اجلاس ممبئی (تقریر: مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری)
۳۰۹	سرس اعلیٰ حضرت بریلوی اور تائید تحریک پاکستان (مولانا احمد علی، مولانا نعیم الدین)
۳۱۲	مطالعہ پاکستان — آل انڈیا مسلم کانفرنس کا تاریخی فیصلہ
۳۱۳	سُنی کانفرنس، پھوئند (تقریر: مولانا نعیم الدین، مولانا عبدالحامد)
۳۱۵	اجلاس انجمن نعمانیہ ہند، لاہور میں مولانا بدایونی کی تقریر
۳۱۶	سُنی کانفرنس، شاہجہانپور (تقریر: مولانا محمد دانش علی فریدی)
۳۲۱	اجلاس سُنی کانفرنس، پھوئند (تقریر: مولانا عبدالحامد بدایونی)
۳۲۳	سُنی کانفرنس، کراچی (تقریر: مولانا عبدالحامد بدایونی)
۳۲۶	” ” ” ” (تقریر: علامہ عبدالحلیم صدیقی)
۳۲۹	سید محمد، محدث کچھوچھو کی تقریر
۳۳۴	مسلم لیگ کی عملی حمایت
۳۳۵	انتخابی مرکز میں کانگریس کی شکست فاش
۳۳۶	مولانا بدایونی کے دوسرے حجاز پر قائد اعظم کی مبارک باد
۳۳۷	علمائے اہل سنت کا پیام — مسلمانوں کے نام
۳۳۸	تاریخی فتویٰ (مطبوعہ عکس)
۳۳۹	آل انڈیا سُنی کانفرنس — نذر بھگت صدر الافاضل (نظم)
۳۴۰	نوائے جمہوریت یا سُنی کانفرنس کا ترانہ از منظر جلیپوری
۳۴۱	ویدیک سکندری کے ایک شمارہ کے سرورق کا عکس
۳۴۲	قطعہ تاریخ پاکستان — پروفیسر حامد حسن قادری
۳۴۳	قطعہ تاریخ طباعت — سید شرافت نوشاہی
۳۴۴	” ” ” ” ابوالطاهر فدا حسین فدا
۳۴۵	ماخذ و مراجع

ہوا الفت اور سکندری لکھنؤ تارکاتہ۔ وید پتہ۔

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے بھولسین

رجسٹر حرفت لے نمبر ۱۵

مکرمی نام پر سکندر نے ایک ہزار روپے کی رقم دی تھی۔ یہ رقم اس کے لئے ایک ہفت روزہ کے لئے دی گئی تھی۔ یہ رقم اس کے لئے ایک ہفت روزہ کے لئے دی گئی تھی۔

نواب الحاج سر سید علی علیا سید خدائش کی علی یا گور

سنی کانفرنس

دبیر سکندری

۱۸۸۳ء میں جاری ہوا

قیمت ۲

۱۸۹۶ء کو چھپتا ہے

سالانہ قیامت سے پہلے دے دیتے

مالک محمد فضل حسن صاحبی

چندہ اتمام سے پہلے دے دیتے

نمبر ۳۲

اسطوبہ ۸۰۰

جلد ۳

میراجی کبھی کاشش میں نے گذر ہو

کیا تازہ بہاریں لائی ہے آل انڈیائی کانفرنس

وہ ہر وقت والی ہے آل انڈیائی کانفرنس

میراجی کبھی کاشش میں نے گذر ہو

کیا تازہ بہاریں لائی ہے آل انڈیائی کانفرنس

وہ ہر وقت والی ہے آل انڈیائی کانفرنس

عرض مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعمۃ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

پاکستان کے نئیل اور اس کے قیام کی جدوجہد کے پیچھے مسلمان قائدین، مفکرین اور مجاہدین کی صدیوں پر محیط کاوشیں اور قربانیاں شامل تھیں۔ عظمت رفتہ کی یاد، قوم کے مستقبل کو سنوارنے اور مسلمانوں کے قومی تشخص کو بحال کرنے کا جذبہ ان کے سینوں میں موجزن رہا۔ عامۃ الناس کی طرف سے اپنی دشمنہ روایات سے روگردانی علماء و مشائخ کا سوز و گہر بن گئی۔ مسلمانوں کی تاریخ، روایات، نظریات، جذبات اور احساسات دب کر رہ گئے۔ قوم کی بے حسئی نے اکابر کو تڑپا دیا۔

برصغیر کی تاریخ میں قدم قدم پر منافقانہ ذہنیت اپنا کام کرتی نظر آتی ہے۔ مسلمانوں کی سماجی، معاشی اور سیاسی حق تلفی ایک روایت بن گئی۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں وسائل سے محرومی مسلمانوں کے لئے زندگی ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئی۔ سہو راج اور اتحاد کے روپ میں مسلمانوں سے مذہبی شعائر چھڑائے گئے۔ ان ہی حالات میں قومی جدوجہد کی شمع روشن کرنے والوں میں علماء و صوفیاء پیش پیش رہے۔ بغیر ملکی اقتدار سے نجات حاصل کرنے میں شجاعت و عزیمت کا مینار پھی کر رہا۔ وطن دشمن فداروں کے بہروپ کو اتارنے کا تلخ فریضہ انہوں نے ہی ادا کیا۔

ان نیکران عزیم و استقلال کی داستان جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ ان کا جذبہ وقتی نہ تھا، ترک موالات، ہجرت، عدم تعاون و غیرہ تحریکات میں مسلمانوں نے کھویا زیادہ اور پایا کم۔ ان جذباتی تحریکات کا فائدہ متعصب ہندو کو پہنچا۔ ویسے یہ تحریکات جس کو فرسے شروع ہوئیں، اسی رفتار سے ابدی نیند سو گیش نذر فراسٹ رکھنے والے اکابر ہمیشہ ان وقتی اور جذباتی تحریکوں میں غلطیوں کی نشان دہی کرتے رہے، ان کے عزائم اور مقاصد کسی وقتی مصلحت کے تابع نہ ہوئے۔ رشد و ہدایت کے یہ مینار ہمیشہ روشنی دیتے رہے۔ نبی کے یہ

آپ کو کہہ دیا تھا کہ وہ عالم روی خدا سے عقیدت رکھتا تھا

دیوانے ایسے فرزانے ثابت ہوئے کہ تاریخ نے ان کی عظمت کا لوہا مانا۔

ایک خاص ذہن کے حامل — آزادی کی کہانی لکھنے والوں نے نہ جانے کس مصلحت کے تحت ہمیشہ صوفیانے کرام اور علمائے عظام کے کردار کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ تعصب و عناد کی رو میں بہہ کر انصاف کا دامن چھوڑنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کا یہ عمل بھی تاریخ محفوظ کر رہی ہے۔

مسلمانان برصغیر کی سیاسی راہنمائی کیلئے مسلم لیگ کا وجود ایک نعمت کا درجہ رکھتا تھا لیکن مسلمان کی زندگی میں سے مذہب اور سیاست کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے مختلف مذہبی، تعلیمی، اصلاحی اور سیاسی تنظیمیں قائم ہوئیں، ہر ایک کا جدا جدا مزاج تھا اور کام بھی جدا جدا، ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی ایک ایسی تنظیم ہو، جو مسلمانوں کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں راہنمائی کر سکے، اس کے پاس ہر مشکل کا حل ہو، مساجد کے حراب و مینبروں یا سیاست کا پُر خطر راستہ، تبلیغ کا وسیع میدان ہو یا تنظیم کی دشوار گزار منزل، سوشل سائنس کے داریکوار سے زندگی کا کوئی گوشہ خارج نہ ہو۔ ان ہی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اکابر اہل سنت نے ۱۹۲۵ء میں ایک تنظیم قائم کی، جو ان کے خلوص اور استقلال سے ایک ملک گیر تنظیم کی صورت اختیار کر گئی۔ اس عظیم جماعت کا نام ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ رکھا گیا، اسے ”جمہوریہ عالیہ اسلامیہ“ بھی کہا جاتا تھا۔

”آل انڈیا سنی کانفرنس“ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، سواد اعظم (اہل سنت) کی تنظیم کا نام ہے۔ سنی کانفرنس کے اکابر کی عزیمت و ہمت کی داستان تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ اس کی پُرورش حمایت سے مسلم لیگ کا پاکستان حاصل کرنا اس کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ”سنی کانفرنس“ کے عائد کی انتھک کوششوں سے پاکستان کی منزل انتہائی قریب آگئی تھی۔ کانگریس اور اس کے حلیفوں کا ناقابل تسخیر قلعہ — اکھنڈ بھارت — ان ہی حضرات کے تعاون سے زمین بوس ہوا۔

اگرچہ غنائین نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مخالفوں اور غلط بیانیوں کے انبار لگا دیئے تاکہ اصلیت، صداقت اور حقائق عام نگاہوں سے پوشیدہ رہیں لیکن پھر بھی عزم و عمل

کی یہ داستان فاضل مؤرخین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی اور انہوں نے اپنی تصانیف میں اس داستان کا ذکر مختصر پیش کیا ہے۔ مثلاً ”تاریخ نظریہ پاکستان“ میں پیام شاہجہان پوری نے اور ”تحریک و تاریخ پاکستان“ میں پروفیسر شیخ محمد رفیق، پروفیسر سید مسعود حیدر بخاری اور پروفیسر نثار احمد چوہدری نے۔

مجھے مؤرخ ہونے کا قطعی دعویٰ نہیں اور نہ حسن تحریک کا انداز رکھتا ہوں، ہاں تاریخ کا ایک طالب علم ضرور ہوں اور سینہ میں اسلاف کی عظمت جاگزیں ہے۔ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس کی تدوین و ترتیب دراصل اس نا انصافی کے ازالے کی ایک کوشش ہے، جو اپنوں کی کوتاہی اور غیروں کی جانبداری کی وجہ سے ”تاریخ“ بن گئی، ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ مختلف کتب تواریخ و سوانح مستند دستاویزات، قدیم رسائل و اخبارات سے مختصر اور موزوں مواد جمع کر دوں۔

”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کی مفصل اور مکمل تاریخ مرتب کرنے میں ایک عرصہ سے معروف ہوں یہ ایک طویل اور کٹھن کام ہے۔ مواد کی کمی یا اس کی وسعت کام کی رفتار پر اثر انداز رہی ہے۔ اس طویل عمل سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک وقت درکار ہے لیکن حالات کی بیکار مزید مہلت دینے کے لئے تیار نہیں، اس کے لئے یہ صورت نکالی کہ ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کی تاریخ مرتب ہونے تک اکابر اہل سنت کے وہ خطبات شائع کر دیئے جائیں جو مختلف اوقات میں سنی کانفرنس کے اسٹیجوں پر پڑھے گئے۔ اس سے دو طرفہ فائدہ ہوگا۔ متعصب اور معاند کے لئے یہ خطبات ہمارا نہ عبرت ہوں گے اور حقیقت پسند کے لئے ”باعث مسرت“ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی مختلف سرگرمیوں کو جمع کرنے کے علاوہ یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ اس وقت تک تقریباً ایک سو پچیس اجلاسوں کی کارروائی دستیاب ہو چکی ہے، جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے زیر اہتمام برصغیر کے گوشہ گوشہ میں منعقد ہوئے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اس کثیر تعداد میں اجلاس — اس کی ہر گیری پر دلالت کرتے ہیں، ان اجلاسوں سے جو اثرات مرتب ہوئے وہ انشاء اللہ العزیز آپ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس میں ملاحظہ کریں گے۔

خطبات کی ترتیب و تدوین کا انحصار بظاہر میری انفرادی کوششوں کا نتیجہ ہے مگر حقیقت

میں میرے متعدد کرم فرماؤں کے تعاون اور حوصلہ افزائی کا مریہوں منت ہے۔ اس سلسلہ میں کمری حکیم محمد موسیٰ امرت سہری، صدر مرکزی مجلس رضا، لاہور کی رہنمائی مجھے منزل مقصود تک لے آئی۔ مولوی فزاہی میں حکیم صاحب موصوف کی کوششیں سب سے زیادہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں محترم پروفیسر محمد ایوب قادری، ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا الحاج پیر غلام قادر اشرفی، مولانا غلام محمد سہروردی، مولانا محمد نازوق درگاہی، بگراتی، جناب سید نور محمد قادری، محترم بیگم پروین آف مامی شریف، جناب محمد صادق قصوری، مولانا مظفر اقبال، رضوی، مولانا غلام تھانی اور مولانا حافظ محمد عبد الکریم قادری (ملفت گنج، بنگلہ دیش) کا تعاون بہت افزا ہے۔ عزیز الکرم مفتی محمد علیم الدین، مولانا محمد عالم نقشبندی، مولانا صاحبزادہ محمد حبیب اللہ فیضی، جناب محمد رفیق خاں، مولانا غلام محی الدین اور جناب مختار احمد منہاس کے مفید مشورے میرے لئے مفید ثابت ہوئے، اور اس سلسلے میں عزیز نظیر اقبال نیازی کا تعاون بھی ایک نادرا و قابل ذکر مثال ہے۔ جلد اراکین، مرکزی مجلس رضا کو ذکر کرنا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ اہل سنت کے فاضل نوجوانوں کو تالیف و تصنیف کے میدان میں کھڑا کرنے کا سہ لاسی فعال ادارے کے سربراہ ہیں۔

میں اپنے تمام کرم فرماؤں کے پرنٹوں میں جذبات کے لئے شکریہ کے رسمی الفاظ میں ادا کرنے کی جرات بھی نہیں کر سکتا۔ رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں دعا ہے کہ ان کی مساعی حیلہ کو قبول فرمائے، آمین!

اس کتاب میں شامل مواد زیادہ تر دیرینہ سکندری رام پور سے لیا گیا ہے۔ اس پرچہ کو تحریر پاکستان کے دور میں خصوصی اہمیت حاصل تھی یہاں تک کہ اس کی ملی خدمات سے متاثر ہو کر مولانا ظفر علی خاں صاحب نے یہ شعر کہا تھا۔

جس نے سکھائی ہے ہمیں رسمِ درہ قلندری
ہے وہ صحیفہ میں دیدہ سکندری

محمد جلال الدین قادری عفی عنہ
سرلئے عالم گیر

یوم شعبان ۱۳۹۵ھ، جولائی ۶۷

پاکستان اور سنی علماء و مشائخ

یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی مسلم آبادی کا اتنی فیصد اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے اور جب کبھی بھی اسلام کے خلاف سازش کی گئی، سنی علماء و مشائخ نے اس کا مقابلہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھا، سن ستاون کی جنگ آزادی شروع سے آخر تک علماء و مشائخ کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ اس جنگ میں علماء و مشائخ اہل سنت کے فتویٰ جہاد نے وہ کام کیا، جو بڑی بڑی عسکری قوتوں سے ناممکن تھا۔ اسیر جزیرہ اٹلان مولانا افضل حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا کفایت علی کافی شہید مراد آبادی، مولانا سید احمد اللہ شہید مدراسی، مولانا فیض احمد عثمانی، مولانا ویاں الدین مراد آبادی، مولانا رسول بخش کاکوروی، مفتی صدر الدین دہلوی علیہم الرحمۃ والرضوان اور ان کے احباب و تلامذہ اکابر سنی علماء نے ربانین فرنگی سامراج سے لے اسلام کے تحفظ کے لئے جہان عرب کی بازی لگا کر شمع حریت کو ابدی تابانی بخشی۔

اور انگریز کے خلاف ”سب سے پہلی تحریک آزادی“ کا سنگ بنیاد رکھا، جو تاریخ میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔ آزادی کی یہ جنگ سنی علماء و مشائخ کے جذبہ اسلامی اور خدمت دینی کا ایک روشن باب ہے۔ بعد میں رونما ہونے والی تمام تحریک کو اسی تحریک آزادی کے سلسلہ کی کرٹیاں اور جذبہ حریت کے اس عظیم مینار

ایک ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے سہ ماہی میں مذکور قومی نظریہ "کا جو تصور پیش کیا، وہ ہندو مسلم اتحاد کے بطلان پر ایک عظیم تاریخی دستاویز ہے۔ اسی موقف کی روشنی میں مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، علامہ اقبال اور قائد اعظم کے لئے ایک اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنے کی راہ ہموار ہو گئی۔ پاکستان کے قیام اور دوقومی نظریہ کی اشاعت کے لئے سواد اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ اور عام مسلمانوں نے جان کی بازی لگا دی۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "پاکستان" صرف مسلم لیگ نے بنایا، مگر یہ بات فدا

سنہ ۱۹۴۷ء کی آزادی کے لئے جمہوریت العلماء ہند کے اکابر نے بھی انگریزوں کی مخالفت کی۔ گمران کے نزدیک حاصل ہونے والی آزاد حکومت، اسلامی حکومت نہ تھی، بلکہ لادینی ریاست (سیکولر اسٹیٹ) بنانا مقصود تھی۔ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند، استاذ العلماء مولوی حسین احمد صاحب اپنی کتاب نقش حیات ج ۲، ص ۱۸ پر لکھتے ہیں :-

دوسید صاحب (سید احمد بریلوی) کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان سے انگریزی تسلط و اقتدار کا قلع قمع کرنا تھا جس کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں ہی پریشان تھے اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو بھی شرکت کی دعوت دی اور اس میں صاف صاف نہیں بتا دیا کہ آپ کا واحد مقصد ملک سے پردیسی لوگوں کا اقتدار ختم کر دینا ہے۔ اس کے بعد حکومت کس کی ہوگی؟ اس سے آپ کو غرض نہیں ہے، جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے، ہندو ہوں یا مسلمان یا دونوں وہ حکومت کریں گے۔

آزاد ریاست کا یہ مفہوم "آزاد" اسلامی ریاست کے تصور سے کتنا دور ہے یا عجیب

تفصیل طلب ہے۔ اس کے لئے ہمیں ۱۹۴۰ء میں منظور کی جانے والی قرارداد اور قرارداد لاہور، جسے بعد میں قرارداد پاکستان کا نام ملا، پر غور کرنا ہوگا۔ قرارداد کے پہلے کے حالات اور بعد کے واقعات کا تجزیہ کرنا ہوگا۔

تاریخ اس امر کی شہادت پیش کرتی ہے کہ مسلمانوں کی کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ اپنے اندر آفاقیت پیدا کر سکتی ہے جب تک اسے مذہبی رہنماؤں کی تائید حاصل نہ ہو۔ "خوارج" کی ابتدا سے لے کر "قادیانیت" کی صورت میں ختم نبوت کے انکار تک، تمام واقعات اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے موجود ہیں اس طرح کوئی قرارداد، بالخصوص جب کہ وہ سیاست سے متعلق ہو، برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہوتی ہے۔ قرارداد

کے پس منظر میں بے شمار واقعات اس کے محرکات ہوتے ہیں، انہیں محرکات کے باعث نظریات قائم ہوتے ہیں، یہی نظریات، مطالبات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، اگر نظریات میں صداقت ہو اور مطالبات میں جان ہو تو وہی نظریات اور مطالبات "تحریک" کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور مذہبی تائید اس تحریک کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ صرف نظریہ کی بنیاد پر منزل کا حصول دیوانے کی بڑ معلوم ہوتی ہے۔ مگر صدق و اخلاص اور ثبات و استقلال کی برکت سے یہی خواب جب تبصیر کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو ہر کس و نا کس اس کا ہمنوا بن جاتا ہے۔

ابتدائی طور پر نظریہ پیش کرنا اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے جب ماضی کے حالات کا صحیح تجزیہ کے ساتھ ساتھ برسوں بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات پر بھی گہری نظر ہو۔ عرف عام میں یہی چیز "فراسٹ" کہلاتی ہے۔ یہی فراسٹ

جب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتی ہے اور انوار ربانی سے ہدایت لیتی ہے تو حقیقت کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَتَقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاَنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

اسی فرانت ایمانی کی بدولت اہل سنت کے عظیم رہنما، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ۱۸۹۷ء میں اور اس کے بعد ایک سوال کے جواب میں ۱۹۲۰ء میں جو کچھ فرمایا، وہی دو قومی نظریہ کی بنیاد بنایا۔ آپ نے مسلمانوں کو ہندو اور انگریز کی فریب کاریوں سے بروقت متنبہ کیا، ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:-

”فاضل بریلوی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ۱۰۳۰ھ ۱۶۲۲ء کے مسک کی پری کرتے ہوئے ۱۹۷۰ء ۱۳۳۹ھ میں دو قومی نظریہ کی داغ بیل ڈالی جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اسی سال فاضل بریلوی رحلت فرما گئے لیکن وہ اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے جس نے اس مشن کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ آپ کی زندگی ہی میں ان حضرات نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ۱۹۰۰ء ۱۳۰۰ھ

۱۔ دو قومی نظریہ کا تصور ۱۹۲۰ء میں ہی پختہ ہو چکا تھا اور کانگریسی و سنی علماء کے درمیان زیر بحث رہتا تھا۔ اس تاریخی حقیقت کا تجزیہ کرتے ہوئے جناب خالد لطیف گایا اپنی کتاب ”مجموعہ آوازیں“ میں لکھتے ہیں:-

”دو قومی نظریہ“ جس پر بڑے بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں، آل انڈیا مسلم لیگ یا آل انڈیا مسلم کانفرنس یا دیوبند یا مامونہ کی تخلیق نہیں تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس نظریے کا مصنف نہ تو محمد علی جناح تھے اور علامہ اقبال۔

دو قومی نظریہ تو ۱۹۲۰ء ہی میں ایک مشہور اور مسلم طریق چکا تھا اس وقت جن صاحب کانگریس کے رہتا اور بقول سر وجی نائیڈو ہندو مسلم اتحاد کے سیر تھے۔ ”مجموعہ آوازیں“ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۰، سہیت روزہ افریض لاہور ۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء

نوٹ: تاریخ اس امر کی شہادت پیش کرنے سے قاصر ہے کہ جن طرح قرآن و (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اس نازک دور میں مسلمانوں کی صحیح اور بروقت رہنمائی فرمائی جبکہ بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی آندھی کا شکار ہو چکے تھے۔ مولانا عبدالباقی فرنگی علی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، علامہ اقبال اور خود قائد اعظم بھی ابھی تک ہندو مسلم اتحاد کی محضرت کا کتہہ نہ سمجھ پائے تھے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے۔ ان کی کوششیں بھی اس قسم کے اتحاد کے لئے وقف تھیں۔ مسلم قومیت کے علمبردار (فاضل بریلوی) کی یہ دروہری مخلصانہ رہنمائی ہی تھی جس سے متاثر ہو کر مذکورہ حضرات بھی آپ کی اور آپ کے تلامذہ و خلفاء کی کوششوں سے دو قومی نظریہ کے حامی و مؤید بن گئے۔

نامور صحافی اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن جناب محمد شفیع دم ش نے اس تاریخی حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہوئے حضرت فاضل بریلوی کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:-

”اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جن یک سوئی اور استقلال سے دور علانی میں دین کی مدافعت کا مقدس فریضہ سر انجام دیا۔ جن جوں وقت گذرتا جائے گا، اس کا اعتراف امت کے تمام طباقوں کو ہوتا جائے گا۔..... جس وقت ہمارے اسلاف کی بد اعمالیوں سے سلطنت ہمارے ہاتھ سے چھین گئی تھی اور جس دور میں سب سے اہم کام اس کے سنا اور کیا ہو سکتا تھا کہ ملت کے اجماع کو پارہ پارہ ہونے سے بچایا جائے ان کے عقائد کو منہ ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ہر اس سازش کو کچل کر رکھ دیا جائے جس کا مقصد مسلمانوں

(بقیہ حاشیہ ۲۲ سے آگے)

سنت کی روشنی میں امام احمد رضا نے ۱۹۲۰ء میں دو قومی نظریہ مدلل طور پر بیان کیا، اس وقت کوئی دوسرا رہنما آپ کا سہیم و شریک ہو۔ (مرتب)

۲۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۷۶

دو قومی نظریہ کے داعی کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی کے انکار و نظریات سے اکابر متاثر ہوئے۔ اثر اندازی کی اس حقیقت کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس طرح بیان کیا ہے:-

”پاک و ہند کے عظیم مفکر اور شاعر علامہ اقبال نے جو پہلے ایک قومی نظریہ کے مؤید تھے اور بعد میں اس کے سخت مخالف ہو گئے تھے، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کا عمیق مطالعہ فرمایا تھا اس لئے ظن غالب ہے کہ علامہ کے انکار و خیالات میں ان دونوں ماخذ نے ایک انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے“۔

اس مختصر پس منظر کی روشنی میں یہ بات تاریخی حقیقت بن کر ابھرتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے بعد دو قومی نظریہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے پیش کیا، یہی نظریہ قیام پاکستان کی اساس بنا۔ علامہ اقبال نے قیام پاکستان کا مطالبہ دسمبر ۱۹۳۱ء میں کیا، لیکن اس سے تقریباً چھ برس قبل اوائل ۱۹۲۵ء میں اسی ضرورت کا احساس ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ مراد آباد کے اجلاس میں علماء و مشائخ نے دلایا۔ حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی (م۔ ۱۹۴۳ء) نے ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے موقع پر فرمایا:-

”دنیا نے بڑی تلاش کے بعد اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو آج سنئے کہ اس پیغام کے لئے قدرت نے عہد حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا، وہ ہماری آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور بانی ہمارے

کے دلوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر فانی محبت کا رشتہ تھا کہ غیر اسلامی عقائد کی تحم ریزی تھی۔ یہ کارنامہ اعلیٰ حضرت نے نہایت نامساعد حالات میں انجام دیا، اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت ملت اسلامیہ کے عظیم محسن تھے، جس نے جناب مہش کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمات کا اعتراف اب ہر غیر جانبدار مورخ کر رہا ہے۔ اعتراف حقیقت کے ان بیانات میں مشہور مورخ اور کالم نگار (نوائے وقت) جناب میاں عبدالرشید صاحب کا بیان خصوصی توجہ کا مستحق ہے، وہ لکھتے ہیں:-

“When the Pakistan Resolution was passed in 1940, the efforts of Hazrat Barelvi bore fruit and all his adherents and followers, including Ulema and spiritual leaders, rose as one man to support the Pakistan movement. Thus, the contribution of Hazrat Barelvi towards Pakistan is not less than that of Allama Iqbal and Quaid-i-Azam.....”

ترجمہ:- ۱۹۴۰ء میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو حضرت بریلوی کی کوششیں بار آور ہوئیں اور علماء کرام و پیران عظام سمیت، آپ کے پیروکار اور متوسلین جسد و احد بن کر تحریک پاکستان کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے، اس طرح قیام پاکستان کے سلسلہ میں حضرت بریلوی کا حصہ علامہ اقبال اور قائد اعظم سے کسی طرح کم نہیں۔

۱۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۷ جون ۱۹۷۸ء

۲۔ (Islam in Indo-Pakistan Subcontinent: Lahore-1977, Page: 67)

صدر الانفاصل استاذ العلماء کی مقبول و برگزیدہ قاست گرامی ہے، سنہ
حضرت سید محمدت کچھو جھوی علیہ الرحمہ نے صدر الانفاصل مولانا محمد نعیم الدین
مراد آبادی (م۔ ۱۹۸۸ء) کی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تقسیم ہند کی جس تجویز کا ذکر کیا ہے،
سنہ ۱۹۳۲ء میں بمبئی میں ہندوؤں کے الگ محلوں اور بازاردوں میں محدود ہونے کی خبر
پر آپ کی طرف سے تقسیم ہند کی تجویز غالباً اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو آپ کی
سیاسی بصیرت کا ثبوت ہے۔ آپ نے تقسیم ملک — بلکہ مطالبہ
تقسیم سے پہلے جو کچھ فرمایا، وہ کتنا صحیح تھا۔ آپ نے فرمایا:۔

وہ بمبئی کے ہندو کو شش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان محلوں
سے ہٹا کر ہندو محلوں میں لے جائیں۔ ہندوؤں کے یہ افعال، یہ تجویزیں، یہ
طرز عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے
دشمن قرار دیے جائیں، یہ کھلی نا انصافی ہے جب ہندو اپنی حفاظت
اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے
حدود علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو یقیناً ان کے محلوں میں جانے اور ان کے
ساتھ کا دوبار رکھنے سے احتیاط رکھنا چاہئے، دونوں اپنے اپنے حدود
جداگانہ قرار دیں اور ایسی کٹنگ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو طے کر لیں، یعنی
ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ
باہمی تصادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے، ہر علاقہ میں اُسی علاقہ والوں
کی حکومت ہو۔ مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں

کی۔ اب نہ مخلوط و جداگانہ انتخاب کی بحثیں درپیش ہوں گی نہ
کونسلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقع رہے گا۔
ہر فریق اپنے حدود میں آرام کی زندگی گزار سکے گا۔ جب ہندو ذہنیت
نے بمبئی میں یہ گوارا کر لیا تو کیا دیکھ رہے کہ جدید حکومت کا مسئلہ اس
اصول پر نہ طے کیا جائے؟

اگلے صفحہ پر ماہنامہ السواد الاعظم، مراد آباد کے اس تاریخی شمارہ کے ایک صفحہ
کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد شوال الحکم ۱۳۵۰ھ فروری ۱۹۳۲ء ص ۱۲، ۱۳

اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت: سید نور محمد قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء، ص ۲۸

سنہ خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۳۵۴ھ، ص ۱۲،

وہ دبیر سکندری رام پور ۱۴ جولائی ۱۹۶۶ء، ص ۵

نے دیا اور اتحاد کا شہر ہندوؤں کی سب سے نہایت سفاکیوں سے ذرا بھی کم نہ ہونے پایا۔
سیاسی مقاصد جن کے لیے مسلمانوں کے غلوؤں کے سمندر بہہ جانا بھی خوشی اسے گوارا تھا انھیں ہندوؤں
اتحاد کی کہاٹک رعایت کی اور مسلمانوں کے حقوق کو کس قدر خلی کے ساتھ تسلیم کیا یہ بقدر ظاہر ہے جس کے
بیان کی حاجت نہیں ہر قوم ترقی چاہتی جو اپنی آزادی چاہتی ہے اپنے اختیارات اور آسائش میں اضافہ
چاہتی ہے اس کے لیے جنگ کرتی جو خونریزی کرتی ہو ملک کا برباد کرنا معاش کا فاسد کرنا تجارتوں کا تباہ کر ڈالنا
سب کچھ گوارا کرتی ہے مگر اپنے نفع کو نہیں چھوڑتی ہندوؤں کا بھی یہی مطلب نظر ہے مگر وہ مسلمانوں کے لیے
اپنے حفاظت حقوق کے بھی روادار نہیں اور جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اتنا تو اطمینان دلاؤ کہ ہمارا مستقبل
خطرات سے امین رہیگا تو اس پر ہندو قوم بڑھ جاتی ہے اور کسی طرح مسلمانوں کو مطمئن کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی
اور رعایت کی کوئی صورت نہیں بنتی جلسیں ہوتی ہیں اور ناکام رہتی ہیں کانفرنسیں ہوتی ہیں اور نتیجہ نہیں
کھٹتا تو اب وہ مضموم اتحاد جس کا سیاسی حدود میں بھی نام و نشان نہیں ہے کہاں بستا ہے یہی کی تازہ
ہندو مسلم جنگ اس اتحاد کا شاہد اس اتحاد کا ثبوت بن سکتی ہو اس اتحاد کے اٹھنے ہی سے نہیں کہ ہندو جب
چاہیں مسلمانوں کو قتل کر لیا کریں اور مسلمان یہ کہیں کہ ہم تو اتحاد کی وجہ سے زبان بھی نہیں بلا سکتے تھے
مارواہن ہوا دوستی کا دم بھرا ہے تو اوقات بھی نہ کریں گے مگر اس جنگ کے سلسلہ میں ایک سبق خوب
لاحس سے فائدہ اٹھایا جائے تو وہ عقدہ باآسانی حل ہو سکتا ہے جس کی تدابیر میں ملک کے بڑے بڑے
مسلم اصحاب رک عاجز رہے وہ یہ کہ یہی کے ہندو کو شش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان مخلوں سے
بٹا کر ہندو مخلوں میں لجاویں۔ ہندوؤں کے یہ افعال یہ تجویزیں یہ طے عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں
لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے دشمن قرار دئے جائیں یہ کھلی انصافی ہے جب ہندو اپنی عظمت
اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے مخلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے حدود و علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو
یقیناً ان کے مخلوں میں جانے اور ان کے ساتھ کاروبار رکھنے سے احتیاط رکھنا پڑے دونوں اپنے اپنے
حدود جداگانہ قرار دیں اور ایسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو سطر کر لیں یعنی ہندوستان میں
ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ باہمی تصادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے ہر علاقہ
میں ایسی علاقہ والوں کی حکومت ہو مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں کی اب نہ
مخلوط و جداگانہ انتخاب کی مجلسیں درپیش ہونگی نہ کوشلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقعہ رہیگا

یہ ہے در قومی نظریہ — نظریہ پاکستان — کے سفر کی مختصر داستان جو
علمائے اہل سنت کی کوششوں سے واضح ہو کر مقبول عام ہوا اور جس کی وجہ سے
اکثر اکابر کے خیالات میں انقلاب رونما ہوا۔

قرارداد پاکستان بلاشبہ ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں منظور کی گئی
لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت مسلم لیگ میں کون لوگ تھے جن کی شمولیت اور تحریک
ہے ”مسلم لیگ“ اسم یا سمسلی اور جاندار سیاسی جماعت بن گئی۔
اس سوال کے جواب کے لئے حضرت سید محمد اشرفی محدث کچھ بھجوی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:-
”مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا؟ اور کون لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ
اس کو بنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف ”سنی“ ہیں، پاکستان کے معنی
اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے، مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ
کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات (امین الحسنات) صاحب سجادہ نشین مالکی شریف
(مرحوم) نے لکھوا لیا ہے، اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی
بے بناد ہے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا، اس کا دفتر کہاں رہے گا اور اس کا جھنڈا سارے
ملک میں کون اٹھائے گا ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان
صرف سنیوں کو بنانا ہے؟ نہ

سنہ ۱۹۵۰ء نومبر ۱۹ء میں میر صاحب مالکی شریف کو خط میں صاف صاف
لکھا کہ اس بات کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ قانون ساز جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی، پاکستان
کے لئے ایہ قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے۔
(بقیہ اگلے صفحہ پر)

قرارداد پاکستان کی تجویز سے پہلے ۱۹۷۳ء میں مولانا عبدالستار خاں نیازی نے قائد اعظم کی منت میں خلافت پاکستان تجویز پیش کی قائد اعظم بہت خوش ہوئے اور اس کے بعض اہم نکات کو تسلیم کر لیا، اور اس تجویز کو مسلم لیگ کی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا وعدہ فرمایا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو مٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس ہوا، جس میں قرارداد لاہور پاس ہوئی، یہی قرارداد بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ مسلم لیگ کے اسی اجلاس میں سنی علماء و مشائخ نے بھی حصہ لیا، اور قرارداد کے حق میں تقاریر کیں۔ قرارداد کی تائید میں سنی علماء کی طرف سے تقریر کرنے والوں میں مولانا عبدالحمید بدایونی علیہ الرحمہ بھی ہیں۔

مطالبہ پاکستان کے اسی اجلاس میں مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری سرگرم رکڑوں میں تھے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو حضرت امیر ملت علی پوری نے حسب ذیل تہنیتی فرمایا تھے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو حضرت امیر ملت علی پوری نے حسب ذیل تہنیتی تار قائد اعظم کو دیا، اور اپنی محفل تائید کا یقین دلایا کہ ”فقیر معذکر و مجمع اہل اسلام ہندو دل و جان سے آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارک باد دیتا ہے، اور آپ کی ترقی مدارج

سے تا از العبادہ پر فخر و غور راجح صدیقی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۱۴۴، کوالہ اکابر تحریک پاکستان ص ۱۲۲
۱۹۷۳ء مولانا عبدالحمید بدایونی پر ایک نثر ”از امام تیار علی کچا لہ تذکرہ اکابر اہل سنت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء
ص ۲۰۵، قائد اعظم ۲، سال نوا جہد رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۳۵

۱۹۷۳ء روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۳۱ دسمبر ۱۹۷۳ء

۱۹۷۳ء حضرت شیخ القرآن، رانا منظور احمد خاں ایم اے مطبوعہ وزیر آباد ۱۹۷۳ء، ص ۳۷
(ایضاً صفحہ ۲۹ سے آگے)

”پاکستان کا نشور آزادی“ ص ۱۷ (مجموعہ ماہنامہ سیاہ ڈائجسٹ، لاہور اگست ۱۹۷۳ء، ص ۱۷)

۱۹۷۳ء خطبہ الاشرفیہ للجمہوریت الاسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۷۳ء، ص ۸

کے لئے دعا کرتا ہے۔

مطالبہ قرارداد پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی علمائے اہل سنت نے اپنی مسابغی تجویز کر دیں۔ اور اپنی تمام تر توجہ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے وقف کر دی۔ تعلیمی و مذہبی مدارس، خانقاہوں، عرس کے مبارک موقعوں، مذہبی جلسوں اور شہیت کے ترچان اخبار و رسائل — عرض ہر مقام سے پاکستان کا نعرہ بلند ہونے لگا۔ — قیام پاکستان کے لئے ان حضرات کے دل میں جو تڑپ اور الواہانہ لگاؤ، عشق و جنوں کی حد تک تھا، روز روشن سے زیادہ عیاں ہے۔ اس کی ایک جھلک آپ تقیم ملک سے قبل ہندوستان سے شائع ہونے والے ”سنت روزہ“ ”الفقیہ“ ”امر تسر“ کے سروق کے ان عکسوں سے لگا سکتے ہیں، جو آئندہ صفحات پر دیئے جا رہے ہیں۔ سوا او اعظم اہل سنت و جماعت کے مذکورہ ترچان نے ۱۹۷۳ء کے اوائل سے ”امر تسر“ کے ساتھ لفظ (پاکستان) کا اضافہ کر دیا تھا۔ کتاب ہذا میں دو شماروں کے سروق کا عکس شامل کیا جا رہا ہے۔ جنگ عظیم دوم کے دوران حالات انتہائی نازک تھے۔ اس سہنگامی دور میں ”پاکستان“ کے لفظ کا تکرار حکومت برطانیہ کے غضب کو دعوت دینا تھا، اور بالخصوص صحافت کی دنیا میں جہاں معمولی سی بات پر بھی ضمانت طلب کی جاتی اور ضمانتیں ضبط ہونا تو روزمرہ کا معمول بن چکا تھا۔ مذکورہ اخبار اپنے سروق پر ”امر تسر (پاکستان)“ لکھتا رہا۔

۱۹۷۳ء تذکرہ شاہ جماعت: سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۹۹

امیر حزب اللہ پیر سید فضل شاہ جلالپوری (م۔ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)

مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (م۔ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)

صدر انفاصل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م۔ ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۸ء) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور

نقیہ ملت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

غزالی دوران مولانا سید محمد سعید گامی پٹان

محسن ملت مولانا محمد برہان الحق عبدالباقی جبل پوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی

مبلغ اسلام مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (ابن امام احمد رضا بریلوی)

شیخ الاسلام پیر محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف

صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی وغیرہ مدظلہم الاقدس

تحریک پاکستان کے مجاہدین سنی علماء و مشائخ کی ملی و سیاسی خدمات کا اعتراف

سہفت روزہ اقدام نے یوں کیا ہے:

”حضرت پیر صاحب زکوڑی صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب

گودہ شریف، حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر صاحب مانکی شریف، علامہ نظام الدین صاحب تولدہ شریف

وغیرہم نے جدوجہد آزادی میں جو نمایاں خدمات انجام دیں وہ روز روشن

سہ اکابر کی یہ نامکمل فہرست حروف تہجی کے لحاظ سے ہے، تحریک پاکستان کے سنی

اکابر کی تفصیلی فہرست کا یہ مقام متحمل نہیں ہے۔ تاریخ آل انڈیائی کانفرنس (زیر ترقیت) میں ان اکابر

کا ذکر ممکنہ حد تک کر دیا جائے گا۔ (مرتب)

کی طرح واضح ہیں ان کے علاوہ مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صاحب قادری

میرٹھی نے مسلم لیگ کی طرف سے کئی حاکم کا دورہ کر کے پاکستان کی اہمیت

دنیا پر واضح کی، اور سیر اسلام مشہور ہوئے مولانا عبدالحمید بدایونی، مولانا

ابوالحنات مرحوم، مولانا محمد لوسف صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد عبدالغفور

ہزاروی، مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں، مولانا محمد عارف

اللہ صاحب میرٹھی راولپنڈی نے ملک کا دورہ کر کے سوئے ہوئے مسلمانوں

کو بیدار کیا۔ یہاں تک کہ ان تمام مقتدر علمائے کرام کا وفد کشمیر بھی گیا۔ اور

محاذ کشمیر پر جہادین کو کافی خوراک بہم پہنچائی۔ جنہوں نے سید شوکت حسین سجادہ

نشین موسیٰ پاک شہید نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی

میں حصہ لیا۔ سہ

اسلامی سلطنت — پاکستان کے قیام میں ان سنی علماء و مشائخ کی کوششیں

ناقابل فراموش ہیں پاکستان کے ساتھ ان کا تعلق عشق کی حد تک رہا۔ اور ایسا ہونا ایک فطری

امر تھا۔ کیونکہ اس گمراہی اور اسلام کی کس مہر سی کے عالم میں قیام پاکستان کو وہ ایک ”شرعی فرد“

سمجھتے تھے۔ سنی علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان کے دوران ”پاکستان“ کی حمایت میں اسی

نوعیت کے شرعی فتاویٰ جاری کئے جس نوعیت کے فتاویٰ عبادات و معاملات جائز و

نا جائز اور حلال و حرام میں جاری کرتے ہیں۔ حالانکہ اس دور میں اسلامی مملکت کے قیام کی

حمایت تو درکنار لفظ ”پاکستان“ بھی ناقابل برداشت تھا۔ پاکستان سے عداوت میں کانگریسی

احزازی، جمہیت العلماء ہند وغیرہ جماعتوں کے علماء ہندؤں کے ہم نوا تھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مختصر پاکستان کی حمایت میں سنی علماء و مشائخ

سہ ہفت روزہ اقدام لاہور ۲۶ مئی ۱۹۶۳ء اور جواہر ملے مصطفیٰ گوجرانو ۱۹ رجب الثانی ۱۳۸۶ھ

کے شرعی فتاویٰ کی چند جھلیاں دکھا دی جائیں۔
امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری صدر آل انڈیائی کانفرنس
نے فرمایا۔

..... اس بنا پر فقیر جمیع مسلمانان ہند سے اپیل کرتا ہے کہ جن طرح
فقیر نے شہد کانفرنس کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند
کی واحد سیاسی جماعت ہے، اب چونکہ جدید انتخابات ہونے والے ہیں۔
اس موقع پر جیسا کہ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے مسلمانان
ہند سے اپیل کی ہے کہ ہر ایک مسلمان کو مسلم لیگ کے امیدوار کو
ووٹ دینا چاہئے، اور اپنی حیثیت سے زیادہ

چندہ دینا چاہئے۔ فقیر بحیثیت امیر ملت قائد اعظم مسٹر محمد علی
جناح کے اس اپیل کی پُر زور تائید کرتا ہے، اور جمیع مسلمانان ہند سے
عموماً اور اپنے یارانِ حقیقت سے خصوصاً جو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان
کے گوشہ گوشہ میں ہیں، کہ پُر زور اپیل کرتا ہے کہ اس موقع پر ہر طرح سے
مسلم لیگ کی امداد کریں اور میرے مترسین انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ
کی امداد کرتے رہیں گے۔

محدث علی پوری کا ایک اور بیان ملاحظہ ہو۔ یہ بیان اس وقت کا ہے جب
کہ مسلم لیگ نے ابھی تک ”قرار داد لاہور“ پاس نہیں کی تھی، یا یوں کہہ لیجئے کہ ابھی
تک ”پاکستان“ مسلم لیگ کا نصب العین نہ تھا، کانگریسی وزارت کے خاتمہ پر

سہ ہفت روزہ الفقید امرتسر ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۱

اجداد دہلہ سکندری رامپور ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۳

قائد اعظم کی اپیل پر پورے ملک میں یومِ نجات منایا گیا، مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو علی پوری
سیدان، ضلع سیالکوٹ میں ”یومِ نجات“ کی تقریب میں آپ نے فرمایا:

”دو جھنڈے ہیں، ایک اسلام کا، دوسرا کفر کا، مسلمانو! تم کس جھنڈے کے نیچے
کھڑے ہو گے؟ سب نے باوازی بند کہا کہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے! پھر
— ارشاد فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے، اُن
میں سے اگر کوئی مرجائے گا تو کیا تم اس کے جنازے کی نماز پڑھو گے؟
سب نے انکار کیا، پھر — دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمانوں کے
قبرستان میں اس کو دفن کر دو گے؟ سب نے اقرار کیا کہ نہیں ہرگز نہیں!
پھر — ارشاد فرمایا کہ اس وقت سیاسی میدان میں اسلامی جھنڈا
مسلم لیگ کا ہے، ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں، اور سب
مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہئے“۔

مذکورہ بالا خبر کو مکر پڑھئے۔ اور حضرت امیر ملت کی سیاسی بصیرت، نظریہ پاکستان
سے وابستگی کے اظہار میں جرأت مندانہ اقدام کا اعتراف کیجئے۔ اللہ اللہ! ”دو قومی نظریہ“
کی اس نئے بڑھ کر سادہ و بہترین تشریح اور کس طرح ممکن ہے۔

اہل سنت و جماعت کے ترجمان، آل انڈیائی کانفرنس کے بانی اور ناظم اعلیٰ
مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے مسلم لیگ کی حمایت میں اعلان فرمایا:

”مسلمانوں کو اپنے قیمتی ووٹ کانگریس کو دینا حرام ہے، اور احرار،
خاکسار، یونی نسٹ و غیرہ بھی مسلمان اکثریت سے کٹ کر گاندھی ہندو کے
زر خرید غلام ہیں، انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے مسلمانوں

سہ ہفت روزہ الفقید امرتسر، جنوری ۱۹۴۶ء ص ۸

کے دوت حاصل کرنے کا حق صرف اسی سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ہے جو کونسلوں میں جا کر مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت کریں اور احکام شریعت کے مطابق جدوجہد کریں۔

جنگ آزادی میں مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں زویب آستانہ عالمیہ جمیر شریف کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے: ”مسلم لیگ نے حصول پاکستان کے لئے انتخاب لڑنے کا اعلان کر دیا ہے، اس لئے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“
حضرت پیر لاڈلے حسین شاہ سجادہ نشین گمرگہ شریف (دکن) نے فرمایا، ”صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“
حضرت خواجہ غلام سدید الدین سجادہ نشین تونسہ شریف نے ایک خصوصی اعلان میں فرمایا:

”مشریدان باصفا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“
حضرت پیر صاحب سجادہ نشین دربار پاک پٹن، کا ارشاد ہے:-
”مسلمانوں کے ووٹ کے حق دار صرف مسلم لیگ نمائندے ہیں۔“
حضرت مولانا خواجہ محمد قمر الدین صاحب، زویب آستانہ سیال شریف نے ارشاد فرمایا:
”ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“

۱۔ ہفت روزہ الفقہ امرتسر، جلد ۲۸، شمارہ ۳۳، روزہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء ص ۵

۲۔ اشہارہ ”حضرت صوفیائے کرام کا اعلان حق۔“ صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو،
شائع کردہ، پنجاب مسلم لیگ

۳۔ ایضاً ۴۔ ایضاً ۵۔ ایضاً

حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب، سجادہ نشین گولڑہ شریف کا ارشاد ہے:

”مسلمانو! اس معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“
حضرت پیر سید جماعت علی، محدث علی پوری نے ارشاد فرمایا:
”محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔“

حضرت پیر سید فضل شاہ، سجادہ نشین جلال پور شریف (جہلم) کا ارشاد ہے:
”مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔“
مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک اور اشتہار مطبوعہ سول ملٹری پریس ڈیرہ اسماعیل خاں شائع ہوا۔ جس میں تین جلیل القدر سنی مشائخ عظام اور علمائے کرام نے حضرت پیر محمد عبداللطیف صاحب زکوٰۃ شریف و دیگر جلد مسلم لیگی امیدواروں کی پرزور حمایت کرتے ہوئے متفقہ طور پر فرمایا:

”سب مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں اور پاکستان کے قیام کے لئے اپنا خون پیش کر کے باعث صداقت و سچائی کے بغیر قیام پاکستان اس ملک میں باعزت زندگی محال ہے۔“

اس اشتہار میں پاکستان کی حمایت میں صرف تین ولی بندی مکتبہ نگر کے علماء اور دو اہل حدیث علماء کے نام تائیدی طور پر درج ہیں۔

اگلے صفحات پر مسلم لیگ کی طرف سے شائع شدہ مذکورہ بالا دونوں اشتہارات کے عکس درج ہیں۔

صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو

۱. حضرت جناب مقبول احمد صاحب قلبہ خلیفہ باگاہ عالیہ دہلی و حیدرآباد حضرت مجدد علیہ الرحمہ شریف نے ملحقین فرما کر مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے۔ ہر مسلمان کو اس میں شامل ہونا لازم ہے۔ بالکلیہ۔
۲. حضرت دیوان سید آل رسول علی خان مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳. حضرت مولانا سید آغا محمد علی صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴. حضرت مولانا سید غلام سید الدین مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف۔
۵. حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پانچپن شریف۔
۶. مولانا حافظ شاہ محمد فرید الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین سیال شریف۔
۷. مولانا الحاج سید شاہ غلام محی الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین گولڑہ شریف۔
۸. زبیدۃ العارضین قدوة السالکین حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری مدظلہ نے فرمایا: محمد علی جناح جی تیار رہیں۔ دیکھئے۔ اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔
۹. حضرت مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف۔
۱۰. حضرت مولانا وحید ملت کوہنام رکھو۔ اسلام لیگ کا ساتھ دو۔
۱۱. حضرت مولانا حافظ قاری سید محمد شاہ صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۱۲. حضرت سلطان محمد حسن اور سلطان العارضین بابو سلطان سجادہ نشین حبیب سلطان صاحب قلبہ نے فرمایا: کوہنام رکھو۔ اسلام لیگ کا ساتھ دو۔
۱۳. حضرت عبدالرزاق شمس الکونینی کلاتور درنگ۔
۱۴. حضرت سجادہ نشین خاتقاہ میر فاضل شاہ صاحب کوہنامہ صلح حصار۔
۱۵. جناب پیر بدر الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ آبائے شریف مجھ۔
۱۶. اور فرمایا کہ انگریزوں کی شکستوں کو قبول نہ کیا۔ مسلم لیگ اور صرف لیگ کے نام کو یاد رکھیں۔

۱۷. سجادہ نشین حضرت شاہ جیو نا علیہ الرحمۃ صلح جنگ کا اعلان۔
۱۸. سید محمد بیگ صاحب چشتی و نقشبندی سجادہ نشین خاتقاہ مراد آباد سپر کا اعلان۔
۱۹. حضرت سید منظور احمد سجادہ نشین مکان شریف کا اعلان۔
۲۰. حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین موئے خیل کا اعلان۔
۲۱. حضرت میاں علی محمد صاحب چشتی نظامی مدظلہ اعلیٰ جوہ شریف سجادہ نشین موئے خیل کا اعلان۔
۲۲. حضرت سجادہ نشین دربار غوثیہ سکھوچک صلح گوریا سپر کا اعلان۔
۲۳. جناب حضرت پیر عبداللہ صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۲۴. سجادہ نشین جوہ شریف نے مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کے حصول کا سیاسی فرض قرار دیا ہے۔
۲۵. سجادہ نشین کوہنام شریف کوہنام مولوی فضل حق صاحب قلبہ۔
۲۶. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۲۷. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۲۸. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۲۹. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۰. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۱. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۲. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۳. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۴. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۵. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۶. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۷. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۸. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۳۹. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۰. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۱. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۲. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۳. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۴. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۵. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۶. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۷. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۸. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۴۹. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۰. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۱. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۲. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۳. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۴. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۵. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۶. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۷. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۸. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۵۹. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۰. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۱. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۲. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۳. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۴. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۵. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۶. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۷. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۸. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۶۹. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۰. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۱. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۲. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۳. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۴. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۵. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۶. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۷. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۸. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۷۹. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۰. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۱. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۲. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۳. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۴. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۵. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۶. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۷. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۸. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۸۹. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۰. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۱. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۲. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۳. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۴. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۵. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۶. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۷. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۸. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۹۹. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔
۱۰۰. مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف۔

مولانا صاحب مدظلہ آستانہ علیہ اجر شریف

جناب محمد حنیف شاہد مشائخ عظام کی تحریک پاکستان میں خدمات کا اعتراف
ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

۱۹۴۵ء اکتوبر ۱۹۴۵ء کو جب صوبہ سرحد اور پنجاب کے پیروں ،
سجادہ نشینوں صوفیوں اور روحانی پیشواؤں کا ایک اہم اجتماع پشاور
میں ہوا ، تو اس میں ایک تجویز منظور ہوئی جس میں مسلم لیگ سے
وفاداری اور قائد اعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ سجادہ نشین
پیر مائیک شریف نے اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا :

” اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان
کو حصول پاکستان کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہئے ، جہاں وہ عزت اور
آزادی سے رہ سکیں گے۔ حصول پاکستان کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو
سکتا کہ ہر مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو کیونکہ صرف مسلم لیگ ہی
ایک ایسی جماعت ہے جو صرف اسلام اور مسلمانوں کی سرملندی اور
آزادی کے لئے کوشاں ہے۔“

خواجہ حسن نظامی نے ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء کو مندرجہ ذیل بیان دیا :-

” حضرت پیر مہر علی شاہ کے سجادہ نشین پیر غلام محی الدین نے اپنے
سب مریدوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“

۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو حضرت پیر عبدالرشید سجادہ نشین دہبار پو علی قلندر

پانی پت نے حسب ذیل بیان دیا :

” اسلام اور قائد اعظم : محمد حنیف شاہد مطہر دلاہور ۱۹۴۶ء ص ۲۴

” ایضاً “ ص ۱۴۳



گزشتہ دنوں ایک دوست عزیز نے
ایک قدیم اور بیدہ شہر دکھایا جو تحریک پاکستان
کے زمانے میں پنجاب مسلم لیگ شریک و شامت کی طرف سے
شائع کیا گیا تھا۔ اس شہر میں بعض مونیفیکر کم کی طرف سے
بھرتیو اور کمزور کی پیش کی گئی تھی۔ اس شہر کی حیثیت پھر پورے
اور پنجاب و شہر کی فتح سے ہے۔ اس کی ایک نقل حاصل
کرنے کی تاہن شہر کے مطالعہ کیلئے یہ بھی
استادان میں سے کیا جاتا ہے

تحریک پاکستان اور صوفیاء

حضرات صوفیاء کو اعلان جوتے
صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو!

مولانا الحاج شاہ محمد الدین جتوئی نظامی
— سجادہ نشین ستیاں شریف کا رہنا ہے —
” ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“
مولانا الحاج سید غلام محی الدین شاہ جتوئی نظامی
— سجادہ نشین گولڑہ شریف نے فرمایا —
” مسلمانو! اس مسئلہ کو حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“
” بڑے صاحبزادے اور اعلیٰ حضرت علی بن ابی طالب
حضرت پیر سید جمالی نے فرمایا —
” محمد علی جناح ہمارا امیر تین وکیل ستارہ مسلمانوں کی خدمت
حضرت مولانا فضل شاہ نے فرمایا —
” مسلمانو! وحدت امت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“




حضرت ابوالحسن علی Nadwi
” مسلمانوں کو حوصلہ دینا کہ انہیں انتخاب کرنے کا ارادہ کر دیا ہے اس لیے
ہر مسلمان ان جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“
حضرت پیر حسین شاہ
” صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔“
مولانا حافظ خواجہ غلام البیہین
” مولانا! مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔“
حضرت سجادہ نشین صاحبزادہ دربار پو علی قلندر
” مسلمانوں کے دوست کے ساتھ صرف مسلم لیگ کا ساتھ دے۔“

پنجاب مسلم لیگ

جاری شدہ شہر اشاعت

”اس وقت مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ
ہے اور پاکستان مسلمانان ہند کا بہترین نصب العین ہے۔“
۱۴ مارچ ۱۹۴۶ء کو سید محی الدین لال بادشاہ (سیرکھٹہ شریف) ایم ایل اے
نے مسلم لیگ میں شمولیت کے وقت قائد اعظم کو ایک مکتوب میں لکھا:
”میں نہایت مسرت و استہاج کے ساتھ آپ کی وساطت
سے اپنی ناچیز خدمات ملت اسلامیہ کے حضور پیش کرتا ہوں۔۔۔۔۔
مفادات کے لیے میری حقیر پیش کش کو قادر مطلق قبول فرمائے۔۔۔۔۔
اس وقت ہر فرد ملت کا یہ مقدس فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل
ہو جائے۔ یہ فرض ہر دوسرے فرض پر مقدم ہے۔۔۔۔۔“

مولانا عبدالحامد بدایونی پہلی مرتبہ ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ میں شریک
ہوئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی فرنگی علی کی زیر صدارت منعقد ہونے والے اس جلسہ میں آپ
نے خطاب بھی فرمایا۔ اس کے بعد ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ کے سیشن میں مولانا نے باقاعدہ عمل طور
حصہ لیا اور تقسیم ہند تک آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔ ۱۹۴۷ء کی قرارداد پاکستان
کی حمایت میں تاریخی اجتماع سے آپ کا خطاب ہمیشہ یادگار رہے گا۔ مسلم لیگ کے
ایمان پر میری ممالک کا دورہ کر کے مطالبہ پاکستان کی وضاحت کی۔ ۲۱ اپریل ۱۹۴۷ء
کو مولانا بدایونی نے مشرق وسطیٰ کا دورہ کے تاثرات کو یوں بیان کیا:

”میں جلالتہ الملک ابن سعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں
نے پاکستان کے نظریہ کی بہت تائید فرمائی اور مسٹر جناح کی سیاسی وراثت

۱۴۳۳ھ ص ۱۴۴

۱۴۵ھ ص ۱۴۵

کا اعتراف کرتے رہے۔۔۔۔۔ مسر اور دیگر بلاد اسلامیہ کے اکابر
کا نظریہ بھی یہی ہے کہ وہ سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ ”مسٹر جناح
اسلام کے قائد اعظم ہوں گے“
الہ آباد کے مسلم لیگ کے صوبائی اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے فرمایا:
”میں یہ کہہ دیتا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جو کچھ طے کر لیا ہے۔
وہ اسے حاصل کر کے رہے گا۔“

”ہم طے کر چکے ہیں کہ ہندوستان کی سرزمین میں ایک ہی جھنڈا
بلند ہو اور وہ جھنڈا اسلام کا ہو، ہم پاکستان چاہتے ہیں، پاکستان کو
حاصل کر کے رہیں گے اور پاکستان کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا
دیں گے۔“

مولانا کو علی علیح آبادی نے الہ آباد صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں خطاب
کے دوران فرمایا:

”مسلمانوں کا رویاں روایاں پاکستان سے بھرا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان
کو پاک و صاف رہنے، پاک صاف لباس پہننے، پاک غذا کھانے اور پاک زمین پر رہنے کا حکم ہے۔
وہیں اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان ایک شرعی مطالبہ ہے۔“

علمائے اہل سنت نے مطالبہ پاکستان کی وضاحت اور مسلم لیگ کے موقف
کی حمایت میں اندرون ملک شہر شہر اور قریہ قریہ طوفانی دورے کئے، جس کے نتیجے میں

۱۴۴ھ ص ۱۴۴

روزنامہ مساوات لاہور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء یوم استقلال ایڈیشن ص ۳

۱۴۵ھ ص ۱۴۵



حضرت مولانا عبدالحق صاحب نادری بدایونی کنوینر جگہ

مطبوعہ ۱۰ ہجری ۱۹۲۷ء

حضرت محترم مولانا عبدالحق صاحب قادری بدایونی نے کراچی تشریف فرما ہو کر
آل انڈیا مسلم لیگ کے وفد کی زک متفقہ صبیحہ میں بیان فرمایا اور اس وقت دیا۔
بیت چھ طرز عمل رکھا۔ تسبیح جہاں کے لئے وفد سے جس قدر بھی کام دیکھنے کے ساتھ
قبول کیا گیا۔ نفس نیکس کی حرکت کو جلائے ملک نے تسلیم کر لیا مگر اس کی معافی غور و خیر
اور اس کا ایک آخری فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ ملک بھر میں اس کی معافی پاکستان سے
ایک ہی صورت میں ظاہر کر سکتے ہیں۔ مسلمانان ہند کو یہ کام دیا کہ وہ خدا پر بھروسہ کریں۔ شرکین
ہندوؤں کو اس کی معافی دینا کہ ہر ملک کے زعماء کو مسئلہ پاکستان پر پوری طرح سمجھایا
دیا گیا۔ وفد نے عالم ہندی کی موافقت سے بخوبی واقف کیا۔ عالم اسلامی کے زعماء و علمائے
مسلمانان ہندوستان کی تائید کا وعدہ کیا اور وفد کو عالم اسلامی میں اپنے کی روٹی
اور اپنا زور دیا کہ تمام مالک اسلام میں مسلم لیگ کے وفد کے کی ضرورت ہے تاکہ
ہمارے عوام بھی پاکستان کو بخوبی سمجھ سکیں۔ عالم اسلامی کے ان مشاہیر میں کاچی
وغیرہ کیا کہ وہ فلس جاکر اسلامیان ہند کے مسائل میں تشریف لائیں گے اور مسلم لیگ
ایسا رابطہ ایجاد قائم کریں گے۔ مولانا عبدالحق صاحب صدر ہجرتی آف میرٹھ تھیں
ممالک اسلام کے دوسرے مردانہ ہوجاؤں۔ اعظم مجلس ہے کہ انہیں جیڑی تک
مولانا عبدالحق صاحب کے وفادار کے وفصل رپورٹ بعد میں شاخ کی جائے گی۔



مسلسل واقعات کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ کئی
علماء و مشائخ نے مطالبہ پاکستان میں انتہائی جذبہ اور خلوص سے کام کیا، دن رات ایک
کر کے قیام پاکستان کی منزل کو قریب کیا۔ اگر ان علماء کی کوششوں کو انگ کر لیا
جاسے تو اتنے قلیل عرصہ میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت معرض وجود میں نہ
آتی۔ یہ اکابر علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام کی مساعی جمیدہ تھیں کہ مسلمانوں
کی مسجدیں مسلم لیگ کی جلسہ گاہ اور مدرسے و دارالعلوم اس کے دفتر بن گئے۔ ہر خانقاہ
سے "پاکستان زندہ باد" اور "کے رہیں گے پاکستان" کے نعرے بلند ہونے لگے۔ قائد اعظم
نہودان حضرات کی غلصتہ مساعی کے معترف تھے۔ مختلف موقعوں پر ان سے ملاقات
کر کے مزید تعاون کے خواہاں رہے۔ چنانچہ جب مارچ ۱۹۴۷ء کو علی گڑھ
سے واپسی پر مسلمانان بریلی کی دعوت پر مسلم لیگ کے تنظیمی دورے پر بریلی تشریف
لائے تو بدایوں، شاہجہاں پور، مراد آباد اور قریب دوار کے ہزار ہا مسلمان بریلی پہنچ
گئے۔ مولانا حکیم قاری احمد (نبیہ و حضرت وصی احمد محدث سورتی) صدر مسلم لیگ
بریلی بھیت صد کارکنوں کے ہمراہ پر جوش استقبال کے لئے بریلی تشریف لائے۔
رات کے عظیم الشان جلسہ میں گورنمنٹ ہائی اسکول بریلی کے ہیڈ مولوی
بٹے خاں رامپوری نے قائد اعظم کی شان میں فارسی کی ایک نظم پڑھی، جس
کے چند اشعار یہ ہیں۔

جناب آمد بریلی را بہار اندر بہار آمد
ہجوم عاشقان دیدار جو دود کو چہر و برزن
ہزاراں سال باشد تازہ و خرم بہار ما
بریلی را بہار بے خزان یا دگار آمد

جمعیت علمائے پاکستان کے مقبدر راسخا اور آل انڈیائی کانفرنس کے سابق متاز رکن مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی نے اپنے ایک انٹرویو میں کئی علماء کی سیاسی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”میں آل انڈیائی کانفرنس، بنارس کو کامیاب بنانے کے لئے صدر

الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور محدث اعظم حضرت

مولانا سید محمد صاحب کچھوچھو علیہا الرحمۃ کی معیت میں ملک کے طول و

عرض دیو، پی، سی، پی، بہار، پنجاب، مغربی و مشرقی بنگال کے دورے

کرتا رہا۔ اس کانفرنس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں تحریک آزادی کو ایک

نئی زندگی بخشی، مجاہد ملت مولانا عبدالحمید صاحب بدایونی اور حضرت مولانا

صبغة اللہ صاحب فرنگی علی دکنھٹوم کی رفاقت میں آل انڈیا مسلم لیگ

کے جلسوں، کانفرنسوں اور بعض مشاورتی جلسوں میں شرکت کرتا رہا۔ نواب محمد

اسماعیل خان صاحب صدر صوبائی مسلم لیگ (وی۔ پی) کی زیر قیادت میں نے

شہری مسلم لیگ پریذیڈنٹ کانفرنس میرٹھ دکنھٹوم ۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء تک ۲۰ جنوری

۱۹۴۶ء مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے شرکت کی۔ اور ۱۵ دسمبر

سے لے کر تحریک پاکستان تک مسلمانوں کی جدوجہد آزادی مختصر طور پر صدارتی

خطبہ میں پیش کی جا رہی تھی۔

سید انٹرویو: شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی از محمد نعیم الدین سیدی، مٹان (قلمی)

حسنہ اتفاقاً: یہ صفحات کتابت کے مرحلہ میں تھے کہ اخبار دہلیہ سکندری رامپور ۹ جنوری

۱۹۴۶ء دستیاب ہوا۔ جس میں مذکورہ تاریخ کی خطبہ صدارت شائع ہوا، اس کا عکس آئندہ صفحات

پر ہدیہ ناظرین ہے۔

(مرتب)

ہوا علت اور
تاکا پتہ: سوڈیہ سکندری رامپور

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے
نعل حمایت سلطان کوئن تبار اور این مگر وصلے اور الیہ

حکمرانوں کی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس کانفرنس میں میرٹھی نے اپنے ایک انٹرویو میں کئی علماء کی سیاسی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”میں آل انڈیائی کانفرنس، بنارس کو کامیاب بنانے کے لئے صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھو علیہا الرحمۃ کی معیت میں ملک کے طول و عرض دیو، پی، سی، پی، بہار، پنجاب، مغربی و مشرقی بنگال کے دورے کرتا رہا۔ اس کانفرنس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں تحریک آزادی کو ایک نئی زندگی بخشی، مجاہد ملت مولانا عبدالحمید صاحب بدایونی اور حضرت مولانا صبغة اللہ صاحب فرنگی علی دکنھٹوم کی رفاقت میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں، کانفرنسوں اور بعض مشاورتی جلسوں میں شرکت کرتا رہا۔ نواب محمد اسماعیل خان صاحب صدر صوبائی مسلم لیگ (وی۔ پی) کی زیر قیادت میں نے شہری مسلم لیگ پریذیڈنٹ کانفرنس میرٹھ دکنھٹوم ۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء تک ۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے شرکت کی۔ اور ۱۵ دسمبر سے لے کر تحریک پاکستان تک مسلمانوں کی جدوجہد آزادی مختصر طور پر صدارتی خطبہ میں پیش کی جا رہی تھی۔

نواب حاج سرسید صاحب لیجان بہادر خاندان کی علی گڑھ
رامپور

دبدبہ سکندری

قیمت ۲

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

سالانہ دو بار ہر دو سال سے یک بار ہر دو سال سے یک بار ہر دو سال سے یک بار

بشہر

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

ہوا علت اور
تاکا پتہ: سوڈیہ سکندری رامپور

حکمرانوں کی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس کانفرنس میں میرٹھی نے اپنے ایک انٹرویو میں کئی علماء کی سیاسی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”میں آل انڈیائی کانفرنس، بنارس کو کامیاب بنانے کے لئے صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھو علیہا الرحمۃ کی معیت میں ملک کے طول و عرض دیو، پی، سی، پی، بہار، پنجاب، مغربی و مشرقی بنگال کے دورے کرتا رہا۔ اس کانفرنس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں تحریک آزادی کو ایک نئی زندگی بخشی، مجاہد ملت مولانا عبدالحمید صاحب بدایونی اور حضرت مولانا صبغة اللہ صاحب فرنگی علی دکنھٹوم کی رفاقت میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں، کانفرنسوں اور بعض مشاورتی جلسوں میں شرکت کرتا رہا۔ نواب محمد اسماعیل خان صاحب صدر صوبائی مسلم لیگ (وی۔ پی) کی زیر قیادت میں نے شہری مسلم لیگ پریذیڈنٹ کانفرنس میرٹھ دکنھٹوم ۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء تک ۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے شرکت کی۔ اور ۱۵ دسمبر سے لے کر تحریک پاکستان تک مسلمانوں کی جدوجہد آزادی مختصر طور پر صدارتی خطبہ میں پیش کی جا رہی تھی۔

نواب حاج سرسید صاحب لیجان بہادر خاندان کی علی گڑھ
رامپور

دبدبہ سکندری

قیمت ۲

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

(دستخط) ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۲ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

مسلم اقلیت والوں کو اکثریت والے علاقوں پر قربان کرنے اور ان کا جنازہ پھینکے کا بہتان۔ کنگرہ کی زمین کی پیداوار تھا، حالانکہ ملک تقسیم ہوتا یا نہیں، اقلیت تو بہر حال اقلیت ہی رہتی، مگر رشتہ اسلام کی بنیاد پر مسلم اقلیت والے صوبوں نے تحریک پاکستان میں اس قسم کی قربانیاں دیں جن کی مثال نہیں ملے۔ محض غرض آزمائش اور پردیس البرہہ کی غیر جانبدارانہ رائے ملاحظہ ہو:

”جب قرار دیا کہ ہندو منظور ہوئی تو کنگرہ کے بعض حلقوں میں جن کے سربراہ مسلمان کنگرہسی تھے، یہ تنقید پیش کی تھی کہ اس قرار میں مسلم اکثریتی علاقوں کا ہی مسئلہ پیش نظر رکھا گیا ہے اور ہندو اکثریت کے علاقوں کے مسلمانوں کے مفادات کو قابل توجہ تصور نہیں کیا گیا، ہندو اکثریت کے صوبوں کے مسلمان باشندوں کو تجویز کردہ پاکستان سے کیا حاصل ہوگا؟ اس پر حضرت قائد اعظمؒ نے ہندو اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ اس پروپینڈے کا مقصد محض مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ملک تقسیم ہوا نہ ہو، وہ اپنے علاقوں میں ہر لحاظ سے اقلیت کے طور پر رہیں گے، لہذا انہیں اپنے بھائیوں کے راستے میں رکاوٹ کا باعث نہ بننا چاہئے۔“

مطالبہ پاکستان کی مخالفت میں جاری ہونے والے کنگرہ کے ہندو مولوی حسین احمد مدنی کے قلمی فتویٰ کا عکس آئندہ صفحہ پر دیا جا رہا ہے۔

قلمی فتویٰ جناب حسین احمد مدنی مورخہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ (نمبر ۱۹۵۵ء)

تحریک پاکستان اور ان کے پاکستان مطبوعہ لاہور، ص ۱۳۰

۵۹۶
میں فرماتے ہیں علامہ دین دہشتیہاں نے فرم دیا کہ اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عدالت کراچی وفاق عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کیلئے مقرر کیا جائے یا ناجائز رہے بصورت جواز جو حلیہ عدالت کراچی انگریزوں کو تسلیم کے ہر ایک جملے سے ایسا کہ اس کا کیا جلی ہو سکتا قلمی اقلیتوں پر تو ہوش غور کر دیتے سے کچھ ہرج لازم نہیں آتا؟

۲۔ مسلم لیگیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟۔ مینرا توجہ دے

۵۹۷

(۱) چونکہ نہ جانے اور غیر ذہبی لوگوں کے جانے سے تجربہ ہوا کہ ہر دین مسلمانوں اور ملک کو زیادہ نقصان پہنچا (۱) حسب قاعدہ شرعیہ انہوں نے اقلیتوں کا اختیار کرنا ضروری ضروری معلوم ہوتا ہے کہ باغیہ اسے شخص خاص دینا ضروری اور مسجد امین یا ایسی پارٹی میں ہون چکا یا پارٹی لیڈر ایسا ہو اور کسی فرہمی اور سیاسی بہترین دستور کا رد ہو۔

(۲) اولاً جو عدالت و قادیانی یا جانتا کہ اس میں شرعی قسم نہیں ہے۔ ثانیاً اس میں پادشاہ برطانیہ سے وفاداری کا حلف ہے موجودہ حکومت نہیں ہے۔ جو کہ مذکورہ بیان اور خود اپنے اعضاء بقہ حاضرہ طبع طرح کے جوہر کو رد کرتی تھیں۔ چنانچہ قلمی اقلیتوں کے موجودہ طور پر شرعی طور پر جرح نہیں ہو سکتا۔ علاوہ دین ان الفاظ میں مختلف مسائل ہو سکتے ہیں مختلف کی نیت کی پابندی صرف اس وقت میں ہے جبکہ وہ قلمی اور ذہنی قدر اور ہندو حلف ہی کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

(۲) ہندو جب تک کہ جہان میں کی پاکستان کا مطالبہ برطانوی خود بخود اور ان کی ریسید کا ہون کے مطابق ہے (دیکھو مئی جنوری ۲۱ - اگست ۱۹۳۱ء جلد ۲۰ صفحہ ۵۹۷ کے سرفہرہ نکتہ کا خط)

(اور بیان گنہگار جلد ۲ صفحہ ۵۹۷ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۱ء منقول ان کی اخبار کا من سنس) جہاں سمجھ میں ایک مسلم مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہے اور بالخصوص ان لوگوں کو جو کہ اقلیت کے صوبوں یوپی، بہار، مدرہ، برار، ممبئی، راجپوتانہ، مالوہ وغیرہ میں رہتے ہیں مگر شکایت کے سامنے ہو جائے گا جبکہ ان کے سرخاں فرما جن میں تمام اقلیتوں کو اکثریت والوں پر قربان کرنے کے لیے تیار ہیں، ناچار ہوا ہے کہ ان کے

۵۹۸
۲۳ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

اپنی مولوی حسین احمد نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک فتوے میں مسلم لیگ میں
مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا، اور قائد اعظم کو ”کافر اعظم“ کا لقب دیا تھا۔ سلسلہ
اس فتویٰ پر مولانا شبیر احمد عثمانی مسئلہ کا رد عمل (جو رسالہ پیغام) — بنام مکتبہ
کافر نس کے آخری سرورق پر شائع ہوا کا عکس) اُٹھہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں :-

سے پیغام بنام موٹر گل ہند جمعیت علماء اسلام، مکتبہ، طبع، ماشی بک ڈپلہا ہوں ص ۸۸
سلسلہ قائد کو بڑے ناموں سے یاد کرنے اور ان پر اتہام تراشی کرنے پر ہر ہوش مند
نے اس کی مخالفت کی، علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا — ”جب ایک جانب سے قائد اعظم کی جگہ
کافر اعظم اور ملعون و عیار و غیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو لاکھوں اشخاص کے سینوں میں یہ لفظ تیر و ختر
بن کر گتے ہیں.....“

(ایضاً — ص ۲۷، ۲۸)

نوٹ :- یہ امر قابل ذکر ہے کہ ”خطبات عثمانی“ طبع نذر سنز لاہور (۱۹۷۲ء) میں
صفحہ ۸۷ پر قائد اعظم کو ”کافر اعظم“ کا خطاب دینے کا ذکر کرتے ہوئے مولوی حسین احمد کا نام حذف
کر کے اس کی جگہ ایک جلیل القدر عالم لکھ دیا گیا ہے۔
(مرتب)

۸۸
اسلام اور مستقبل قوم کے مقاصد کے سخت خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے
سوال کا فیصلہ بڑی حد تک ان انتخابات کے نتائج پر منحصر و موقوف ہے۔
دستخط طغراق احمد عثمانی، مولوی صدر اجلاس

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کا مدلل و مسکت جواب — مولانا
حسین احمد صاحب کا بے بنیاد و بے دلیل فتویٰ — نئی دہلی ۲۷ اکتوبر
۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے ہوئے
”قائد اعظم کو“ کافر اعظم“ کا لقب دیتے ہوئے حال میں جو فتویٰ دیا تھا اس کا مولانا شبیر احمد صاحب
عثمانی دیوبند کی اپنے مکتوب میں جو دہلی کے ایک زمانہ میں شائع ہوا، حسب ذیل

جواب دیا جو مولانا موصوف مولانا حسین احمد صاحب کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ
دوسرے مسلم لیگ کی شرکت کو احکام شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ ”مجموعہ معلوم نہیں کہ انہوں
کے کیا دلائل شرعیہ پیش کیے ہیں۔ محض کسی عالم کے اتنا لکھ دینے سے کہ فلاں چیز ناجائز ہے دوسرے علماء
کیسے ساکت ہو سکتے ہیں؟ دلائل سامنی ہوں تو ان پر کہا جائے تو عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں
ہوتی غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ ہمارے بڑے بڑے مقدس
آداب بھی اس سے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ چیز اسکا سبب نہیں بن سکتی کہ اس میں شرکت ہی حرام ہے
درآنجا ایک اسکے قوال اور مبالغہ اسکے مضار اور نقصانات سے زائد ہوں۔

مسلم قوم کی مستقل ہستی ایک معنویاتی ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمام امور کے قطع نظر کر کے
اگر ایک کے وجود اتنا کام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اسکی غیر مفلوط صاف آواز ہر
انگریز اور ہندو دونوں کے نزدیک تسلیم ہو گئی اور تقوڑی سی مدت میں بدون بہت وہ نقصان
اٹھا دینا بے ہندوستان کو اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا۔ بلکہ ایک آواز کا گونج
کو صلیح با جنگ کے ہر معاملہ میں ایک ہی نصف میں دوش بدوش کھڑا کیا جانے لگا۔
تو کیا یہ نامہ شری اور سیاسی نقطہ نظر سے کچھ کم ہے؟“ — مہر رسن حیدر آباد دکن
موزہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء

جمعیت العلماء ہند کے ایک اور رہنما جناب مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی اپنے ایک قلمی دستخط شدہ فتویٰ میں علماء و مشائخ کی تحریک پاکستان کی کوششوں اور مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی تردید و مخالفت میں لکھتے ہیں:-

”پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔

کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع۔۔۔۔۔“

اس قلمی فتویٰ پر جناب احمد سعید صاحب (ناظم جمعیت العلماء ہند) اور جناب حبیب المرسلین صاحب نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔ مدرسہ امینیہ اسلامیہ کی ہر بڑی صاف پڑھ جاتی ہے۔ مذکورہ قلمی فتویٰ کا عکس بھی ملاحظہ ہو۔

سہ قلمی فتویٰ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

نوٹ:- کانگریس کی حمایت میں فتویٰ دینے والے مفتی صاحب موصوف اس سے پہلے بھی ہندوؤں کی حمایت میں شدھی تحریک کے بانی شردھانند کے سلمان قاتل کے جہنمی ہونے کا فتویٰ جاری کر چکے تھے۔

(ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد جلد ۳، شمارہ ۳۰، رجب ۱۳۵۵ھ)

کیا کرتے ہیں علماء دین و عقیدان شرع میں اس مسئلہ میں کہ
(ا) علماء کرام رشتہ غلام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کے ممبر بنکر دانا جائز ہے یا ناجائز
(ب) بشرط ہرگز جو حلقہ عہدہ و فادری ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزوں کے
عہد نامے پر دستخط کر دینے سے مطمئن بالاسلام ہو کر کہ ہرگز لازم نہیں آیا؟

مسلم لیگیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟۔۔۔۔۔ بینوا تو جبراً

اجواب

ہندستان میں حکومت کا سالہ بڑی نزاکت (اختیار کر چاہیے)۔ اسلئے اس کے متعلق احکام دنیا بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ علماء اور مشائخ اسمبلی میں ممبر بنکر جائز تو میرے اسلئے جواز کا فتوے دیتا ہوں۔ اسمبلی میں جس عہد نامے پر دستخط لے جاتے ہیں۔ اس میں اتباع شریعت کے پختہ عہد کے ساتھ دستخط کئے جاسکتے ہیں۔

پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع۔ جو پاکستان کو مانگنے والے مانگتے ہیں وہ تمام ہندستان سے اسلام کی شہرت مار کر ایک چھوٹے سے خطے میں محدود کر دینا ہے اور اس میں بھی مخالف قوی پارٹی موجود ہے۔ اور آتی ہند کے کروڑوں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بنا کر چھوڑ دینا، یہ مہاجر مضر اور قیلاً مضر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان احمدی



حضرت نوری صاحب
رأیات میں اور حبیب المرسلین
دعوت و ترویج کے نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
فیروز آبادیہ مان احمد

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ”احرار کا نفرنس“ علی پور میں ڈنکے کی چوٹ کہا تھا:
 ”پاکستان کا مطالبہ کرنے والے (مسلم لیگ کے لیڈر بے علموں کی
 ٹوٹی ہے جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب
 کر رہے ہیں۔ اور وہ جس مملکت کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں پاکستان ہے
 امر و ہر کے ایک جلسہ میں عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر کا ایک جگہ یہ بھی تھا:
 ”جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سوڑیں اور سوڑ کھانے والے ہیں“۔
 ایک دوسرے موقع پر پسرور میں تقریر کرتے ہوئے کہا:
 ”اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی ”پ“ بھی بنا سکے“۔
 ابوالکلام آزاد نے مجلس احرار اور دوسری مسلم لیگ مخالف جماعتوں سے اپیل
 کی کہ۔

”وہ منظم ہو کر ایک وجود بن جائیں اور ووٹ کر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں“۔
 اس اپیل پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور مؤرخ رئیس احمد جعفری رقمطراز ہیں:-
 ”اور بلاشبہ مولانا آزاد کی یہ اپیل کارگر ہوئی۔ اور خاکسار جمعیت علماء
 اور دیگر جماعتوں نے مسلم لیگ کے خلاف ایک محاذ بنالیا۔ انہوں نے مسلم لیگ
 کے راستے میں کانٹے بچھائے، پتھر پھینکے، چاقو اور خنجر سے وار کئے، جلسے
 و ہر ہم برپا کرنے کی کوشش کی، کانگریس نے اور کانگریس کے ان حلیفوں نے کوئی

دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ مجلس احرار کے واعظان خوش مقال اور
 علمائے شیوا بیان دور سے ہر ٹکڑ پر پڑے، مجھے بمبئی کا وہ جلسہ یاد ہے جس میں
 مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور شورش کا شیرازی کی خطابت نے رنگ باندھ
 دیا تھا۔ لیکن بری طرح پڑے۔ دیوبند کے طلبہ کی ایک جماعت مولانا حسین احمد
 مدنی مفقور کی سربراہی میں شہر شہر اور قریہ قریہ کا گشت کر رہی تھی۔ جہاں موقعہ
 ملتا مولانا آزاد بھی پرواز کے لیے تیار ہوا کرتے تھے۔ بعض تفریق
 بین المسلمین اور تضعیف شوکت مومنین میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا
 گیا۔ احرار و خاکسار میدان انتخاب میں زور بیان اور قوت استدلال سے زیادہ
 دست و بازو کی طاقت کے بل پر اتر آئے، ہنگامہ آرائی کی، شورش اور برامنی
 کے مظاہرے کئے، ان کا کوئی ”وعظیم الشان جلسہ“ ایسا نہ ہوا جس میں مسلم لیگ
 کو اور قائد اعظم کو ایک ایک منہ سو سو گالیاں نہ دی گئی ہوں۔ قائد اعظم کی ذات
 پر گفتنی اور ناگفتنی الزامات نہ لگائے گئے ہوں۔ مسلم لیگ کی قیادت کے خلاف
 کفر و فسق کے فتویٰ نہ دیئے گئے ہوں۔“۔

۱۹۳۹ء میں جناب ابوالاعلیٰ مودودی نے ارشاد فرمایا:
 ”لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی
 ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو
 اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔“۔

۱۔ ایضاً، ص ۱۶۷

۲۔ مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوئم ص ۳۰/ بحوالہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ
 علماء: چودھری حبیب احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۷۰۸

۳۔ انجیل طلب لاہور، ۲ دسمبر ۱۹۴۵ء بحوالہ ہفت روزہ ”صنائے مصطفیٰ گو جزا“ ۸ صفر ۱۳۸۸ھ

۴۔ چغتائ: ظفر علی خاں، ص ۱۴۵

۵۔ تاریخ تحریک پاکستان: پیام شاہجہانپوری مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء، ص ۱۰۰

۶۔ آزادی ہند ابوالکلام کی خود نوشت، مترجم رئیس احمد جعفری مطبوعہ لاہور طبع پنجم، ص ۱۶۶

صالح انقلاب کی داعی جماعت — جماعت اسلامی کے بانی جناب مودودی صاحب اس سے ایک قدم اور بڑھتے ہیں، مسلم لیگ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی فلاح و بہبود، اسلامی مملکت کے قیام اور دوقومی نظریہ کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل دوسری تمام ملی و سیاسی جماعتوں کو بھی بیک جنبش قلم بے عمل اور اسلامی تعلیمات سے ناواقف تہاتے ہیں، ملاحظہ ہو،

اُس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں۔ اگر فی الواقعہ اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد اور کاموں کو پرکھا جائے۔ تو سب کی سب جنس کا سد (کھوٹی) نکلیں گی، خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیان شرع مبین۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تارکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ سہ

۲۶ - ۱۹۴۵ء کے انتخابات جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد پر منعقد ہوئے تھے اور انہی کی بدولت مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی تھی۔ اس نازک مرحلہ پر جماعت اسلامی نے مسلم لیگ کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا، جس کا صاف مطلب کانگریس کی خاموش حمایت تھا۔ اس سے حصول پاکستان کے کارنامہ قابل تلافی نقصان پہنچا تھا۔ ۱۹۴۵ء کا تاریخی الیکشن کے عنوان سے جماعت اسلامی کا ترجمان ”کوثر“ قلمطراز ہے۔

”بعض خوش فہم لگی حضرات کا خیال تھا کہ جماعت اسلامی اس الیکشن میں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی امداد کرے گی اور مسلم لیگ کا ساتھ

دے گی، چنانچہ انہوں نے مخلصانہ طور پر جماعت اسلامی کو اسی سلسلہ میں دعوت بھی دی، جو اُس نے ٹھکرا دی اور صاف اعلان کر دیا کہ۔
ووٹ اور الیکشن کے معاملہ میں ہماری پوزیشن صاف صاف ذہن نشین کر لیجئے، پیش آمدہ انتخابات یا آئندہ آنے والے انتخاب کی اہمیت جو کچھ بھی ہو اور ان کا جیسا بھی اثر ہماری قوم یا ملک پر پڑتا ہو۔ بہر حال ایک با اصول جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے سامنے یہ ناممکن ہے۔ کہ کسی وقتی مصیبت کی بناء پر ہم ان اصولوں کی قربانی کو ادا کر لیں۔ جن پر ایمان لائے ہیں۔ سہ

یہ بات تاریخ سے حذف نہیں کی جاسکتی کہ جس وقت مسلم لیگ قائد اعظمؒ کی عظیم قیادت میں پاکستان کے قیام کے لئے غیر مسلم اقوام سے صفِ آرا تھی تو جماعت اسلامی نے نہ اشتراک کیا نہ تعاون کیا بلکہ مخالفت میں پیش پیش رہی۔ لیکن یہ ایک طرف غماشہ ہے کہ پچھلے دنوں میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی نے ایک بیان میں اس قسم کا تاثر دیا کہ پاکستان کے بانیوں میں جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بھی ہیں۔ لیکن بھلا ہو جناب مودودی صاحب کا، جنہوں نے دبے لفظوں میں میاں صاحب کے بیان کی تردید کرتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ پاکستان کی تحریک میں ہم نے کوئی حصہ نہیں لیا۔

پاکستان کی مخالفت میں کام کرنے والی مختلف جماعتوں کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب منیا الاسلام تحریر کرتے ہیں:-

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اتحاد تحریک پاکستان اور شیخ مجتبیٰ علما، ص ۱۰۹، ۱۱۰

۱۸ نومبر ۱۹۴۵ء کو لاہور، ص ۲

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو لاہور، ص ۲

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو لاہور، ص ۲

پر چار کرنے لگے جو ظاہر ہے کہ ان کے مالی تقاضے پوری کر سکتی تھی۔

مندرجہ بالا ناقابل تردید شواہد و حقائق کی روشنی میں یہ تاریخی حقیقت بالکل بے غبار ہو گئی کہ نظریہ پاکستان پیش کرنے والوں میں سنی علماء و مشائخ سرفہرست ہیں۔ نظریہ کی وضاحت اور اسے عوام تک پہنچانے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کیں۔ لاہور میں منظور ہونے والی قرارداد پاکستان کی سنی علماء و مشائخ نے کھل کر تائید کی۔ ہواد اعظم اہل سنت و جماعت کو مسلم لیگ کے قریب لانے کے لئے ٹھوس مساعی کیں۔ تحریک پاکستان کی جنگ میں اہل سنت نے دسے دسے، قدمے، سمنے۔ ہر طرح حصہ لیا۔ راہنایان طریقت۔ مشائخ عظام اور پاسبان شریعت۔ علمائے کرام نے پاکستان کی ضرورت پر شرعی فتاویٰ جاری کئے۔ انہی اکابر کی اپیل پر ان کے مریدین و تلامذہ، متوسلین اور متعلقین نے انتخابات (۱۹۳۷ء اور ۱۹۴۶ء) کے موقع پر مسلم لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب بنایا۔ مالی امداد کی۔ جانی قربانیاں پیش کیں۔ غرضیکہ بے عرض ہو کر صرف ”پاکستان“ کے قیام کی خاطر وہ سب کچھ کیا، جو انسانی بس میں تھا۔ بالآخر ان کی مخلصانہ دعاؤں اور بے لوث جدوجہد سے تحریک پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ کانگریسی عزائم خاک میں مل گئے۔ کانگریسی، اخواری، اور جمیعت علمائے ہند کے اکابر کے علی الرغم۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی سب سے بڑی نمکنت۔ پاکستان ایک زندہ حقیقت بن کر سامنے آگئی۔

والحمد للہ رب العالمین

سالہ قائد اعظم کے ۲۰ سال: خواجہ رضی حیدر، ص ۳۰-۳۱-۳۲

نوٹ: تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں قائد اعظم میری نظر میں

اندر ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء

تحریک پاکستان کی تاریخ سے متعلق حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی مخالفت اور کانگریس کی ہمنوائی میں جمیعت العلماء ہند، احرار، خاکسار اور نیشنلسٹ اکابر نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جماعت اسلامی نے اگرچہ کانگریس کی مخالفت بھی کی، مگر وہ مسلم لیگ کی حمایت سے انتہائی ضرورت کے وقت بھی دست کش رہی۔

قیام پاکستان کے صرف تیس سال بعد ہی جبکہ تحریک پاکستان کے کارکن اور عینی شاہد ابھی بے فضلہ زندہ اور موجود ہیں یہ محکمہ خیر و عوسے کئے جانے لگے ہیں کہ ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کی کامیابی بھی ”جمیعت العلماء ہند“ کی جدوجہد کی مرہون منت ہے۔ حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب ”قائد اعظم اور مسلم پریس“ سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

”یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حالیہ انتخاب (۱۹۳۷ء) کے سلسلہ میں مسلم لیگ کو جی صوبوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ مسرت و شادمانی کے ناپائیدار نہیں بلکہ جمیعت العلماء ہند کے امیدواروں کی بدولت حاصل ہوئی ہے جو ملک کی خاطر اور استبدادی نظام کے خلاف مسلسل جہاد کرتے ہوئے قید و بند کی مصیبتیں جھیل چکے ہیں اور نازک سے نازک موقع پر انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اغیار کی نظر میں داخل ہونے سے بچایا ہے۔“

اس عجیب منطق اور استدلال کا کیا کہنا

نبرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد

۴۶-۱۹۴۵ء میں جبکہ مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان مسلمانان ہند کے دلوں کی دھڑکن

سالہ قائد اعظم اور مسلم پریس (جلد اول)، مجموعہ سراج محمد مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۱۲۱

ہم چکا تھا اور قیام پاکستان یقینی نظر آنے لگا تھا، جمعیت العلماء ہند سے منسلک بعض موقع شناس مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اکابر بھی اس بات کے حق میں تھے کہ انتخابات کے موقع پر علماء دیوبند میں سے ہی ایک گروہ ایسا تیار کیا جائے جو مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کرے اور وہ جمعیت العلماء ہند کا ٹوڑ ہو۔ اس مقصد کے لئے علامہ شبیر احمد عثمانی مولوی طاہر عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور چند دیگر علماء کے ذریعے ”جمعیت علماء اسلام“ کی بنیاد رکھی گئی، جس کا پہلا اجلاس اکتوبر ۱۹۴۵ء میں علامہ راغب احسن بنگالی کی دعوت پر ہوا۔ اس اجلاس میں علامہ عثمانی کو شرکت کی دعوت دی گئی، تاہم بیماری کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہو سکے۔ بلکہ اپنی طرف سے ایک پیغام ارسال کیا۔ جناب ظفر احمد انصاری جو قائد ملت کے پرنسپل سیکرٹری رہے ہیں، نے اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے:

”۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو جب امرتسر میں جمعیت العلماء ہند کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں دیگر علماء کے علاوہ علامہ شبیر احمد عثمانی بھی شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد جمعیت کے تقریباً ہر اجلاس میں آپ شریک ہوتے اور ملکی سیاسیات اور مجلس شوریٰ کی تجاویز میں حصہ لیتے رہے۔ یہ صورت حال ۱۹۴۵ء تک قائم رہی اور فیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی لکھتے ہیں:-

”..... اس طرح علامہ عثمانی ۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء ہند دہلی کے رکن ریکیں اور اس کی مجلس شوریٰ کے مؤثر ممبر رہے۔“

آگے چل کر آپ یوں لکھتے ہیں:

”علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء کی درگاہ کیٹی کے ممبر رہے اور قومی تحریکات میں ہمیشہ آگے رہنے کی کوشش کی۔ تحریک خلافت سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء اور کانگریس کو آپ کے تعاون کا فخر حاصل ہوا۔ بہت سی کمیٹیوں میں صدارت کے فرائض انجام دیئے۔“

(خطبات عثمانی مطبوعہ لاہور، ص ۵۸-۵۹)

”اکتوبر ۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام قائم ہوئی۔ اس سلسلہ میں کلکتہ کے احباب نے پیش قدمی کی اور ہندوستان کے تمام علاقوں کے ان علماء کو باعانت مرکزی مسلم لیگ مجتمع کرنے کی کوشش کی گئی، جو لیگ کے حامی تھے۔ ۲۴-۲۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو محمد علی پارک کلکتہ میں علماء کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کے پانچ سو سے زیادہ علماء و مشائخ نے شرکت کی۔“

جمعیت علماء اسلام کے قیام۔ اس کی تشکیل اور نصب العین کے سلسلہ میں جوہری خلیق الزمان لکھتے ہیں:-

”جمعیت جنوری ۱۹۴۶ء میں کلکتہ میں بنی جس کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی ہوئے۔ اس کے قیام کا سہرا ظفر احمد انصاری کے سر ہے جو کمیٹی آف ایکشن کے سیکرٹری تھے۔ دو برس سے کوشش کر رہے تھے کہ جمعیت علماء ہند کا کوئی جڑی پیدا کیا جائے۔ تاکہ دیوبند اور مسلمانوں پر اس کا اثر کسی طرح کم ہو۔ اس سلسلہ میں ظفر احمد انصاری نے مولانا طاہر عثمانی سے بار بار گفتگو کی یہاں تک کہ بالآخر مولانا طاہر عثمانی کی امداد سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو جمعیت علماء اسلام کی صدارت کیلئے راضی کر لیا۔ اور نواب اسماعیل خان صاحب نے بھی اس اقدام کو بہت پسند کیا چنانچہ سید اعجاز سیکرٹری مسلم لیگ میرٹھ نے جمعیت علماء اسلام کا ایک اور طبقہ میرٹھ میں منعقد کیا جس میں انہیں (جوہری خلیق الزمان) بھی اس کانفرنس میں شرکت کیلئے بلایا گیا مولانا شبیر احمد عثمانی سے میری پہلی ملاقات یہیں نواب اسماعیل خان صاحب کے گھر پر ہوئی۔“

سہ چراغ راہ کراچی۔ نظریہ پاکستان، نمبر ۳۲، عنوان ”نظریہ پاکستان اور علماء“

سہ چراغ راہ پاکستان، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۷ء، ص ۹۷

مسلم لیگ کے ایما پر قائم ہونے والی ”جمعیت العلماء اسلام“ کے صدر جناب علامہ شبیر احمد عثمانی نے اس امر کا اعتراف خود کیا ہے کہ بہت تاخیر کے بعد میں نے مسلم لیگ کی حمایت کی ہے، چنانچہ مسلم لیگ کا نفرنس میرٹھ منعقدہ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کے جلسہ میں آپ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:

”وہ راقم الحروف خود ایک مدت دراز تک اسی شش و پنج میں رہا اور یہی وجہ ہے کہ خاصی تاخیر سے میں نے لیگ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ میں نے اپنی قدرت کی حد تک مسئلہ کی نوعیت پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں غور و فکر کیا، اللہ سے دعائیں کیں اور استخارے کئے بالآخر ایک چیز میرے اطمینان اور شرح صدر کا سبب بنی اور وہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ کی ایک تقریر ہے جو ان کی کتاب السیر الکبیر میں موجود ہے اور آپ جانتے ہیں کہ فقہ حنفی کا سارا مدار انہیں امام محمد کی تصنیفات پر ہے بلکہ

ان حقائق کی روشنی میں یہ بات تو درست ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے قیام کی تدبیر مسلم لیگ اور مسلمانوں کے حق میں کسی حد تک مفید ثابت ہوئی، اس سے جمعیت علماء ہند کی صفوں میں ایک شکاف پڑ گیا اور مسلم لیگ کا منصوبہ کامیاب رہا۔ لیکن یہ کوشش تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہے کہ برصغیر میں علماء و مشائخ کی تمام مساعی جو مسلم لیگ کے حق میں مفید ثابت ہوئیں، کو صرف علامہ عثمانی یا جمعیت علماء اسلام کے کھاتے میں ڈال دیا جائے جبکہ سواد اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ ابتداء ہی سے نظریہ پاکستان کی حمایت کرتے رہے۔“

لے خطبات عثمانی: پرو فیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۱۴۳-۱۴۴،

خطبہ صدارت مسلم لیگ کانفرنس۔ میرٹھ، طبع ہاشمی بک ڈپو، ص ۱۲

ملک کی نامور علمی شخصیت جناب ڈاکٹر وحید قریشی ایم اے، ڈی لٹ فرمطراز ہیں:

”حلقہ علماء میں اگر کبھی تحریک پاکستان کے سلسلے میں ذکر آیا بھی ہے تو مولانا ظفر علی خاں مولانا شبیر احمد عثمانی کے نام نامی کے سوا کچھ یوں تاثر دیا جاتا ہے گویا علمائے دین کا اس تحریک سے کچھ زیادہ واسطہ نہ تھا۔ نیشنلسٹ علماء کا غور کا نگرس کی امداد و اعانت تھا اس سے یہ خیال عام ہوتا گیا کہ علمائے من حیث الجماعت پاکستان کی کبھی تائید نہیں کی، حالانکہ تحریک پاکستان میں جہاں تعلیم یافتہ طبقے نے حصول پاکستان کے لئے قربانیاں دیں وہاں اس آواز کو مسلمانان برصغیر کے دل میں جاگزیں کرنے کا سہرا ان دینی رہنماؤں کے سر ہے جنہوں نے شہرِ قریب قریہ مسلم لیگ کے پیغام کو پہنچایا اور مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ الگ ملک کا مطالبہ دراصل ان کے دلوں کی آواز ہے۔ دیوبند کے مقابلے میں علماء کی یہ آوازیں زیادہ مؤثر اور دور رس نتائج کی حامل رہی ہیں۔“ لے

تحریک پاکستان کی کوششوں میں سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی عظیم اور فعال تنظیم ————— ”آل انڈیائی کانفرنس“ کا نام سرفہرست ہے۔ جو بد قسمتی سے موزین کی بے اعتنائی کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل کو اس عظیم جماعت سے روشناس کرایا جائے۔ ایک ایسی تاریخ ساز تنظیم جو ایک ربع صدی تک مسلمان ہند کی رہنمائی و شیرازہ بندی کے فرائض انجام دیتی رہی۔ جو علامہ مسلم لیگ کی دست و بازو رہی اور جس نے بر ملا اعلان کیا کہ ————— اگر مسلم لیگ بھی مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو جائے تو وہ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد جاری رکھے گی۔ دانستہ یا نادانستہ انماض کی نذر ہو گئی۔ آئندہ صفحات میں شاندار ماضی کی حامل اس عظیم جماعت کا اجمالی تعارف ملاحظہ فرمائیں:

لے تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند: میرٹھ فاروقی انقادی ایم اے مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۲۸-۲۹

آل انڈیا سنی کانفرنس

پس منظر — اور — مقاصد

غیر منقسم ہندوستان میں ہماری غفلتوں سے اغیار نے فائدہ اٹھایا ہمارے تفرق و تشتت سے ایک طرف زرکشی و شہرت پسندی کی ہوس بڑھی تو دوسری جانب توہیب اور اذعانِ نبوت کی بدولت نیچروں، چکڑالویوں اور منکروں حدیث و غیرہ نے سراٹھایا۔ کفار و مشرکین ہند کی کوششیں تھیں کہ تمام اسلامیین ہند کو ہندو بنا لیا جائے یا انہیں ملک سے نکل باہر پھینکا جائے۔ انہوں نے ہر موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا چنانچہ —

- شدھی کی شکل میں فتنہ ارتداد کی تحریک
- سنگٹھن کی صورت میں فتنہ ارتداد کی تنظیم اور توسیع
- ہندو مسلم اختلاف کے بہانے ذبیحہ گاؤں پر پابندی
- اذان کہنے پر شاد
- مساجد کا انہدام
- کتاب مقدس کی بارہا توہین
- خورن مسلم کی ارقائی
- رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں

- سوراج اور آزادی کے نام پر گاندھویت کا جادو
 - تحریک خلافت میں گاندھی کی تاہانہ حیثیت
 - ہندو کے اشارے سے ہجرت اور عدم تعاون — کی تباہ کاریاں۔
 - عقائد اسلامیہ کو مسخ کرنے کے لئے دوازدہ اسکیم اور دوازدہ مندر سکیم۔
 - تعلیمی اداروں کی ناگفتہ بہ حالت اور ان پر ہندوؤں کا تسلط
 - کانگرس کی ذیلی جماعتوں کی اسلام دشمنی
 - مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ ملا کر ان کا قومی وطنی ختم کرنا — وغیرہ
- ایسے بے شمار واقعات اور حادثات تھے جنہوں نے اسلامی قلوب کو خطر پایا۔

اگرچہ سنی علماء و مشائخ کے علاس، آستانے اور خانقاہیں اپنے اپنے مقام پر مرکز کی حیثیت رکھتے تھے جن سے کفر و الحاد اور رسوم بدعیدہ کے انسداد اور عقائد حقہ کی حفاظت و حیانت اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا رہا مگر کفر کی آندھیوں اور اتحاد کے نام پر الحاد کی منظم پوروشوں کے پیش نظر مزدوری ہو گئی تھا کہ تمام سنی علماء و مشائخ اپنی اپنی تلایہ کو بچا کر کے منظم طریقہ سے ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔ — باہمی کشاکش کے مریضوں، نفسانیت کے اسیر اور دشمنوں کی چیر و دستیوں کا شکار ہونے والوں کو بیداری بخشنی — اغیار کے علم و استبداد کے خلاف فریاد زدن کے لئے والوں کو فریاد زدن کے منصب تک پہنچادیں۔ حوادث و آفات کی گنگوہ اور بیلیک گھاٹوں کی برقی شریر بد کو معدوم کر دیں — غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب غفلت کی حیلہ گری کو اپنے اللہ اور رسول و ملا علی و علی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے کافور کر دیں — کانگریسوں، اجلاسوں، خاکساروں اور ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کے منصوبے خاک میں ملا دیں — ان لوگوں کو جو گاندھی کے فسوں کا شکار ہو چکے تھے سوا اہل علم

کے قافلے کے ساتھ دوبارہ ملا دیں۔ — اسلامیان ہند کے قلبِ حریں کو صبر و سکون، اتحاد و وادار، نظم و ارتباط اور دنیوی اعزاز عطا کریں۔ — ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود، شریعت کے مطابق ان کی مشکلات حل کرنے، دین کی طرف سے بے پروائی اور غفلت کو دور کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے ایک ”مرکز“ ہو جو ہر معاملہ میں ان کی رہنمائی کرے۔ معاملات آئی ہوں یا سیاسی — معاشرتی ہوں یا اقتصادی — انفرادی ہوں یا اجتماعی — — — — — عجز و کد ان اسباب کو اکٹھا کیا جائے جس سے مسلمانوں کی ترقی مقصود ہو۔

قبل ازیں اتحاد و اتفاقی بین المسلمین کے مقدس مقصد کے لئے جتنی کوششیں ہو چکی تھیں، سب ناکام ہو گئیں، شاید ہر بار ایک ہی نوعیت کی غلطی کو دہرایا جا رہا تھا کہ اتحاد کے ہر محرک نے مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ملا کر ان میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی مگر غور کرنے پر معلوم ہوا کہ اگر ان میں اتحاد پیدا ہو سکتا تو یہ جیسا ہی کیوں ہوتے۔ تو اسے مخالفہ کو ایک جگہ جمع کرنے سے اتحاد کی بجائے فساد کا منظر سامنے آتا ہے۔ — — — — — اور پھر یہ کہ ہر فرقہ کی ایک الگ نگہری حیثیت ہے جس کی وجہ سے کسی دوسرے فرقہ کے کسی فرد کا اس میں شامل ہونا ناممکن ہوتا ہے، وہ اپنی اپنی کافر نیس انگ انگ منعقد کرتے ہیں۔ اس میں کسی دوسرے کی جھجک دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہوتے۔ شیعہ اپنی کافر نیسوں میں سنی کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے، اہل حدیث (غیر علم) تبلیغی اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ اس کے ارباب اعتقاد و خیالات اور مقررین صرف اہل حدیث ہی ہوتے ہیں اور ان کی تنظیموں میں کسی دوسرے کی شمولیت ناممکن ہے۔

مذکورہ بلا واقعات و حادثات — — — — — ضروریات اور مشکلات کو مد نظر رکھتے

ہوئے سنی علماء و مشائخ نے سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے اکابر اور عاملان اس کو خالص اپنے اجتماع کے لئے دعوت دی، چنانچہ برصغیر بھر میں اہل سنت و جماعت کا عظیم المنظر اجتماع — — — — — سنگیوں کا واحد فائدہ اجلاس اور خالص ایوانِ سنیت کا اقتدار

”الجمعية العالية المركزية“ یعنی ”آل انڈیا سنی کانفرنس“

کے نام سے موسوم ہوا، سنیوں کی اس ملک گیر تنظیم کا پہلا اجلاس مراد آباد میں

۲۰ شعبان ۱۳۲۳ تا ۲۳ شعبان ۱۳۲۳ھ

بھارتی ۱۴ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

منعقد ہوا، سنیوں کی اس مرکزی — — — — — قومی جماعت کی تشکیل میں علماء و مشائخ کی درو مندانہ کوششیں بالعموم اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی سہائی جیلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس، مراد آباد کے پہلے چار روزہ اجلاس میں تین سو علمائے کرام، مفتیان عظام اور مشائخ ذوی الاحترام نے شرکت فرمائی، ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

عارف ربانی مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی (د م ۱۳۴۳ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی
مناظر اسلام مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری اشرفی (د م ۱۳۵۰ھ)

مجاہد اسلام مولانا سید محمد سلیمان اشرف، بہاری (د م ۱۳۵۲ھ) پروفیسر علی گڑھ
و خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی حسین اشرفی (د م ۱۳۵۵ھ) زبیب آستانہ کچھوچھوچھو

مجاہد ملت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی (د م ۱۳۵۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری (د م ۱۳۶۲ھ) ابن خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

شیخ الفقہ مولانا عبدالحمید آلوی (م ۱۳۶۶ھ)

صدر الانا مولانا سید محمد نعیم مراد آبادی (م ۱۳۶۶ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

امیر ملت مولانا سید جماعت علی محدث علی پوری (م ۱۳۶۶ھ)

زبدۃ الفقہ مولانا عبدالحفیظ حقانی آلوی (م ۱۳۶۶ھ)

رئیس المدین مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (م ۱۳۸۱ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

احمد رضا بریلوی

حضرت مولانا محمد یعقوب خاں بلاسپوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا محمد حسین اجیری

حضرت مولانا سید فاضل کچھوچھوی

حضرت مولانا مولان حسین رامپوری

حضرت مولانا محمد الین عباسی چٹیا کوٹی سہ

سواد اعظم کی عظیم مذہبی و قومی تنظیم، ان کی دینی و دنیوی بہبودی کامرک، فرائض

تبلیغ کی ادائیگی کا مقدس اجتماع اور سنیوں کی منتشر قوتوں کی جامع تحریک

”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا مالی کھتے ہوئے رئیس المدین

سید محمد اشرفی کچھوچھوی رقمطراز ہیں۔

”یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی اس کے متعلق بلا مبالغہ کہا جاسکتا

ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس وجہ شائد جیسے مثال نہیں

مل سکتی وہ حضرات جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنہوں نے ایسے ایسے

دیکھے ہیں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے تاہم ان کا بیان ہے کہ اس قدر نظم و باقاعدہ و پر شوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں گذرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا۔

”جمعیت اشرفیہ انجمن اہل اسلام“ اور ”جماعت رضائے معظنی“

کے رہنما کاروں اور مجلس استقبال کے اراکین کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام کا سلیقہ نہایت قابل تعریف تھا۔ رضا کاندھ، جن کی تعداد کئی سو تھی باقاعدہ وردی میں ملہوس تھے، جن میں تاریخ تحصیل علماء درجہ تکمیل کے طلبہ اور رؤسا شہر کے نونہال فرزند شامل تھے ان کا رویہ نہایت مہربان و سکون کا آئینہ دار تھا۔ جماعت رضائے معظنی بریل کا نیمہ عجیب شوکت رکھتا تھا، اس کا بلند بھرپور مسلمانوں کو تبلیغ کی دعوت دے رہا تھا۔ بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھے تھے:

”اس حکومتی نظام کو کیا کہا جاسکتا ہے؟“

برصغیر کے تمام علاقوں — سندھ سے لے کر بنگال تک تمام مرکزی علمی مقامات اور آستانہ ہائے عالیہ کے مقدر علماء اور مشائخ اس کانفرنس میں تشریف لائے، بالخصوص بریل، ایلی رامپور، مراد آباد اور کچھوچھو کے علماء کی شرکت نے کانفرنس کو مؤثر کر دیا۔ قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی غیوروں سے ذکر و فکر، ذوق و سرور سے کیفیت اور صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ سحر منیکہ یہ منظر بجائے خود دیدنی تھا اور کانفرنس کے اندر اہل سنت و جماعت کی شوکت کا پتہ دے رہا تھا۔

انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے شائع شدہ رسالہ ”فضیلا و افتادیل“

مطبوعہ ۱۹۲۵ء کے آخری مروج پر آل انڈیا سنی کانفرنس ہوا آیا د کے انعقاد پذیر جلسہ کا جو
اشہار شائع ہوا اس کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں، جس سے کانفرنس کے مبارک
اجتماع اور اس کے اعراض و مقاصد واضح طور پر معلوم کئے جاسکتے ہیں:

اطلاع پر جو قاضی سنی خان کیے نشرات امی میں مکرر فرمایا ہے اور جو عظیم کام میں جاری ہے۔ لہذا تا اجازت اخبار صوبہ ہریانہ خاف العتقاد و کسب اہل سنت پڑھیں۔

آل انڈیا سنی کانفرنس

لجیٹتہ عالمیہ راجمن اہل سنت و جماعت ملو آباد سید محمد
منجانب
سنی تبلیغی کانفرنس کے شاندار اجلاس

تمام ہندوستان کے مشہور افاضل نامور علماء اکابر مشائخ ممتاز مجاہدین
معزز رؤساء منتخب اہل بیان اور تبلیغی وفد کا مبارک اجتماع مسلمانوں کے
اہم ترین مقاصد تبلیغی تعلیم معاشرت ادا کے قرض باہمی تعلقات اور دوسرے
امور میں مسلمانوں کی رہنمائی اور ضروری اصلاحات تنظیم اہلسنت کے لئے
بتواریخ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کیا جائیگا۔
امید کہ حامیان اسلام اس اہم اور ضروری کانفرنس کی شرکت مسلمانوں کے
روز افزوں منزل و انحطاط کو دور کر سکیں گے لئے فردی خیال فرمائیں گے۔
اللہ اعلم (قاضی مولوی) محمد طہ حسین (رئیس اعظم و صدر راجمن اہل سنت و جماعت صوبہ ہریانہ)

انجمنی و ثانی الاہل سنی کے دلیقہ خوار یا مرج خواں اخبارات کی طرف سے اپنے پڑھنے والوں
کو غازی کہنا ترک کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ شروع سے ہم کہہ رہے ہیں اور اب
معزز اخبارات و کتب اقدسہ وغیرہ میں غیر مسلم حکومتوں نے ابن سعود کے خلیفہ معاہدہ کا نام لیتے ہوئے
ہوئے پر مسلم سپیکر یہ خیر مانگے ہیں۔ اسی جاتی تشریف حسین نے غدار تھا ہی کہ وہ اب یونانی
ممدوح کا کیا نام کہو گے جس نے خلیفہ معاہدہ کے ذریعہ یونانی دریا کو بھی غیر مسلم کا نام دیا ہے۔

اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل امیر وقت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری کی تحریک اہتمام حاضرین کی تاثیر پر شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کو کانفرنس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ صدر وقت خطبہ آپ نے اسی عین میں خود کھانا ادا کیا حضرت مولانا سید محمد محدث کچھو چھو نے پڑھا۔ یہ خطبہ بعد میں ماہنامہ اشرفی کچھو چھو شوال المکرم ۱۳۲۲ھ میں ۱۲۳۵ء میں "الخطبۃ الاشرفیہ" کے نام سے شائع ہوا۔ کتاب ہذا میں اسی خطبہ کا عکس شامل کیا جا رہا ہے۔ اختصار کے باوجود خطبہ اپنی مثال آپ تھا، جس میں بیش از ۱۱۰۰ واقعات کو پیش کر کے اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی ضرورت کو واضح کیا گیا۔ آل انڈیائی کانفرنس کے اسی اجلاس میں مجتہد الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالی خطبہ پیش فرمایا، جو در مجلسوں میں پڑھا گیا۔ یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں

(۱) ہندوستانی سیاسیات

(۲) اخبار کی پالیسیاں

(۳) مذاہب و فروع

(۴) نظام عمل

(۵) اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر

(۶) ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دوسری نظریہ کی وضاحت

(۷) احوال انڈیائی کانفرنس کے مقاصد عالیہ وغیرہ

تمام شعبہ شرعی نقطہ نظر سے واضح کئے گئے۔

یہ عظیم الشان کانفرنس چار دن تک جاری رہی، ہر روز دو نشستیں ہوتیں۔ علماء و

مشائخ اپنے اپنے مواضع حسنہ سے حاضرین کو مالال کر تے۔ امیر ملت پیر جماعت علی

محدث علی پوری کافی البدریہ خطبہ سادگی اور صاف گوئی میں ہمیشہ مثال رہے گا۔

اتفاق اور اختلافات کی وجوہات بیان فرمائیں۔

اس کانفرنس میں مختلف تجاویز منظور ہوئیں جن کا تعلق عہدیداروں، مرکزی کمیٹی اور نظام عمل وغیرہ سے تھا۔ قراردادوں کے پیش گوئی کے سعادت مولانا احمد خاں میرٹھی کے حصہ میں آئے۔ آئندہ سال کے لئے آل انڈیائی کانفرنس کے صدر، حضرت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری مقرر ہوئے اور ناظم اعلیٰ حضرت صدر الاناضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور نائب ناظم مولانا محمد حسین عباسی منتخب کئے گئے۔ شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کچھو چھو اور مولانا سید محمد اشرف اشرفی سرپرست قرار پائے۔ قراردادوں میں جہل کی مخالفت، امیر امان اللہ خان امیر افغانستان کے قتل مرتدین کی حمایت، مرزائیوں اور مرتدین کے ساتھ افغانستان کے سلوک کے بارے میں لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو مداخلت کرنے، ہاؤس سود بخندہ کے غاصبانہ قبضہ چھان قلمانہ حرکات اور مرزائیوں کی حمایت میں کانگریس کے اشتعال انگیز کلمات پر نفرت کا اظہار کیا گیا۔ سہ

عہدیداروں کا انتخاب ایک سال کے لئے ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں آل انڈیائی کانفرنس کے صدر مجتہد الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی منتخب ہوئے۔ سہ

سنی کانفرنس کا رکن ہر راسخ العقیدہ سنی بن سکتا تھا اور سنی کی تعریف رکینیت کے فارم پر درج کر دی گئی، تعریف یہ تھی:

وہ سنی وہ ہے جو انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو سکتا ہو یہ وہ لوگ ہیں

جو ائمہ دین خلفاء اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء دین سے

سہ ماہنامہ اشرفی کچھو چھو مئی ۱۳۲۵ھ / شوال المکرم ۱۳۲۳ھ

سہ ماہنامہ المسواد الاعظم مراد آبادی المجر ۱۳۲۵ھ / جولائی ۱۹۲۶ء، ص ۱۲

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی حضرت ملک العلماء کبر العلوم صاحب
فرنگی علی حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی حضرت فضل رسول
صاحب بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشد حسین صاحب رامپوری داعی
مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہوئے
الجمعیۃ العالیۃ الاسلامیہ — آل انڈیائی کونفرنس کے ان مقاصد کا خلاصہ
جو اس کونفرنس کے قیام کا مقصد بنے، یہ ہے:

- ۱۔ برصغیر کے سنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کے انتشار کو دور کر کے ان کو منظم کرنا۔
- ۲۔ انفرادی طور پر مذہبی اور تبلیغی کام کرنے والوں میں ربط پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا۔
- ۳۔ برصغیر کے تمام شہروں و قصبات اور دیہات میں اسلامی انجمنیں بنانا اور موجودہ
انجمنوں کو جمعیت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا۔

۱۰۔ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۲۹ء ص ۹

نوٹ: سنی کی تحریف اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ سنی کونفرنس ہر آباد و منقہ ۱۹-۲۰
شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ (۱۹۲۹ء) کے اجلاس میں ان الفاظ میں قرار پائی۔

سنی سے مراد وہ حقیقی مسلمان اور قدیم طریقہ کا مسلمان ہے جس طریقے پر تمام فقہاء اور اکابر اہل حضور
عزت اعظم و حضرت انا علی بن ابی طالب و حضرت ہارون الرشید و حضرت شیخ
شہاب الدین ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سلاطین اسلام میں سے حضرت سلطان محمود غازی و سلطان اورنگ زیب
غازی و امثالہما اور قریب زلے فرنگی علی کے مشاہیر علماء میں سے حضرت ملک العلماء مولانا محمد ابراہیم علیہ السلام حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فضل رسول بدایونی و حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی و حضرت عظیم البرکت
امام اہلسنت مجددین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قائم رہے۔

(تمنی یادداشت: حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری مدظلہ العالی)

- ۴۔ تبلیغی کام کو منظم اور وسیع کرنا۔
- ۵۔ تبلیغی تربیت کے لئے خاص مدارس کا اجراء۔
- ۶۔ مذہبی تعلیم سے ہر مسلمان کو باخبر کرنا۔
- ۷۔ انگریزی خوان طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام کرنا۔
- ۸۔ مزدوروں اور پیشہ ورا افراد کے لئے شبیہ مدارس جاری کرنا۔
- ۹۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا ان کی معاشرت کی اصلاح کر کے مسلمانوں
سے ہی اشیاء خریدنے کی رغبت دلانا۔
- ۱۰۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا اور خیراتوں سے قرض لینے سے بچاؤ کی تدابیر کرنا۔
- ۱۱۔ مقروض مسلمانوں کے لئے محدود مدت میں قرض اتارنے کے طریقے۔
- ۱۲۔ بیکار مسلمانوں کے لئے روزانہ معاشی تجویز کرنا اور انہیں کام مہیا کرنا وغیرہ سلسلہ

علامہ عبدالمصطفیٰ انصاری نے تقسیم ہند سے قبل ایک مضمون بعنوان "مسلمانوں
اہلسنت اور سیاست ہند کے تین دور" میں آل انڈیائی کونفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے
ہوئے علامہ نے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ان کے عملی اقدام کو تاریخی طور پر ثابت کیا،
اس مضمون کو مندرجہ ذیل تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا:-

(۱) ۱۸۵۷ء

(ب) تحریک خلافت اور

(ج) مطالبہ پاکستان

ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱۰۔ ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد، ذی قعدہ ۱۳۴۹ھ / مئی ۱۹۲۹ء

”تحریکِ خلافت کے بعد جبکہ مسلمان نہ صرف منتشر و غیر منظم تھے بلکہ انتہائی غفلت و جمود کا عنصریت ان پر مسلط ہو چکا تھا ادھر ملک کے سیاسی حالات میں تیزی کے ساتھ انقلاب آ رہا تھا، بین الاقوامی آویزش و تجارتی مصالح کی بنا پر ہندو بہاؤنوں اور انگریز سامراجیوں میں حکومت کا سودا ہو رہا تھا شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ مسلمان اس بڑے کوچک کی بساط سیاست پر کہیں ہمیشہ کے لئے مات نہ کھا جائے جس پر ہزار سال تک نہایت جاہ و جلال عدل و انصاف کے ساتھ اس نے حکمرانی کی ہے۔ ہندو کانگریس اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی حق تلفی کے درپے تھی، اور اپنی اکثریت و دولت کے بل پر اسلامی تہذیب بلکہ مسلمانوں کے ملی وجود کو یکسر نیست و نابود کر دینے کا تہیہ کر چکی تھی، ادھر علماء دیوبند جیسے علماء ہند دہلی براڈ المیاء کی تجویروں کا شکار بن چکی تھی، اور اپنی وسیع کاریوں کی بدولت عین میدان جنگ میں مسلم فوج کے اندر انتشار و خنڈ اندازی کرنے میں پانچویں کالم کا کام کر رہی تھی، بجماری مسلم لیگ علماء اہل سنت کے محبوب نصب العین پاکستان کو لے کر بے یار و مددگار تھی مسلمان راجہ حق کی تلاش میں حیران و سرگرداں تھا اُسے صحیح راہ عمل نہیں ملتی تھی وہ ہر سراپ کو چشمہ آبِ حیاں اور ہر عکبر کو گوہر تابیماں سمجھ کر لپکتا تھا مگر ہر قدم پر مایوسی اسے اپنا منہ چہرہ دکھاتی تھی۔ قریب تھا کہ جہدِ بقا کے عملی میدان میں فوجِ مسلم کے پاؤں اکھڑ جاتے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کمر ہمت ٹوٹ جاتی کہ نصرتِ الہی نے فوجِ مسلم کی دست گیری کی اور عین وقتِ علماء اہل سنت و جمہوریت اسلام نے پاکستان کا مطالبہ فرما کر مسلمانانِ ہند کی ایسی صحیح بنیاد و بر محل رہبری فرمائی کہ سیاسیات ہند کا نقشہ ہی بدل گیا اور ہندو کانگریس کی بے پناہ نرپاشیوں اور غدارانہ ملک و ملت کی انتہائی غداروں کے علی الرغم پاکستان کے

مطالبہ کو عالم سیاست کے میدان میں ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی جو تاریخِ سیاست میں بے مثال ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نہ صرف دیباغے ہندوستان بلکہ بیرون ملک بھی جو زبردست اثر و رسوخ اسلامی سیاست و مطالبہ پاکستان کو حاصل ہے انہیں علماء و مشائخ اہل سنت کی مساعی جمیلہ کا مہربون منت ہے جن کا دوسرا نام جمہوریتِ اسلامیہ تھی کانفرنس ہے ۱۹۴۶ء

علامہ آباد ہندوستان میں سنی علماء کی یہ عظیم جماعت اس وقت بھی مؤثر کردار ادا کر رہی تھی جبکہ بساطِ سیاست پر مسلم لیگ اعلیٰ تک اپنی نمائندہ حیثیت منوانہ سکی تھی، یہ سنی کانفرنس کی ہی معاونت تھی کہ مسلم لیگ کو عوامی رائے کی قوت حاصل ہو گئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے یوم تاسیس ہی سے ملک کے کونے کونے میں اس کے اجلاس منعقد ہونے لگے، شہر شہر، قریب قریب تنظیمیں بنیں، مقامی، ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر اس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔

سنی کانفرنس کے اجلاس مختلف پلیٹ فارموں پر منعقد ہوتے رہے جو اس کے وسیع اعراض و مقاصد پر شاہد ہے، جن پلیٹ فارموں سے آل انڈیا سنی کانفرنس کی آواز بلند ہوئی، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ اخبار دیہ سکندری راجپور، مطبوعہ راجپور سنہ ۱۹۴۶ء

۲۔ پریس پکٹنگس کا قبضہ ہونے کی وجہ سے ان اجلاسوں کی کارروائی اجازت میں بہت کم نتائج ملتی، اس نخل کے باوجود اس وقت تک ایک سرچشمی سے زائد سنی کانفرنسوں کی کارروائی دستیاب ہو چکی ہے جو انتشارِ اشد تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس میں درج ہوگی۔ (مرتب)

- ۱۔ سنی کانفرنس کی تشکیل نو کا اجلاس
- ۲۔ سنی کانفرنس کا سالانہ اجلاس
- ۳۔ سنی کانفرنس کا غیر معمولی خصوصی اجلاس
- ۴۔ اہل سنت و جماعت کے مدارس کے سالانہ اجلاس
- ۵۔ مدارس اہل سنت کے جلسہ رائے تقسیم استاد و دستارِ فضیلت
- ۶۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ۷۔ گیارہویں مشرق کی محفلیں
- ۸۔ بزرگان دین کے اعراس مبارکہ
- ۹۔ مسلم لیگ کے اجلاس
- ۱۰۔ مختلف مذہبی اور اصلاحی انجمنوں کے اجلاس
- ۱۱۔ سنی کانفرنس کے اکابر کے تنظیمی و اصلاحی دورے وغیرہ۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے طریق کار سے رہنمایان سنی کانفرنس کے مسلک کی نشاندہی آسان ہے۔ اس کے باوجود ”سنی“ کی تعریف فارم رکینٹ پر درج ہوتی۔ سنی کی تعریف مختلف موقعوں پر اکابر کی تائید سے مؤید ہوتی رہی۔

”سنی“ کی تعریف اور اس کی بار بار وضاحت اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے شاندار کارناموں کو دیکھ کر بعض علمائے دیوبند نے اہل سنت کے عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے ”سنی“ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ”سنی بورڈ“ قائم کر دیا جس کا مقصد سوادِ اعظم اہل سنت کے راسخ العقیدہ عوام کو مسلم لیگ کی حمایت سے باز رکھنا تھا۔ جناب محمد عبدالغفور صاحب ناظم سنی کانفرنس بنارس مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آج کل ہندوستان کے ہر ہر گوشہ میں سنی کانفرنس کا شہرہ ہورہا ہے اور ملک کے ہر ہر قطعہ اور حصہ سے بنارس میں متحضر سنے والی آل انڈیا سنی کانفرنس

کی شرکت کے لئے تیاریاں ہورہی ہیں۔ یوپی سنی بورڈ کے نام سے لکھنؤ میں کوئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ جو ایکشن کے معاملہ میں مسلم لیگ کی مخالفت کر رہی ہے اس خیال سے کہ لفظ سنی سے مسلمانوں کو دھوکہ و مغالطہ نہ ہو ہم یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اس سنی بورڈ سے کوئی علاقہ نہیں ہے اور سنی کانفرنس سنی بورڈ اور اس کے اس طریقہ عمل کو نہایت مذموم اور مسلمانوں کے لئے مضرت رسال سمجھتی ہے حقیقت میں یہ وہابی جماعتیں ہیں جن میں سے کوئی کھل کر انگریزی بتاتا ہے جیسے کہ دیوبندی صاحبان اور کوئی جمیعۃ العلماء کے لباس میں نمودار ہوتا ہے اور کسی نے سنی بورڈ کا عزائم اختیار کیا ہے مسلمان ان سب سے ہوشیار رہیں اور ان کے پروپیگنڈے میں نہ آئیں۔ سہ

لفظ ”سنی“ کی جانبداری کے پیش نظر اس کا استعمال تقریباً ہر دور میں ہوتا رہا۔ جمالیٹھ نے اس لفظ کو اپنے مخصوص عوام کے لئے استعمال کیا ہے اور بعض اوقات اپنے جلسے ”سنی کانفرنس“ کے نام سے کرتے ہیں۔

سنی علماء نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اور انفرادی و اجتماعی طور پر تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس قیامِ پاکستان کو اپنی منزل اور دینی فریضہ سمجھتی تھی اس لئے اس کے عہدے دار و کارکنان مسلم لیگ کے لئے ان تھک کا کام کرتے بچا پنجہ ایسی مثالیں بہت ملتی ہیں کہ سنی کانفرنس کے اراکین کے پاس مسلم لیگ کے قابلِ فکیر ہمارے بھی تھے۔

الاکبر اہل سنت نے اس امر کو شدت سے محسوس کیا کہ باوجودیکہ مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ سیاسی جماعت ہے اور اس کا نصب العین قیام پاکستان ہے لیکن مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، تجارتی اور تمدنی رہنمائی کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کو فعال بنایا جائے تاکہ مسلم لیگ کی حمایت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے دیگر شعبہ ہائے زندگی میں فعال نمائندگی اور رہبری کی جائے، اور جہاں کوئی مسلمان احکام شرعیہ کے خلاف قدم اٹھائے اس کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ طے پایا کہ برصغیر میں شہر شہر اور قریب قریب آل انڈیا سنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں، ہر سطح پر اس کی تنظیم ہو، اس کے مقاصد عامۃ المسلمین تک پہنچائے جائیں، ملک بھر میں موجود مذہبی، تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کی تنظیموں میں رابطہ پیدا کیا جائے۔ اور جب

۱۔ سنی تنظیم
۲۔ سنی تنظیم
۳۔ سنی اعتقاد اور سنی اتحاد

کی کارروائی ممکن ہو جائے تو مرکزی سطح پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا جائے جس میں ملک کے ہر حصہ کی نمائندگی کے لئے ملک بھر میں پھیلی ہوئی سنی کانفرنسوں کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی جائے تاکہ حکومت اور عوام کو سنی تنظیم کی شوکت اور ہمہ گیری معلوم ہو جائے۔ اور سواد اعظم اہل سنت کی جماعتی آواز مؤثر ثابت ہو سکے۔ مئی ۱۹۴۵ء میں طے پایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس مرکزی سطح پر اگلے سال منعقد کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مرکزی اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے ۱۹۴۵ء میں ہی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے علماء و مشائخ سے رابطہ کے لئے نمائندہ اہل سنت نے ملک گیر دورے شروع کر دیے تاکہ سنی کانفرنس کی موجود تنظیموں کو فعال بنایا جائے اور ملک کے باقی حصوں میں سنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں۔ ایک سال کے قبل عرصہ میں عربی و فلسطینی

مولانا سید محمود احمد رضوی (سابق نائب ناظم سنی کانفرنس، لاہور) ۱۹۴۶ء میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس کی اطلاع اس طرح دیتے ہیں:

”سال آئندہ کے لئے اہل ہند اس نے آل انڈیا سنی کانفرنس کو مدعو کیا ہے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ ہر برصغیر میں آل انڈیا اجلاس سے قبل ضلع دار صوبائی کانفرنس منعقد کی جائے تاکہ ہر برصغیر سے معتقد نمائندے آل انڈیا کانفرنس میں شریک ہو سکیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے علماء و مشائخ کی بڑی تعداد آل انڈیا سنی کانفرنس میں بھیجنے کا اہتمام کیا جائے۔ ایسے دو سادہ دعائے جو سنی کانفرنس کے مقصد کے ساتھ متفق ہوں۔ اور جذبہ و مشوق رکھتے ہوں۔ ان کی شرکت بھی کانفرنس کی کامیابی کے لئے نعمت سمجھی جائے گی۔“

زعما اہل سنت کے تنظیمی دورے حمایت کامیاب ہوئے، ہر جگہ ان کے شاندار استقبال ہوئے ان کے مشن کو خوش آمدید کہا گیا اور ان کی آواز اس قدر مؤثر ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں ملک کے گوشہ گوشہ میں سنی کانفرنس کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ بے شمار لوگ اس کے رکن بن گئے، جس میں مسلم لیگ کے بعض عہدیدار بھی شامل تھے۔ برصغیر کی سنی آبادی نے بر ملا آل انڈیا سنی کانفرنس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ کثیر تعداد میں علماء و مشائخ نے سنی کانفرنس سے اپنی وابستگی کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے اپنے طبقہ اثر میں اس کی مؤثر اشاعت کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔

(۱) برصغیر کے کونے کونے میں سنی کانفرنس کی مؤثر تنظیم قائم ہو گئی۔
(ب) بائیس ہزار سے زائد مقتدر علماء و مشائخ سنی کانفرنس کے سرپرست بن گئے۔

سلاہ ہفت روزہ الفقیہہ امرتسر ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء، ص ۱۱

سلاہ اخبار دہلیہ سکندریہ ۲۶ مئی ۱۹۴۶ء، ص ۳

اور جاری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں۔ کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے الیکشن (نومبر ۱۹۴۵ء کے مرکزی الیکشن) میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی۔ سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت دوسری ۱۹۴۶ء میں ہونے والے صوبائی انتخابات کے لئے ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے کھڑے ہونے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعتوں جمعیت علماء دیوبند، پارٹی مونسوی حین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار و خاکسار ریونیونسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مددیں پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہوا خواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا عبدعلی اعظمی کی تائید کرتے ہوئے صدر الاناضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس نے فرمایا:

..... الیکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوششیں یہ ہیں کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس خدمت کو لمبائوں کے حق میں نافع سمجھ کر رخصتے الہی کے لئے انجام دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تفسیر فرمائی اور بتایا کہ پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت ظاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو۔۔۔۔۔

۴۶ - ۴۵ - ۱۹۴۵ء کے مرکزی اور صوبائی عام انتخابات برصغیر کی تاریخ میں معرکہ الآراء نوعیت کے حامل تھے، انہی انتخابات کی بنیاد پر پاکستان حاصل ہونا تھا۔ کانگریس کا دعویٰ تھا کہ وہی تمام ہندوستان کے باشندوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ جمعیت علماء ہند، احرار، خاکسار اور ریونیونسٹ وغیرہ کانگریس کی تائید کر رہی تھیں۔ ان کا پروپیگنڈا — دن رات — بھی وہی تھا۔ اس کے برعکس مسلم لیگ کا موقف تھا کہ اسلامیان ہند کی نمائندگی کا حق صرف مسلم لیگ کو ہے۔

انگریز کے چلے جانے کے بعد ملک کی حکومت کس کے پاس ہوگی — صرف ہندوؤں کے پاس — یا ہندوؤں اور مسلمانوں کا وطن الگ الگ ہوگا — ان تمام سیاسی امور کا فیصلہ انتخابات میں ہونا تھا۔ تاریخ اسلام کے اس نازک ترین موقع پر سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کی نمائندہ مذہبی و سیاسی تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ — مسلم لیگ کی حمایت کی جائے، مسلم لیگ کے نمائندوں کو ورثہ دیئے جائیں اور مسلم لیگ کے ہر اس طریقہ عمل کی حمایت کی جائے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو چنانچہ اکابر علمائے اہل سنت نے یہ تاریخی فتویٰ جاری کیا:

”آل انڈیا سنی کانفرنس، مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے ہیں دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق

فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود حسن ہے۔
اس فتویٰ کی ترتیب میں جو علماء بریلی جج ہوئے اور جن کے دستخطوں سے یہ فتویٰ جاری ہوا۔ ان میں چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری (جانشین امام احمد رضا بریلوی)
مولانا ابوالحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھو (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)
صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)
صدر الشریعت مولانا مفتی امجد علی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس، ممبر
درگنگ کمیٹی یو پی مسلم لیگ

مولانا مفتی محمد ابراہیم القادری بدایونی، بمبئی، مولانا سید مصباح الحق سیوانہ شین پھیر
مولانا شاہ عارف اللہ قادری، میرٹھ، مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی
مولانا مفتی محمد ابراہیم سمسٹی پوری، مولانا تقدس علی خاں رضوی، بریلی
مولانا عبدالمصطفیٰ اللہ سری مبارک پوری، مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی

مولانا وقار الدین بلی بھیتی، مولانا محمد الوب قادری ٹانڈوی
مولانا ابوالمہانی شمس الدین احمد جنپوری، مولانا محمد زید الاکرم مراد آبادی
مولانا غلام معین الدین نعیمی، مولانا ظہیر احمد مدرس عربیہ گجرات
مولانا غلام جیلانی میرٹھ، مولانا قاضی احسان الحق نعیمی، جموں و کشمیر
مولانا سید عبدالحق قادری اعظمی، مولانا محمد مختار اشرفی نعیمی
مولانا عبدالمصطفیٰ مدرس دارالعلوم اشرفیہ، مولانا محمد شاہ اللہ مدرس بنارس

مولانا اختصاص الدین نعیمی، مولانا محمد مصطفیٰ علی مدرس، میرٹھ

مولانا محمد سرور احمد، منتظر اسلام بریلی، مولانا محمد اجل سنبھلی

مولانا محمد راجد، امرتسر، مولانا فضل العمد سجادہ نشین بلی بھیت۔

مطالبہ پاکستان، نئی علماء کے تعاون سے ہمد گیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ علماء
و مشائخ نے ملک اور بیرون ملک پاکستان کا مفہوم واضح کیا، مسلسل مساعی سے قیام پاکستان
کے لئے راہ ہموار کی۔ ۱۹۴۷ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس
نے کوئٹہ جج وفد کی حیثیت سے مجاز مقدس میں حج کے موقع پر آئے ہوئے ملک اسلامیہ
کے مسلمانوں کے سامنے مطالبہ پاکستان کو واضح کیا۔ اس وفد میں مولانا عبدالحامد بدایونی میرٹھ
بھی شامل تھے وفد کی کوششوں سے ملک اسلامیہ کے تمام مسلمان مطالبہ پاکستان کے
ساتھ متفق ہو گئے۔ اس شاندار کامیابی پر ۲۲ مئی ۱۹۴۷ء کو ایک ملاقات میں قائد اعظم
محمد علی جناح نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو ان کی کامیاب خدمات پر مبارکباد دی۔ اور
ان کی خدمات، جلیلہ کو سراہا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد ایسے مفید اور ہر دامن پر تھے کہ عاتقہ المسلمین نے
اس کانفرنس کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ اور بڑھتے ہوئے طوفان کی طرح، اس کانفرنس
نے سارے ہندوستان کو اپنے دامن میں لے لیا۔ ہندوستان کا کوئی ایسا شہر اور قصبہ نہ رہا،
جس میں سنی کانفرنس کی تنظیم قائم نہ ہوئی۔ آسام سے لے کر خیبر کے دھک، دکن سے لے کر
ہمالیہ کے دامن تک تمام علاقہ سنی کانفرنس کے زیر اثر ہو گیا، ہر جگہ سنی حضرات نے

۱۰۳

۱۰۳ ایضاً، ۲۹ مارچ ۱۹۴۷ء، ص ۸

نوٹ: مذکورہ فتویٰ کا مطبوعہ
۱۰۳ ایضاً، ۲۹ مارچ ۱۹۴۷ء، ص ۸

۱۰۳ ایضاً، ۲۹ مارچ ۱۹۴۷ء، ص ۸

2

اس عظیم الشان کانفرنس کی اطلاع جہازی سائنز کے پوسٹرز اور اخبارات کے ذریعہ ہندوستان بھر میں پہنچائی گئی۔ عامۃ المسلمین کا جوش و ولولہ کانفرنس کے سلسلہ میں دیدنی تھا ہر جگہ ٹاپڑا "بنارس چلو" کی تحریک کا کلنگن نظر آتا تھا۔ اسلامیان برصغیر کا جوش ایمانی ہی تھا، جو سستی کانفرنس کی کامیابی اور بعد ازاں قیام پاکستان کی ضمانت بن گیا۔

ایک
اشتہار

بنارس چلو

آل انڈیائی کانفرنس کا این

نوا از اجلاس بنارس میں بتواریخ

۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱ اپریل

۱۹۴۶ء کو منعقد ہوگا چندستان

کی تمام سنی کانفرنسیں انہیں

تاریخوں میں نمائندہ بھیجے گا

انتظام کریں مرکزی دفتر بنارس میں

گیا ہوا تمام خط و کتابت ذیل کے پتے پر

جائے پتہ حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب

آستانہ جامعہ نظام آل انڈیائی کانفرنس

مستحقہ جملہ خط و کتابت اشرفیہ بنارس

ایک
خبر

ہوالت اور
تاکا پتہ: بد پتہ ری رامپور

حدا صبر کے والوں کے ساتھ ہے
انگل جیٹلن کوئی جادو دارین کا مصطفیٰ علیہ التیہ

مکرمین راجپوت سرگرمیوں کے لئے
مکرمین راجپوت سرگرمیوں کے لئے

نواب حاج سرستہ کلب لیٹاں بہادر خلدیشیا کی علی پاکو
رامپور

بد پتہ سکندری

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

مالک مدبر محمد فضل صبا
چندہ اسماء خدیجہ محمد علیہ

۱۵ مطبوعہ ۹ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۶۴ء کو جمع

۱۵ مطبوعہ ۹ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۶۴ء کو جمع

۱۵ مطبوعہ ۹ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۶۴ء کو جمع

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

منقبت حضرت قطب الما قطب الحق قطب الدین
بختیار کاکی

علمائے کرام اور مشائخ عظام کا جذبہ رہنمائی اور سواد اعظم اہل سنت کے عائدہ الناس کا اپنے اکابر پر غیر متزلزل اعتماد ہیں کشاں کشاں بنائے گیا ملک کے طویل و عرض سے علماء مشائخ و کلاہ، امراء تجار، محنت کش، مزدور و غریبیکہ ہر طبقہ کے مسلمان کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

شمس الاطباء حکیم محمد حسین بدر علیگ) نے جو اس عظیم الشان اجلاس میں شامل تھے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے:

اس کانفرنس میں

پانچ صد مشائخ

سات ہزار علمائے کرام اور

دو لاکھ سے زائد عوام

نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں حضرت سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے لندن سے آئے ہوئے، وزارت مشن لارڈ کرپس وغیرہ کو بھی شرکت کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے اجلاس کے آخر میں اپنی مصروفیت کی بنا پر عدم شرکت پر معذرت کا تاریخ بھیج دیا۔

صدر الاناضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے وزارت مشن کو دعوت اس لئے دی کہ وہ بطور گورنمنٹ کے نمائندہ وفد کے مسلمانان ہند کی شوکت اور ان کے سیاسی موقف کو بہتیم خود دیکھ لیں۔ سواد اعظم کے اجتماعی موقف اور مسئلہ پاکستان کی حمایت میں اتنا عظیم اجتماع اس دور میں ایک تاریخی مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مشائخ اہل سنت کا شوق ملاحظہ ہو کہ پیرانہ سال، متعطف اور قہار ہست کے باوجود امیر ملت پیر سیہ جاعت علی

محدث علی پوری نے کانفرنس میں کرسی صدارت کو زینت بخشی۔

اجلاس کے آغاز میں خطبہ استقبالیہ رئیس المحدثین ابوالمحامد سید محمد، محدث کچھوڑی صدر مجلس استقبالیہ نے ارشاد فرمایا۔ حضرات علماء اور شرکائے کرام میں اس خطبہ کی دھوم مچ گئی۔ اس خطبہ کی بلاغت و ندرت تبصرہ سے بلند ہے۔ اسی اجلاس میں آئندہ کے لئے آل انڈیائی سنی کانفرنس کا صدر متفقہ طور پر آپ کو منتخب کیا گیا پانچ سو مشائخ کرام، سات ہزار علمائے عظام اور ایک کروڑ سے زائد سنی مسلمانوں پر مشتمل آل انڈیا سنی کانفرنس نے جو جماعتی متفقہ موقف اختیار کیا وہ یہ تھا کہ پاکستان ہماری زندگی ہے اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں خدا نخواستہ مسلم لیگ اگر مطالبہ پاکستان سے دستبردار بھی ہو جائے تو آل انڈیائی سنی کانفرنس اس مطالبہ سے دستبردار نہ ہوگی بلکہ سنی کانفرنس کے اس اجلاس میں جو قرارداد پاکستان سے متعلق بالاتفاق منظور ہوئی وہ یہ ہے:

(۱) آل انڈیائی سنی کانفرنس کا ہر اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں، جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) نیز یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:-

صدر الاناضل استاذ العلماء حضرت مولانا نعیم الدین صاحب

صدر الشریعت حضرت مولانا امجد علی صاحب

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب

مبلغ اعظم حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب قادری بدایونی

حضرت مولانا الحاج سید ابوالحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھو

حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آلی رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجیر شریف

حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب، لاہور

حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف

حضرت پیر سید شاہ عبدالرحمن صاحب بھرچنڈی شریف (سندھ)

حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانگی شریف

خان بہادر حضرت حاجی مصطفیٰ علی صاحب بخش (مدراں)

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب، لاہور

(۳) یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت

اضافہ کرے، یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام مزید نمائندوں کے نمائندے لئے جائیں گے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس کی منظور کردہ تجاویز اور قراردادوں کو پڑھنے

سے اس سوال کا جواب بخوبی مل سکتا ہے کہ مسلم لیگ جیسی "مسلم نمائندہ جماعت" کی

موجودگی میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا قیام اور اس کی فعال کارکردگی وقت کی ایک

"اہم ترین ضرورت" تھی۔ چونکہ مسلم لیگ کا نصب العین صرف ایک اسلامی ریاست

۱۔ آپ کا اسم گرامی امین الحنات ہے، زمین الحنات لقب ہے۔

۲۔ خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۲۹، اخبار دینہ سکندری رامپور

۱۰ مئی ۱۹۴۶ء، ص ۳، حیات صدرالافاضل ص ۸۹-۱۰

کا قیام تھا اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو گیا (مگر آل انڈیا سنی کانفرنس کا

نصب العین اس سے کہیں ارفع تھا۔ سنی کانفرنس، سیاسی امور میں مسلم لیگ کی ہم نوا

اور حامی تھی، لیکن وہ وسیع تر مقاصد جن کی ایک بھٹک آپ گذشتہ صفحات

پر ملاحظہ فرما چکے ہیں، ان کے حصول کے لئے سنی کانفرنس کا علیحدہ وجود اس ضروری تھا۔

سنی کانفرنس کے مرکزی دفتر سے جاری ہونے والے ایک مطبوعہ سوال نامہ (جو ہر علاقہ

کے سنی اکابر کے نام جاری کیا گیا) اس کی مزید تصدیق کرتا ہے۔

(انجمن توحید)

انجمن توحید کا نفاذ

مراد آباد

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

جناب مکرم زاد المظاہر

جمہوریت اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) کا خطبہ صدارت مع شہادت منقولہ اجلاس مذکورہ حاضر خدمت ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ کام سہجی سے کیا جائے، سب سے پہلے مکتف ہوں کہ ہر متقدمہ کے جواب بعد تحقیق و تصدیق جلد ممکن ہو، ارسال فرما کر شکور کریں۔

(۱) جمہوریت پر عمل کرنے کیلئے آپ کی اندر برافضیادہ ہوتے ہیں اور آپ کے انداز میں کس قدر عزم و ہمت کا اظہار ہوا ہے جو دنیا کا (۲) کہہ سکتا ہے، شہادت دینے، مشافہاتے، جہالت سے بچنے اور کس کس مقام پر ہیں؟ ان میں مسلمان بچوں، بچیوں، عورتوں اور باپوں میں کے دین و اخلاق کی نگرانی کی کیا صورت ہے؟ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کیا انتظام ہے؟

(۳) آپ کے حدود میں ابتدائی اور متوسط اور اعلیٰ تعلیم کی کتنی درسگاہیں الہیہت کے زیر انتظام کام کر رہی ہیں اور ان کی حیثیت کیا ہے؟ براہ کرم نقشہ نمائندہ کے صحیح انداز کے صدر دفتر میں ارسال فرمائیے۔ (۴) آپ کے علاقہ میں کتنی درسگاہیں اور مذاہب ہیں؟ وہاں کس قسم کی مصاحبہ جاری ہے؟ مراہم۔ ہر اس دفعہ کے حالات سے نقشہ نمبر (۲) پر کر کے مطلع فرمائیے۔

(۵) سنی مسلمانوں کی جسمانی تربیت کیلئے ریاضت کا انتظام، ورزشیں، جوتے، کشتی وغیرہ کے اگلاٹے تیر اندازی اور قلیل کی مشق کے انتظامات مکمل کر کے صدر دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(۶) کیا آپ نے ایسے کامین نامہ کوئی مسودہ طیار کیا ہے جس کے ذریعہ سے عورت و عہد العزرت کو خاص مصلحت حاصل کر سکے اور اس میں سے احتیاط بھی ملحوظ ہو کہ معمولی رخصت پر عہد اپنی بد عقل سے غافل نہ رہے اور بڑے ڈالے؟

(۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں سے نفرت دلانے کیلئے رضا کار بھرتی کیجیے، جو انھوں کے ساتھ خلق کو طاعت و حسن اخلاق و معاشرت کی تلقین کریں اور ناقص خیال سے رکھیں، صلح رضا کاروں کی تعداد اور ان کے نظام عمل سے مرکز کو مطلع کیجیے۔ والسلام

محمد نعیم الدین عفی عنہ

ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اسلامی ریاست۔ پاکستان کے قیام کے باوجود مذکورہ بالا امور ابھی تک معرض التوا میں پڑے ہیں۔ پاکستان کے حصول میں مسلم لیگ کا کردار قائم انداز اور عنان حکومت بھی اسی کے ہاتھ میں رہی، سنی کانفرنس کے اکابر مطمئن تھے کہ مسلم لیگ پاکستان میں اسلامی قوانین کا مفرد نفاذ کرے گی۔ لیکن بد قسمتی سے قائم اعظم کو زیادہ مہلت نہ ملی، وہ جلد ہی اپنے خالق حقیقی سے جڑے۔ ان کا کوئی جانشین ایسا نہ آیا جو اسلامی قوانین کا نفاذ کر کے مسلم لیگ کے سر سے اس قرضہ کو اٹاتا۔ تا حال قوم اس مرد مجاہد کی منتظر ہے۔

حکمر مودے از خیب آید و کارے کند

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مختلف اجلاسوں میں امیر شریف کا اجلاس خصوصی نوعیت کا حامل ہے، اس اجلاس کے انعقاد کی تہنیت کی گئی۔ ایک اخباری اشتہار کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

دربار خواجہ غریب نواز میں ہندستان کے علماء و مشائخ کا اہم فیصلہ

آزاد اسلامی حکومت کی عظیم ترین قربانیاں پیش کی گئیں
از محترم المقام جناب الحاج شیخ محمد عارفین صاحب ناظم اعلیٰ انجمن تبلیغ الاسلام
بجائے محبت و محبت

اسلامی ہند کو معلوم ہے کہ گزشتہ چھ مہینوں میں دس کروڑ مسلمانوں کی مذہبی
مذاہدہ جماعت آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک عظیم اجتماع سرزمین بنارس
میں منعقد ہوا تھا۔ اس ہجم اجلاس میں صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان، پنجاب
پو۔ پی۔ سی۔ پی۔ سی۔ پٹی۔ سدھ۔ سی۔ گال۔ اور تھام کے با اثر مشائخ و علماء
شریف تھے۔ اس اجلاس میں غور و فکر کے بعد متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ
فرزندان توحید کی عزت و حیات کی حفاظت کے لئے پاکستان
یعنی آزاد اسلامی حکومت قائم ہونا شد ضروری ہے لہذا اس عظیم
مقتصدہ کو حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کرنے کی
شد تیاریاں کی جائیں۔

الحمد للہ کہ اس عظیم فیصلے کے ماتحت علم و مشائخ نے طوفانی دورے شروع
کردے ہیں اور انہوں نے اپنے خرائط کی اہمیت کو صحیح طور پر محسوس کر لیا
ہے۔ چنانچہ صوبہ سرحد کے علماء و مشائخ اور آزاد قبائل کے سرداروں کا ایک
اہم اور نمائندہ اجتماع حضرت تقدس نائب پر صاحب ہانکی شریف کے زیر اہتمام
منعقد ہوا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم اپنے محبوب مقتصدہ کو حاصل کرنے
کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کریں گے۔

سر رجب کو دربار خواجہ غریب نواز میں علماء و مشائخ کا
ایک اہم شاندار جلسہ بمقام جمیر شریف

منعقد ہوا ہے۔ اس جلیل القدر اجتماع میں ہندستان کے تمام صوبوں کے
علماء و مشائخ شریک ہو رہے ہیں اس جلسہ میں وزارتِ شن کی تجاویز کے
ہر گوشہ پر گہری تفتیش کی جائے گی اور آزاد اسلامی حکومت کے قیام کے
مناسب پروگرام طے کیا جائے گا۔

خواجہ غریب نواز اجیری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس کے موقع پر دلیان سید شاہ
آل رسول علی خاں سجادہ نشین دربارہ اجیری کی دعوت اور صدارت میں آل انڈیا سنی کانفرنس
کا خصوصی اجلاس ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ جون ۱۹۴۶ء کو اجیری میں منعقد ہوا۔
اجلاس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی، ایک لاکھ سے زائد کا اجتماع رہا۔
شرکاء حضرات میں چند کے اسم گرامی یہ ہیں:-

مولانا ابوالحاجہ سید محمد اشرفی (صدر آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب (ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی (ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا شاہ عبدالحلیم صدیقی میرٹھی

حاجی محمد عارفین صاحب

مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں

مولانا مخدوم میاں صاحب

مولانا نذیر حسین دہلوی

مولانا عبدالحجید صاحب

مولانا محمد عابد القادری بدایونی

علماء کی تقاریر کا موضوع بنارس سنی کانفرنس کی منظور کردہ تجاویز پر اعتماد پاکستان کا

حصول ہوا سبھائی تحریک کے مظالم کے خلاف احتجاج اور نفرت، اعراس مقدسہ کے
کے لئے اصلاحی پروگرام وغیرہ امور تھے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر ہندوستان کے تمام علاقوں میں موجود تھے۔ تقسیم ملک کے بعد تباہ و آبادی میں بعض علماء و مشائخ پاکستان چلے آئے اور بعض اپنی اپنی خانقاہوں، مدارس اور مساجد میں ہی محدود ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اسلامی قوانین کے نفاذ کے وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے سنی کانفرنس کے اکابر نے اپنی سرگرمیاں صرف عراب و منبر تک ہی محدود کر دیں۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں رہ جانے والی مسلم آبادی کی رہنمائی بھی انہی حضرات کو کرنا تھی۔ ملک کی تقسیم کے بعد دونوں حصوں میں موجود اکابر نے اپنے دائرہ کار کو ہنگامہ سیاست سے الگ رکھتے ہوئے روحانی و تعلیمی تربیت تک محدود کر لیا۔

قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان میں موجود اکابر اہل سنت نئی صورت حال پر غور کرنے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مارچ ۱۹۷۸ء میں ملتان کی عظیم درسگاہ و انوار العلوم، میں جمع ہوئے، بڑے غور و خوض کے بعد طے پایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اب نیا نام — تحجیرت علمائے پاکستان ہوگا۔ اور اب صدارت کے فرائض علامہ انوار الحسنات سید محمد احمد قادری خطیب جامعہ وزیر خاں لاہور سرانجام دیں گے اور ناظم اعلیٰ اعزالی دوران سید احمد سعید کاظمی مہتمم دارالعلوم انوار العلوم، ملتان ہوں گے۔ اس طرح حضور اکرم، نور مجسم، شیخ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ۲۳ سال تک (۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۸ء) اسلام کی سر بلندی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو کوششیں آل انڈیا سنی کانفرنس نے انجام دیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب بن گئیں۔ لیکن بد قسمتی سے تاریخ نویس اس عظیم تنظیم کے عظیم کارناموں سے انصاف نہ کر سکے۔

۱۔ ہندوستان میں اس تحریک کو کب تک ختم کر دیا گیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا مقصد حقیقی صرف تعمیر پاکستان تھا۔ دفاعی بریلوی اور ترکیب موالات، ص ۸۰

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس دور کی تاریخ نگار نے دیکھنے والوں میں ایک بریلی تہذیبی لوگوں کی ہے جو قیام پاکستان کے مخالف تھے اور آج تک یہ نظریہ ان کے قلب و ذہن قبول کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے یہ توقع کہ وہ تحریک پاکستان کے مجاہدوں کا اچھے الفاظ میں ذکر کرتے۔

۲۔ اس خیال است و محال است و جنوں

اس سلسلہ میں ایک کوتاہی اہل سنت کی بھی ہے کہ ہم اپنے اکابر کے زیر کار ناموں کو نہ خود سپرد قلم کر سکے اور نہ غیر جانبدار مؤرخین کو اس طرف متوجہ کر سکے جس کا شکوہ بجا طور پر بعض نامور مؤرخین کو ہے۔ بجز اللہ اب غیروں کی اچھاال ہوئی گرد کی دبیز تہیں چھڑ رہی ہیں اور حقائق جیسے غبار سو کر سانسے آ رہے ہیں۔ یہ مختصر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

کے بنیادی نصب العین میں کبھی بھی کوئی فرق نہیں آیا یہی اس کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔ ان خطبات کے پڑھنے سے جو جذبات آسانی سے سامنے آتی ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کیا ہے؟

(ب) آل انڈیا سنی کانفرنس کا نصب العین کیا ہے؟

(ج) آل انڈیا سنی کانفرنس اور دیگر جماعتوں میں کون کون سی باتیں مابہ الامت یاز ہیں؟

(د) آل انڈیا سنی کانفرنس برصغیر میں پیش آمدہ مسائل میں کس حد تک راہنمائی کرتی رہی؟

(۵) آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی سیاسی بصیرت اور جذبہ دینی کی جھلک۔

(و) اسلامیان ہند پر وارد ہونے والے پے درپے مصائب میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کا قائدانہ طرز عمل۔

(ز) دو قومی نظریہ کے ایجاد اور تحریک پاکستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے رول کی بے مثال قربانیاں اور ان جھک جدوجہد وغیرہ۔

بعض طبائع جو ناقہ اندہ فرائض کو انتقامی جذبہ کے تحت ادا کرنے کی عادی ہیں، ممکن ہے وہ ان خطبات میں اپنی حسب پسندین میں نکالیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ دور حاضر کے بعض دانشور یہ بھول جاتے ہیں کہ دین اور ریاست لازم و ملزوم ہیں دین کی جدائی سے سیاست ————— چگیریت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سیاست ————— دین کے تابع ————— ایک رحمت ہے۔ اور دین ————— بغیر سیاست کے رہبانیت ہے۔ دونوں کے حین امتزاج میں ہی خلافت راشدہ کا صحیح پرتو دیکھا جاسکتا ہے ————— مردِ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو تو دوسرے میں تلوار۔

کچھ خطبات کے بارے میں

اس کتاب میں سنی کانفرنس کے عظیم المرتبت قائدین کے چند مقل خطبات ہیں جو انہوں نے مختلف اجتماعات ملی میں ارشاد فرمائے۔ جہاں تک ان خطبات کی مذہبی و سیاسی افادی حیثیت کا تعلق ہے، وہ ایک مسئلہ امر ہے۔ ان میں سے کا ہر خطبہ اور اس کے ضمنی عنوانات بجائے خود ایک مکمل عنوانات ہیں، جو ہر قاری کو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں۔ لیکن ان خطبات کی ایک دوسری حیثیت سنی کانفرنس کے اکابر کے فہمی رجحانات اور فکری میلانات کی وہ سرگزشت ہے جو میدانِ عمل میں مٹی مشائخ و علما کی قربانی و ایثار اور انتقامت و استقلال کی ایسی داستان ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے عمل کی دعوت ہے۔

○ برصغیر میں سنی اکابر جن بڑے بڑے مسائل سے نبرد آزما ہوئے ان میں

○ غیر ملکی سامراج کی گراں بار زنجیریں

○ ہندوؤں کا متعصبانہ رویہ اردن کے مظالم ————— اور

چند مدعیان اسلام کی خود غرضانہ اغراض کے تحت غیر اسلامی حرکات وغیرہ امور سب سے نمایاں اور معرکہ الابرار ہے۔

ان خطبات میں اگرچہ وقتی مقصدیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے، تاہم وقت کی تمام صدائوں، حوادث کے پیہم وار ————— اور مردِ زمانہ کے باوجود سنی کانفرنس

یہ دونوں ایک دوسرے کے محافظ ہیں۔
گفت اگر از رازِ من داری خبر
سوئے این شمشیر و این تیرِ آں نگر!
ایں دو قوتِ حافظِ یک دیگر اند
کائناتِ زندگی را محور اند!

اکابر اہل سنت کے خطبات میں ایسے مقامات بھی آئیں گے جہاں محض سیاستدانوں کو ان کی بے راہروی پر تنبیہ کی گئی ہے اور ایسے کلمات بھی ملیں گے جہاں کسی مدعی اسلام کی اسلام سے بیگانگی یا اسلامی مزاج کے خلاف کسی حرکت پر سرزنش کی گئی ہے۔ یہ مردانِ حُر ایسے قافلے سے تعلق رکھتے ہیں، جو شرعی اور سیاسی تقاضوں کے مطابق قوم کی نہ مروت۔ صحیح رہنا کرتے ہیں بلکہ بقدرِ مہمت اسلامی مزاج کے خلاف سرزد ہونے والی حرکات کا سدبیل بھی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا یہ دوسرا فرض بعض اوقات بظاہر ناخوشگوار محسوس ہوتا ہے۔ مگر یہ حضرات ایک طبیب کی طرح فاسد مواد کی فشانہ بھی اور ایک ماہر جراح کی مانند تیز نشتر سے اس کے اخراج میں کوتاہی نہیں کرتے۔ یہ ناخوشگوار فریقہ ہی صحت مندانہ نظریات کا محافظ ہے۔

ان خطبات کا تعلق اگرچہ ماضی کے انقلابات و حادثات سے ہے، مگر عالمِ گیر صداقتوں کی طرح ان خطبات کی افادی حیثیت آج بھی مسلم ہے۔ اکابر اہل سنت نے اپنے ان خطبات میں قوم کو جو لائحہ عمل دیا ہے، وہ آج بھی قابلِ عمل بلکہ واجب العمل ہے۔ اقتدار کی شکست و رنجیت کے باعث قومی و ملی جذبات میں جو بے جا اشتعال پیدا ہونا ہے۔ ان جذبات کو شاہِ براہِ مقصود تک پہنچانے کے لئے یہ خطبات ایک راہنما سے

کسی طرح کم نہیں۔ بالمخصوص وہ حضرات جن کے پیرو قوی رہنمائی کا فریضہ ہے یہ خطبات اُن کے لئے مثلِ راہ ہیں۔ انہی کی روشنی میں وہ ملی پروگرام طے کر سکتے ہیں۔ ان سب امور کا کرڈٹ اکابر علماء و مشائخِ اہل سنت کو پہنچتا ہے، جن کی سیاسی بصیرت اور دراندیشی پر حالات شاہدِ عادل ہیں۔

اکابر اہل سنت کے ان خطبات کا ایک اور افادی پہلو بھی ہے، اور وہ ہے اُردو زبان کی خدمت۔ سنی علماء و مشائخ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ اُردو — مسلمانوں کی قومی زبان کے طور پر استعمال ہو۔ حالانکہ ماضی میں — غیر منقسم ہندوستان میں — اُردو بدقسمتی سے محکمتِ خدا و پاکستان میں بھی — اُردو کے خلاف گہری سازشیں کی گئیں۔ اس کا درجہ کم کرنے کے تمام حیلے انہی حضرات کے تعاون سے ناکام رہے ان خطبات کا اُردو زبان پر ایک گونہ احسان ہے اور بذاتِ خود یہ خطبات اُردو ادب کے شہ پارے بھی ہیں، اور بعض عبارات تو اُردو نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہیں۔

ان خطبات کو مرتب کرتے وقت آل انڈیائی کانفرنس کی تدریجی رفتار کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس سنی کانفرنس کی فکر و عملی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا۔ گذشتہ صفحات میں شامل محسوس کے علاوہ کوشش یہ کی گئی ہے کہ مشائخِ عظام کے خطبات بھی اصل حالت میں آپ تک پہنچیں۔ اس مقصد کے لئے اکثر مطبوعہ خطبات کے عکس شامل کئے گئے ہیں۔ خطبات کے آخر میں چند اہم تقاریر جو اخبارات میں شائع ہوئیں، وہ بھی درج ہیں یہ تقاریر اگرچہ مختصر ہیں، تاہم سنی علماء کی پاکستان سازی کے سلسلہ میں ان کی مساعی جمیلہ کا ایک دستاویزی ثبوت ہیں۔

الخطبة الاشرفية

خطبہ صدارت شیخ المشائخ حضرت سید محمد علی حسینی شرنی
سجادہ نشین کچھو پچھہ شریف (قرن سوم)
آلے انڈیاسٹے کانفرنسے مراد آباد

۲۰-۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ / ۱۶-۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیاسٹے کانفرنس کے یوم تاسیس کے موقع پر دیئے گئے اس خطبہ میں نہایت
سادگی اور بے ساختگی سے جو امور بیان ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) اعلان حق کے ارکان خمسہ برائت و سموت، عقل و فرائض، استقلال و جماعت،
صبر و قناعت اور تحمل و مروت۔

(۲) حق کہنے میں موانع خمسہ: مادی قوت، منہ مرغوبیت، ملامت و نفرت
سے بچنے کا خیال، جوش کا جذبہ جنوں میں تبدیل ہو جانا، دین کی پاسداری نہ رہنا اور شکم پروری،
دنیا طلبی اور شہرت پسندی کی ہوس۔

(۳) نئے فرقوں کی پیدائش۔

(۴) برصغیر اور بلاد عرب میں مصائب کا باعث۔

(۵) جماعتِ رمنائے مصطفیٰ بریلی اور انجمن خدام الصوفیہ کی پاک و ہند میں خدمات
کا جائزہ۔

(۶) مدرسہ و خانقاہ کا ربط اور اتفاق بین المسلمین کی ضرورت۔

(۷) خالص سنی تنظیم — آل انڈیاسٹے کانفرنس کا نصب العین اور نظام عمل
آئندہ صفحات پر ”خطبہ اشرفیہ“ کا وہ عکس دیا جا رہا ہے، جو ماہنامہ اشرفی
دکچرہ چھ شریف، شوال المکرم ۱۳۴۳ھ میں شائع ہوا۔

المخطبة الاشرفية

یعنی خطبہ صدارت شیخ المشائخ امام الاولیاء سند الاصفیاء حضرت مولانا مولوی
ابو احمد سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی صاحب سجادہ کچھوچھ
مقدسہ ضلع فیض آباد جو آل انڈیائی کانفرنس کے اجلاس ادا آباد میں چھایا گیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمْسُتْ بِاَنَّاكَ موجود و جَبِيْكَ محمود و مِنْ اَبْنِیْهِ مَسْعُوْد و اَمْسُتْ بِاَنَّاكَ
مَشْهُوْد و دُوْخِكَ مَفْقُوْد و مَنْ خَالَفَ خَبِيْكَ فَهُوَ مُرَدُّ و دِیَا سَبُوْحٌ یَّا قَدْ و مِنْ اَبْنِیْهِ
یَا وُدُّ و دَصْلٌ و سَلَمٌ و یَا رَحْمَةً عَلٰی اَحَدٍ مَّحْمُوْد و اَفْضَلٌ مَوْلُوْدٌ مِیْدَا و مَوْلَانَا مَحْمُوْدٌ
ظَلَّ الوجود و عَلٰی اللہ و صَحْبِهِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ لِلْحَقِّ و اَلْمُحْدُوْدِ

اما بعد۔ معاصر بزرگوں اور اعلیٰ علم شریعت کے علمبرداروں سے پیارے سنی بھائیو اور میرے اشرفی
عزیزو میں اپنی تقریباً ہشتاد سالہ عمر کے جن مبارک ساعت میں آج پہنچا ہوں اوسکو اگر میں اپنی
نصف صدی مدت کی تئناؤں اور رات دہائیوں اور زاریوں کا نتیجہ کہوں تو بالکل بچانہ
ہو گا میرا اشارہ آپ کے اوس شاندار جلوس اور رشوت استقبالی کی طرف نہیں ہے جسکو
آپ نے آج اس فقیر کی آمد پر جوش و خروش کے ساتھ کیا تھا اور جسکا نتیجہ آپ کی ہمان نوری
اور فیضانوں کی حیرت افزائی کے سوا کچھ نہ تھا اور جسے میری شخصیت میں کسی دینی حیثیت
کا اضافہ نہیں کیا اگر میرے مقاصد میں جلوس استقبالی کا کچھ حصہ ہوتا تو آج میں کلکتہ میں
ہوتا جان لاکھوں مسلمانوں نے غیر معمولی اہتمام سے بے مثال جلوس کا حیرت افزا نظارہ کرایا تھا
اور اوس مقام کو چھوڑ کر کئی سو کس کے فاصلہ کو طے کر کے دوڑا ہوا مرد آباد نہ آتا مگر میں جلتا

ہوں کہ میرے لیے نفع اسی میں ہے کہ آج کی مقدس نشست میں شریک ہو کر اہل علم اور
 باعدا حضرات سے فیضیاب ہوں اور یہی جذبہ ہے جو مجھ کو میان کھینچ کر لایا ہے اور میں اپنی
 کامیابی پر سچے نازان ہوں ہر حال میں آپ کے اخلاص و محبت کی عزت کرتا ہوں آپ کا سچا
 دُعا گو ہوں کہ آپ کی پاک اور بے لوث نیت کا قرہ حق سچا نہ تقابلے آپ کو عطا فرمائے اور
 اور آج میں اپنے اس درد کی کہانی آپ کو سنا تا ہوں جو نصف صدی کی عمر لکھتا ہے یا یوں
 کہنے کہ ایک ہشتاد سالہ ضعیف و ناتوان کا تجربہ ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ اپنی حیات
 کا دور قریب قریب ختم کر چکا ہوں اسلئے آپ سے امید ہے کہ اس وقت کی باتوں کو میری وقت
 سمجھ کر آپ سنیں گے اور بلا خوف و تردد لائق حق کوئی اور حق پسندی کا آپ حلف اٹھائیں گے
 میں نہایت سادہ الفاظ میں اپنے واقعات کے تذکرہ کو آج سے شروع کرتا ہوں اور آپ
 بوجھتا ہوں کہ اس مجلس میں حاضرین جلسہ کون لوگ ہیں۔ اس سوال کا جواب صرف
 اس قدر ہے کہ سادات و شیوخ و خواتین و غیرہ جو مجھے جی طور پر پورے سنی ہیں اور نکاحی مجمع ہے
 اور شرکاء میں زیادہ حصہ اون لوگوں کا ہے جسے آباؤ اجداد بیرون ہند کے رہنے والے تھے جن
 خود اون دور افتادہ لوگوں میں سے ہوں جکا کرہ زمین پر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں المذہب کے
 گھر میں مسکن ہونا چاہئے تھا یا کم از کم جیلان و بغداد میں رہنا چاہئے تھا مگر آج اپنے
 اجداد کی قبروں سے دور اس تاریک ملک میں پڑا ہوں۔ اب آپ ذرا دل و دماغ پر
 زور دیجئے اور اس پر غور کیجئے۔ کیا پیارا وطن محبوب گھر اپنا مقدس میراث آبائی نورانی
 گوارہ جسے کون چھوٹا اور ایسا اجنبی ملک میں ہم خوشی کے ساتھ کیوں چلے گئے اس
 سوال کو آپ جتنے سوچیں گے اسی قدر آپ اپنے ایمان ثابہ سے قریب ہوتے جائیں گے
 اور دہم سلوک کی ایک ایک منزل طے کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حقیقی جواب تک پہنچیں
 یہ آپ ان خلیوں کا نظارہ دیکھیں گے کشف و شہود کا نام خدا رسی و ولایت ہے۔ یعنی
 وہ سوال جو آج اس مجمع میں اٹھا ہے اس کا جواب وہ واقعات ہیں جنکی ابتدا آج سے
 تیرہ سو برس پہلے تھی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عرب کی تاریخ ان شب و بچہ کو شرمندہ کرتی
 تھیں اور اس خطہ پاک کی جاہلین ضرب المثل ہو گئی تھیں یہ ٹھیک ہے کہ یورپ کی وحشت
 ایشیائی بت پرستی افریقہ کا عذوبہ بھی حد سے متجاوز تھا مگر عرب کی اندھیر نگری کا وہ عالم تھا
 کہ وہ زمین میں اوپر حسرت و نفرت کی بوجھار پڑتی تھی اور کسی قلب میں ادنیٰ انسانیت

تسلیم کرنے کی گنجائش نہ تھی یہاں تک کہ وجود مطلق کی تخلیوں کے تنوعات و تعینات کی گنجائش
 نہ ہو مین شان جمال کی گھنگور گھٹائیں تمام عالم پر اوٹھیں اور رحمت کا بھرن ہر انسان
 سیما ہی دور ہوئی تار کی پھٹ گئی صبح ہوئی اور دیکھنے والوں نے اپنی آنکھوں سے
 دیکھا کہ عرب کے افق اور فاران کے مطلع سے ایک بینظیر آفتاب قرب و غور شہد مجہوبیت
 چمکا جسکی نورانی کرنوں اور شعاعوں نے تمام عالم کو روز و روشن کر دیا اور جسکی گرمی کا
 نظارہ آج بھی کر لو کہ زمین کے چہ چہ پر کمال اللہ کمال اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی دھوم ہے ایک سایہ الہی ہے جو عالم کے سرور پر جلوہ فرما ہے اور
 جس سایہ کی وسعت بڑھتے بڑھتے آج بھی ماکان و مایکون کو محیط ہے یہی نل ہے
 جسک درازی پر شان ربوبیت مہا بات فرماتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے اھل قرانی
 سجدت کیف مد الظل بیٹے قادر و قیوم نے اپنے بندوں پر رحم فرمایا اور اپنے بنائے کی
 لاج رکھی کہ اپنے پیارے سید المرسلین خاتم النبیین اس سخن دینا کے صدر نشین حضور پر نور
 بیت عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجا اور حضور کی افضلیت
 مطلقہ و مجہوبیت خاصہ کے حضور عرش سے دشمن تک نے نکال دیا نہ زندی سر جکا دیا
 پھر کیا تھا ظلمت کا فور ہو گئی۔ ابر کی کی جگہ نور حزن و ملال کے بدلے امید و سرور نے جگہ
 پائی سعادت مند و صبح حلقہ بگوشی کا عہد کرنے لگیں جاہل عالم ہو گیا بزدل بہادر
 کر دیا گیا اور جزیرۃ العرب کی خوفناک حالت اوسکے اس وقت سے بدل گئی جو لوگ
 چوری دیکھتی، بیچائی، خونریزی، بت پرستی، شراب نوشی بے امنی کے عادی ہو رہے تھے
 وہی لوگ بے حرصی، عدل پسندی، جاداری، توحید پرستی، خدے قدوس کی ماضندی
 و با امنی کے مثال بن گئے جس قوم کے افراد کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا اوس قوم میں صدیق اکبر
 فاروق اعظم، ذوالنورین، حیدر کرار ہو ہو کر نکلے جکا نام ادب سے لینا حق پرستی کا
 جزو لا ینفک ہو گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ وارضوا ہم عنہ۔

ان توحید کے متوالوں شیع رسالت کے پروانوں حق پرستی کے دلدادوں کے
 قدوس کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والوں کی حیات کا سطح نظر اور زندگی کا مقصد غرق
 سے ہٹ کر صرف اعلان حق ہو گیا اور انہیں وہ اپنے کو زیادہ کامیاب باور کرتا تھا
 جو اعلان حق میں زیادہ حصہ حاصل کرتا تھا چنانچہ یہی جذبہ تھا جو توحید کا لغو مکہ معظمہ کے

گیون اور مدینہ طیبہ کے کوچوں ہی میں چکر کھا کر نہیں دگرا بلکہ جریرۃ العرب سے مکمل تمام دنیا
 وافریتہ و یورپ عرض ارض مسکونہ میں پھیل گیا اور اسلامی بحیرہ کی آواز از پشت
 یورپ کے ایوانوں اور افریقہ کے صواوین اور ایشیا کے پہاڑوں سے آنے لگی ہرگز
 ہوا برکات توحید ساتھ لاتی اور ہر مشرقی ہوا اسکا شاندار استقبال کرتی ہشتا ہزار
 کے قلم کتابوں کی مطہرین علوم کی روشنیان جو اوت کی شرفیابان بلکہ سمندر کی موجیں
 پہاڑوں کی چوٹیاں ریختان کے ذب سواحل کے دندل بلکہ نیزہ کی نوک تلوار کی لہر
 گھوڑوں کی ٹاپین اور توپوں کی گرج کا دوا حاقض یہ تھا کہ اعلان حق کی رفاقت
 کرین اور اسلامی صداقت کے عزائم سے رطب لسان رہیں ہی اعلان حق کا خد
 تھا جسکے نشتر نے توحید و رسالت کے متوالوں سے گھر بار عزیز و یار سب کچھ بھڑایا اور
 دینانے دیکھا کہ حق پرستوں کا گردہ عرب سے ٹکرا دینا میں پھیل گیا کیا حق اور مسکونین
 پہچانتے جو عرب سے جنت آیا اور بیٹھے بڑھے جس سے سر زمین ہند میں اگر اعلان
 حق کا فرض ادا کیا اور اپنی قوت صداقت سے بڑے بڑے ہندو آتماؤں کے زور بازو
 اور شجاعت کے عزو کو کا کرین ملا دیا جیسر دارا بجیر شریف کا تقدس قیامت
 تک گواہ رہیگا۔ درحقیقت اعلان حق کا نسخہ وہ کیفیت نہیں ہے جسکو دنیا کی کوئی قوت
 اوتار سکے یہی سرور تھا جسے حضور غوث العالم محبوب بزوائی تارک السلطنہ محمد
 سلطان سید اشرف جانیگر سنائی کو سمنان کے آزاد تخت و تاج سے علیہ و کر کے
 ہندوستان سے ایک بیات کچھوچھ شریفین بٹھا دیا اور آج اس بارگاہ
 بیکس پتہ کی عظمت محتاج بیان نہیں ہے اعلان حق کرنے والے تہا آئے مگر اپنے
 صداقت کی بدولت یہ دیکھا کہ توحید و رسالت کے دلدادوں کی جماعت اوپر
 بٹھا اور ہو رہی ہے ایسی جماعت جسکا ہر فرد بجائے خود تبلیغ کا سرچشمہ بنا ہوا تھا
 مجھے اب اسکے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان اعلان حق کرنے والوں کا نام تھا
 اور اسی جذبہ نے قوم مسلم کو عزت دی تھی بیان اتنا اور بتاؤں کہ اعلان حق کی
 استعداد اس طلب میں پیدا ہوتی ہے جس میں جرأت و ہمت عقل و فراست دین
 و دیانت استقلال و شجاعت صبر و قناعت تحمل و مروت موجود ہوا اور اگر انہیں
 سے کسی ایک کی بھی کمی ہے تو اعلان حق صحیح معنوں میں ایک امر محال ہوا اگر آپ

خدا کے قدوس ہی سے ڈرتے ہیں اور اپنی عقل و فراست سے خطرات و ممالک سے
 اپنے کو بچا سکتے ہیں دین حق و دیانت صادقہ سے ایک ایچ ہٹنا آپ کو گوارا نہیں
 ہو ظاہری ناکامیاں آپ کی پامردی کو متزلزل نہیں کر سکتی ہیں اور مصائب کی
 تاب آپ میں موجود ہے اور انتقام پسندی کے بجائے آپ جہنم مروت رکھتے ہیں
 تو آپ کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ آپ با ایمان ہیں اور آپ کی کامیابی دہریزی کا ازلی
 وعدہ ہو چکا ہے انہو کما اهلون ان کملو مومنین بر خلافت اسکے اگر آپ کا دل
 مادی قوتوں سے مرعوب ہو چکا ہے یا اندھیر نگر کی حالت میں جاہلون کی ملاست
 اور کیشتوں کی نفرت سے بچنے کا خیال چاہے یا جو شش کا درجہ جو تک پہنچ
 چکا ہے یا دین کا پاس اور دیانت کا لحاظ معاذ اللہ باقی نہیں رہا یا نا کلین
 کو یاد کر کے مسکتہ طاری ہو جاتا ہے یا شک پروری اور دینا طلبی مد نظر ہے یا شہرت پسندی
 و انتہا رجاہ و جلالت مطلوب ہے تو آسمان کے تارے اور زمین کے ذرے گواہ ہیں
 کہ اسکا نتیجہ دارین کی رو سیاہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جب تک قوم مسلم میں
 صفات خمسہ مذکورہ کا وجود تھا اسوقت تک اعلان حق کا عروج کسی پر پوشیدہ
 نہ تھا یورپ کے سلاطین ہماری رضا جوئی کے درپے تھے اور ایشیا کی قوم ہماری
 اطاعت کی خواہشمند تھی اور افریقہ کا صحرائی ہماری غلامی پر نازان تھا یا نہنگ
 کہ بساط عالم کا رخ باد قحط سے پلٹ گیا اور جذبات صداقت بر حملہ آور وہ قوم پیدا
 ہوئی جسکا بھی خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ طیبہ پر پڑھ کر اسلامی تنظیم و اجتماع
 کے خلاف عروج و بغاوت کا مادہ پیدا ہوا اور اسقدر پھیل کر جسکی داستان غم
 برسومین ختم ہو گئی۔

ابھی کم و بیش تو برس کی بات ہے کہ نجد کے مشہور جن جنیز ملک میں ابن عبد الوہاب
 نے قوہب کی بنیاد رکھی اور دیکھتے دیکھتے اسکا اثر ہندوستان میں پھیل گیا۔ دہلی میں
 اسکا خم گھایا گیا اور اسکی پرورش اس شان سے کی گئی کہ اس کے اثرات کی تجارت
 اب علامتہ دیوبند میں ہو رہی ہے انکی شرک فروشی و بدعت فوشی کا یہ حال ہو کر رہا ہے
 پر قشعہ لگائے۔ گائے کی پرستش کرنے بھر رسول پر مشرک کو بٹھائے قرآن و رامائن کو
 برابر رکھ کر گشت کرانے کیشتی کے پند اہل بجائے وغیرہ پر انکی زنا میں کوئی اور قوت ملتا ہے

سعدوم ہو جاتی ہے مگر میلاد شریف فاتحہ عرس کے خلاف زہراؤ گئے کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں زمانہ رسالت سے لیکر آج تک سب مشرک ہو جائیں انکی بلا سے مگر انکی فرقہ بندی کا شکم بھر رہے مثل ہے مصرعہ بدنام اگر ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا چنانچہ دربار رسالت میں کسری سڑی گالیان اور دربار الوہیت میں شرمناک منہ زور بیان دکھا کر کفرستان ہند کے شیخ و امام یا یون کو کفر و جہنم کے صدر نشین بنائے اور ہزاروں ذلتوں اور رسوائیوں کے باوجود نہ توفیق تو یہ میسر ہوئی نہ اسی قاعدہ کو بدلا کر جو انکو مانے وہ مسلمان ورنہ مشرک بدعتی ہے ان جنت و دوزخ سے ادا مانے چھٹیکہ اور نکو دیکھ کر قادیان میں ایک شخص کو بلند پروازی سوچی اور وہابیوں نے مسئلہ امتحان نظیر میں جو کمائی دکھائی تھی اسکو وہ لے اور انور نبوت کا دعوے کر بیٹھا دوسرے طرف چکر لایوں نے سرا وٹھایا اور ابتداء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انکار کر دیا کچھ لوگ وہابیت کے ساتھ ساتھ تقلید پر بد لگا بیان دکھا گئے غرض ایک اندھیر چم گیا اور شور و غل اسقدر بڑھ گیا کہ اعلان حق کی آواز کا امیناز دشوار ہو گیا اسلام کے اس نازک وقت میں علما اکرام و علم برداران تربیت کے لیے جا بزنہ تھا کہ وہ اسکے دفاع سے غفلت برتیں اور اس ننگ کو نہ زخافل کر دیں بلکہ واقعات کی نشوونما اس انداز پر تھی کہ ائمہ شریعت و حاطان دین کی فہماری اسطرت برٹھ گئی تھی اور اعلان حق کا فرض ان مرتدین کی بجگنی میں محدود ہو گیا تھا وقت کی نزاکت اسوجہ سے زیادہ بڑھ گئی تھی کہ مسلمانوں کے پانچوں صفات جمدہ میں کمزوری آگئی تھی اور بعض صفات جمدہ کا تو بالکل فقدان ہو گیا تھا اسی اعلان حق کی جرأت ہونا درکنار اسکی طرف سے غفلت بلکہ معاذ اللہ نفرت سی آگئی تھی اور درمندان اسلام کو کلمۃ الحق کہنا دشوار ہو گیا تھا کہ پھر اسی خدا کو قدوس نے ہماری حالتوں پر رحم فرمایا جس نے اسلام کو انٹ قانون قرار دیا ہے چنانچہ ہندوستانیوں نے دیکھا کہ بدایوں میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور رامپور میں حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کنوین حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و غیرہ اور سرزمین بریلی پر ایک حق گو حق پرست اور حق شناس ہستی تھی جس نے بلا خوف

لومتہ اکم اعلان حق کے لیے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا اور قوم کے تفرقوں سے بے پرواہ ہو کر اپنی اوس شان امامت و تجدید کو عرب و عجم پر روشن کر دیا جسکی عظمت کے سامنے اعدائے دین کے کلیجے پھراتے رہتے ہیں ملکا خارہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مائے حاضرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ہے جسکے فراق کے میرے بازو کو کمر درد کر دیا اور مسلمانوں کو جنگی وفات نے بیکس و نا تو ان کر دیا۔ (آپ لوگ عقیدت کے پھول اسوقت پیش کریں اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اسکو ثواب مولانا کی خدمت میں دے کر کریں)

اس امام وقت کی وفات اسلامی ہند میں کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ اس عظیم انقلاب کا پہلا واقعہ تھا جسکی گردش میں آج ہم آپ پریشان ہیں مسلمانوں کا افسوسناک جو دیورپ کی حریصانہ نظر اعدائے اسلام کی بلند پروازی کا ارتقاء اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اگر بیرون ہند اسلامی حکومت کے حصے بجز تقسیم کرنے پر وہ دشمن قوین تلی ہوئی ہیں جسکو ہماری کفش برداری نے تاجدار کر دیا تھا اور آج حرم پاک کے بیگناہوں کے خون سے اوس سفاک و ظالم ابن سعود کا ہاتھ رنگین ہو رہا ہے جیسر دارالاسلام کا داخلہ حرام تھا۔

تو اندرون ہند وہ بیڑ پھڑ چیلے مٹی سے ڈرنے والی قوم مسلمانوں کے ایمان بر حملہ آور ہے اور سنگھٹن شدھی و جبرہ کا حربہ لیکر ان بہادر و نکو مادہ پرستوں نے ڈرنے کی دھمکی دی ہے جو ہمالیہ کی چوٹیوں کو ہزار برس سے پامال کر رہے ہیں وہ ہمالیہ جسکے کٹر پیچھے کو یہ لوگ مجبور بنائے ہوئے ہیں پاکم از کم روح و مادہ کی بھول بھلیان اور نتناج کے چکر میں سرگردان ہیں اور جسکی فطرت میں غلامی و موت پرستی ہمیشہ سے تھی اسطرح شفیق ابن سعود کی سفاکیوں اور بیجا یوں کو دیکھ کر ہندی وہابیوں نے مسلمانوں پر فقرے کسنے شروع کرے ہیں اور اب علانیہ اوس توہم و تجدیت پسندی کو کہا جاتا ہے جسکو امام اہلسنت کے زمانہ میں کہتے ہوئے شرم آتی تھی کیا غضب ہے کہ اعلیٰ حضرت غازی اسلام امیر امان اللہ خان زمانہ آغا افغانستان خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ ایک مرتد قادیانی کو بحکم شریعت قتل کر کے سنت حدیقہ کی مثال قائم کرتے ہیں اور عالم اسلامی اسکی واقعہ پر مبارکباد

کہ رہا ہے مگر ہندوستان ہی وہ مقام ہے جہاں دنیا بھر کے ٹھیکے دار بستے ہیں چنانچہ وہ گنتی کے لوگ جنھوں نے اسلامی سلطنت پر بیجا انداز سے ناجائز حملہ کیا تھا وہ ہندوستان ہی کے تھے ابن سعود ایک فرضی و خود ساختہ جعلی "مؤتمر اسلامی" کی دعوت موجودہ زمانہ کی مشہور کاریوں کے لیے دیتا ہے اور دینا ہے اسلام اور اسکی صدا کو شور و غوغا و خروش کے برابر بھی نہیں سمجھتی مگر ہندوستان ہی وہ جگہ ہے جسکے ساحل بمبئی میں صرف ایک شخص نے بطور خود مدعو بنکر اپنے ساختہ پرداختہ تین ہینٹوں کو شرکت جلسہ کے لیے روانہ کیا اگرچہ انکے لیے داخلہ حرم ازل سے معتبر نہ تھا اعلیٰ حضرت محی الاسلام زمانہ اولے جدر آباد کے زیر نگین ایک اتفاقی سبب سے ایک تنہا نہ ہندم ہو جاتا ہے اور اسکا معاوضہ سلطنت زیادہ سے زیادہ دے رہی ہے مگر وہ ہندوستان ہی کا ملک ہے جس میں اتناک مخالفت کی آواز بلند کی جا رہی ہے بلکہ الحاق برار کے جیسے ضروری مسئلہ سے اسلئے لوگوں کو ہشایا جاتا ہے کہ تنہا نہ کے عوض کوئی مسجد کیوں نہ ہندم کرادی گئی یعنی ترکوں کے نظام عمل پر نکتہ چین۔ ہاشمیہ کے عروج کا خالفت۔ افتخاریوں کے امور داخلہ پر معترض احترام حرم پاک کا دشمن عرض دنیا بھر کا ٹھیکیدار ہر معاملہ میں ہندوستانی ملتا ہے آخر یہ کیا ہے؟ اسکا جواب صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں نے اپنا فرض فراموش کر دیا ہو یا دین میں رہا کہ ہم ہندوستان کیوں آئے تھے ہم نے دینداری تجارت۔ ملزمت وغیرہ ہی کو مقصود اصلی قرار دیدیا اور اسکا خیال نہ تھا کہ اس قسم کے حوص نہا میں ہرگز یہ قوت نہ تھی کہ ہم کو ہمارے بابرکت گھر سے علیحدہ کر دیتی اگر راحت دنیا کوئی چیز قابل قدر ہوتی تو گروہ انبیا سلاطین وقت ہوتا اور کربلا کی انجمن جلتے جتے ریگستان پر قائم ہوتی اور ہم تو اپنی کہتے ہیں کہ بغداد کا راج اور رستمناں کا تخت و تاج چوڑ کر آج ہندوستان کی مشکلات کو اختیار نہ کیا جاتا مگر ہمارے بزرگوں نے اپنے نظام حیات سے اس حقیقت کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا کہ مسلمانوں کے سفر و قیام کا صرف ایک مدعا ہے اور وہ اعلان حق ہے مگر ہماری فراموشی اور غفلت کی انتہا ہے کہ صفات عموہ آہستہ آہستہ ہم سے بخت ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے قفر و وحشت کا افسوسناک منظر ہمارے اعدا کو شہ سے دے کر او بھار رہا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اب بھی ہندوستان میں مشائخ کرام و

و علما و عظام کی مبارک ہستیٰ موجود ہیں جسکی برکت سے اس تاریک ملک کا زمین و آسمان قائم ہے مگر سب کا شیرازہ اس طرح بکھرا ہوا ہے کہ ہر ہستی کے مقامی اثر کا پھیلاؤ ایک درجہ پر جا کر محدود ہو گیا ہے اور وہ اپنے تمام نمایاں کاموں کا تنہا ذمہ دار ہو کر رہ گیا ہے اور اب بھی مسلمانوں کا بڑا گروہ انکے برکات سے محروم ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ آریوں اور مشرکوں نے نذر ہو کر ملکائے کے علاقہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو اقرار کرنا پڑا کہ انکے سایہ عاطفت سے یہ ملک برسوں سے علیحدہ پڑا تھا اس موقع پر میرا فرض ہے کہ اگر انجمن جماعت رضائے مصطفیٰ ابرہی اور مریدان انجمن خدام الصوفیہ علی یوم سیدان خلیع سیالکوٹ کو دلی مبارکباد و رون جنھوں نے قوم کی طرف سے ملامت کی بوجہ رہوئے پر بھی ایک منٹ کی تاخیر نہ کی اور وقت پر پہونچ کر مشرکین کے پر غرور سر کو پھل کر کھدیا جب اشرفی جھنڈا اس علاقہ میں پہونچا تو جیسے خود جا کر اس منظر کو دیکھا کہ کام کرنے والوں کی دشواریاں اس درجہ بڑھی ہوئی ہیں جنکا تصور بھی گھر بیٹھے دیکھنے سے ممکن نہیں ہے۔

ماہ مبارک ہے گرمی کی شدت ہے پانچ پانچ دس دس کوں کا پایادہ سفر ہے نظارے لیے چنا بھی کبھی میسر نہیں ہے مگر عزم و ثبات کا یہ عالم ہے کہ ہر خار راہ ان مجاہدین کی نگاہ میں گل و ثنائی نظر آ رہا ہے ایک ایک فرد کی دولت ایمان کو بچانے کے لیے اون اون مصیبتوں کو برداشت کیا گیا ہے جسکی داستان بہت طویل ہے لیکن کیا ہماری ہمتی اور قیامت خیز ہمتی اس سے بڑھ کر ہو سکتی ہے کہ وہ متدین اور کارکن جماعت آج اپنی ذمہ داریوں سے اسلئے علیحدہ ہو رہی ہے کہ مالی ناداری نے اسکو کھو کھل کر دیا ہے اور اب اسکو ایک قطرہ پانی کا پلاسے والا ہندوستان میں نہیں ملتا انجنوں کے بننے بگڑنے کا تماشہ تو ہندوستان کا روزمرہ ہو رہا ہے اور دنیا طلبی کے کاموں میں بھی مذہبی رنگ پیدا کرنا ایشیائی مذاق کا ایک کھیل ہے کل کی بات ہے کہ ترکوں کے نام پر کمیونیوں کی اس قدر بھرم مار ہو رہی تھی کہ نام کا ملنا دشوار ہو گیا تھا کھینچ تان کے آدے سے اپنے مہراج بننے کو بھی ترکوں کی خدمت قرار دیا تھا اور بڑا لطیف تو یہ ہے کہ ترکوں کے سبب ہندوستان آنے کے وقت بھالے کھدینے پر آمادگی دکھائی اور اسکو ترکوں کی خدمت بتایا مگر آخر دنیا فانی دینا کے اعراض فانی ایک ایک

کر کے خود بخود ساری کیٹیاں معدوم ہو گئیں اور اب اس مسیح خزانہ کے سوا کچھ نہ رہ گیا جو عزیز مسلمانوں کا پیٹ کا ٹکڑا جمع کیا گیا تھا ان انجمنوں کے اعراض و مقاصد سے علیحدہ ہو کر اگر کوئی فن کے اسباب پر نظر کرے تو صرف یہی پاوے کہ ان صفات خمسہ کا فقدان تھا جس کے بغیر یہ کہ چکا ہوں کہ اعلان حق ایک مجال امر ہے اول تو کسی میں جرأت و ہمت نہ تھی اور عقلی تو عقل و فراست سے وہ خالی تھے اگر تدبیر بھی تھا تو دنیا و دیانت سے واسطہ نہ تھا اگر کسی کو دین کی بھی لاج تھی تو مزاج میں استقلال نہ تھا اور صبر و قناعت کا کیا حال لکھوں کہ مہری کے بعد بالخصوص جلیانہ کا وضعہ اور بے بنیاد اسکے باوجود چنانہ کا جائزہ لینا حرام اور اس کے موثر کا خرچ دریافت کرنا جرم ہو گیا تھا۔ عقل و مروت کے فقدان پر یہی کافی دلیل ہے کہ اپنے ناصح مہربان پر اس نے خزانہ ان کا کام تھا لہذا ایسے کاموں کا او بھر کر دب جانا مقام جہت نہیں ہے۔ ان قحب اسکا ہے کہ ایک بھری و باہمت عقل و دیندار و متدین مستقل المزاج و شجاع صابر و قانع متعل و مروت جماعت خالص دینی مذہبی تبلیغی کام کرتی ہے اور صرف مانی تاداری اس کے بلند حوصلوں کے راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ پیارے عزیز و اگر ہم اس حالت میں ہوں اور ہم پر قیامت برپا کر دی جائے اور سب سے پہلا سوال یہ ہو کہ اعلان اسلام ملکیت اسلامیہ کی دھجیان اوڑھائے تھے ابن سعود نجدی حرم پاک کی بھرتیاں اور عہدات عالیہ کو منہدم کرتا تھا عراق و حجاز یعنی مقدس جزیرہ العرب کا احترام خطہ بین تھا۔ تھا ہے پڑوسین و ہابیوں کا زور شور اور ان کے فتوؤں کا بازار گرم تھا قادیانیوں کی بد زبانیاں بڑھی ہوئی تھیں آریوں کا حلد روز بروز بڑھتا جاتا تھا اس وقت تھے اسے اسلام کے مدعیوں اسے حسین مظلوم کے سو گوارو اسے غوث پاک محی الملک کے پیارا مند و اسے خواجہ ہند معین الملک والدین کے حلقہ گوشلے خواجہ نقشبند ناصر الاسلام و المسلمین کے غلاموں یورپ کی دراز دستیان ابن سعود کی سفارت و ہابیوں کی متد زوریان قادیانیوں کی بے لگامیان آریوں کی چیرہ دستیان و ہابیوں نے ہو کر تھے جیسے تھے ہوتے طریقیہ پر کیا گیا تھا اسے اعمال سے ٹکوسنی قادری حششی نقشبندی ثابت کر دکھایا یا یہ کہ تھا سے کر توت نے تھا سے دعوے کو منہ فر دیا۔ پیارے عزیز و یہ سچ بتاؤ کہ اس سوال کا جواب ہمارے پاس کیا ہو گا

جماعت رضائے مصطفیٰ اگر اپنی کارہائے نمایاں دکھا کر بہری ہو گئی تو اس سے ہمارا کیا بھلا ہو گا لہذا امر یہی پہلے تو یہ کرنا اور قیامت آئیے پیشہ تو شہ جمع کرنا جماعت کی ہمت کو اپنی بنا ہی کا مقدمہ سمجھو اور اسکو دائمی حیات سے مطمئن کرو دینیہ آپ کا وقت بہت زیادہ ضائع کیا اور اب میں مختصر لفظوں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ہماری تاریخ کی رستا اور انتہا میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے وہ آپ پر ظاہر ہو گیا اور آپ نے سمجھ لیا کہ اس مصیبت کا خاتمہ اسی بر موقوف ہے کہ منتشر قوتیں یکجا کر دی جائیں اور خانقاہ و مدرسہ سے لیکر عزیز مسلمانوں کے جھوپڑے تک کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا جائے اور اپنی تمام ملکی قوی مذہبی امور کی باگ اس طرح حضرات علماء کرام کے مقدس انجمن میں دیا جائے جس سے سرکاری کی مجال کسی میں باقی نہ رہے ہم نہایت آزادی کے ساتھ توپ کے دھانے کے سامنے کفر پسندوں کی نفرت سے بے پرواہ ہو کر "اعلان حق" کریں کیونکہ اعلان حق تیرہ سو برس سے صرف ہم مسلمانوں اور خالص سنیوں کا کام کر رہا اس میں کسی دہائی کا دینی کا گندھوی وغیرہ کا کوئی حصہ نہیں ہے اسی درد نے ہمارے فرزند روحی و برادر ایمانی استاد فاعلم مولانا حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب اشرفی جلالی کو بچپن کر دیا اور یہ ان کے جذبات صادقہ کی ادنی کشش ہے کہ پنجاب سے بنگال تک کے ہر تصویر کا مسلمان آپ کے سامنے موجود ہے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے دست ہمت و کارپردازی پر بیعت کرنے کو تیار ہے۔

پیارے سنیو! یہ کانفرنس آپ کی تنظیم و اجتماع کی بہترین صورت ہے اور عالم اسلام میں ہماری واحد نمائندہ جماعت ہے اور اس کے اعلیٰ مقاصد میں ہماری اون مصیبتوں کا دفعہ بھی داخل ہے جو محض قرض کے نام سے ہماری مالیات کو کمزور کر رہی ہے۔ ہمارے ہندو داریں کی یہ اپنے شان کی ایک ہی کانفرنس ہے اور تمام سنی انجمنیں اس میں منضم ہو گئی ہیں اس کے ماتحت صوبہ کانفرنس ضلع کانفرنس تحصیل کانفرنس کا جلد سے جلد قیام سنیوں کے بازو سے عمل پر فرض ہے۔

میں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام ملکہ میں سنا تھا اور اس کے مقاصد حسنہ کو معلوم کر کے ان تاریخوں کا چینی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا مجھے جو علم کھائے مجھ کو اتنا ہے وہ یہ کہ اس مبارک بنیاد کے وقت میری عمر کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے

اس طرح جھکو گھبرایا ہے کہ میں آپ کا ایک عضو معطل ہو کر رہ گیا ہوں اور سخت شرمندہ ہوں کہ اس مقدس عریک کی کوئی تدریش کر کے میں حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتا ہوں۔

ان میری انہی برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں جنکی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کریں گے تو ہفت، تیسیم کی تاجداری بیچ نظر آئے گی یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے جسپر جھکو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہوگا جسکو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا لیکن آج اعلان حق کے لیے میں اپنی ساری کمائی تذکرہ کر رہا ہوں میرا اشارہ پہلے اپنے تحت جگر دونر العین مولانا الحاج ابوالمحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی پھر اپنے نواسہ و جگر پارہ مولانا الحاج ابوالمحمود سید محمد محدث اشرفی جیلانی کی طرف ہے جن دونوں کی ذات میری ضیعی کا سرمایہ ہے میں آج ان جگر کے ٹکڑوں کو تدریش پیش کرتا ہوں کہ اعلان حق میں حیات کی آخری ساعت تک سنت و اہل سنت کی خدمت جو پسر دی جائے اس میں میری تربیت و حقوق کا حق اور اگر دین۔

اسید کہ آپ ایک متوکل و درویش کی ناچیز نذر کو قبول فرما کر مجھے رب کی سرکامین سرخرو فرمائیں گے اور آپ یقین رکھیں کہ میری رات دن کی دعائیں آپ سے جدا نہ ہوں گی اور آپکا درویشی سے کبھی نہ چاہینگا۔

اے میرے پیارے سینو! خدا کرے کہ تم نعمت کو ہٹاؤ ہو پشمار ہوا غبار کو چھانو اپنی تنظیم کی قدر کرو محبت اور اتفاق کا تخم جاؤ۔ بڑھو پھلو پھلو اور پھلائے اقتدار کا پرچم زمین پر لہراتا ہو۔

این دعا از من و از جملہ حسان آیین باد

وماذا الا علی اللہ بعد ذلک علی کل شیء قدیر و الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ البشیر المذنب و اللہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین
قد اید احمد المدعو عبد محمد علی حسین اشرفی جیلانی سجاد نشین آستان عالیہ
کھوچہ شریف ضلع فیصل آباد

خطبہ صدارت

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی قدس سرہ
آلہ اندیاسنی کا نفرنس مراد آباد

۲۰ — ۲۳ شعبان ۱۳۳۳ھ / ۱۶ — ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے حضرت مولانا حامد رضا خان قدس سرہ کا یہ خطبہ سنی کانفرنس کے پس منظر اور اعراض و مقاصد کی مکمل جامعیت سے وضاحت کرتا ہے۔ بعد کے تمام علماء اور خطباء نے حضرت مولانا موصوف کی دینی معلومات کی وسعت اور ملی و سیاسی امور کی بصیرت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ اس خطبہ میں جو امور بیان ہوئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تنگ دل ہندوؤں کے مظالم — شدھی تحریک، سنگٹھن، فوجی گاؤں پر فساد بلکہ قتل عام، ہندوؤں کا مزاج — جاؤروں سے محبت اور انسانوں پر ظلم، سوراخ کے بہروپ میں مسلمانوں کو دائمی غلامی کے جلال میں پھنسانا۔

(۲) بعض مدعیان اسلام کی غیر اسلامی حرکات۔ ہندو مسلم اتحاد کی دعوت کے مفسر اثرات تحریک خلافت، عدم تعاون، ہجرت میں مسلمانوں کے سبب نہانہ نقصانات ان تحریکوں میں بعض لیڈروں کی بے اعتدالیان۔

(۳) تعلیم، تبلیغ، تعلیم بالغان، قدیم اور جدید علوم کی ضرورت،

(۴) اتحاد بین المسلمین، تنظیم مساجد،

(۵) معاشرتی زندگی کے رہنما اصول و امن پسندی، تحمل، رسوماتِ بدر سے احتراز۔

(۶) مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کا انحصار — تجارت، مسلمانوں سے خرید و فروخت، مقدمہ بازی کی لعنت سے بچاؤ کی تدابیر، قانونی چارہ جوئی کے لئے مسلمان وکلاء کی تنظیم ملازمت کی بجائے ہنرماء حاصل کرنا، صنعت و حرفت کی ضرورت، گداگری کی لعنت سے نجات کا طریقہ، زمین و مکان کی خرید، اسراف سے پرہیز اور میاں دوی کی تلقین، کسب معاش کی اہمیت، قرضہ لینے سے حتیٰ الامکان احتراز، سودی قرضہ سے بچنے کے لئے بیت المال کی طرز پر مسلمان قرضہ حسنہ کے ذخیرہ کا اہتمام کریں۔

(۷) مسلمانوں کا تمدن، تہذیب، روایات، مذہب وغیرہ دوسرے مذاہب خصوصاً ہندوؤں سے بالکل الگ ہے۔ — دو قوی نظریہ کی تشریح۔
آل انڈیائیسنی کانفرنس کے مقام صدر مندرجہ بالا اصول ہیں۔ مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی کے یہ دائمی اصول ہیں جن کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وقت گزرنے کے باوجود یہ اصول آج بھی مسلمانوں کی ترقی کے ضامن ہیں۔

اس خطبہ کو مولانا محمد ابراہیم رضا خاں نے ۱۹۲۳ء / ۱۳۴۲ھ میں مطبع اہل سنت بریلی سے طبع کروا کر شائع کیا تھا، کتاب ہدایں اسی مطبوعہ خطبہ کے سرورق کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ خطبہ ہمیں دیکھ خورہ (شاید ناقص الآخر) فوٹو سیٹ کی صورت میں جناب پروفیسر محمد الوب قادری (دکراچی) سے دستیاب ہوا ہے۔ آپ تک اصل خطبہ پہنچانے کی عرض سے دیکھ خورہ مقامات خالی جھوڑ دیئے گئے ہیں۔
اس خطبہ کی فراہمی کے سلسلے میں ہم پروفیسر صاحب موصوف کے شکر گزار ہیں۔

سہ قارئین کا اگر ان مقامات پر زحمت پیش آئے گی جس کیلئے ہم منقذت خواہ ہیں، ہمیں فی الحال سچی تبلیغ کے بارے میں مکمل نسخہ دستیاب نہ ہوا۔ انشاء اللہ العزیز آئندہ ایڈیشن میں اس کی کوپرا کر کے کی کوشش کی جائے گی۔ مدرستہ فوٹ: چونکہ فوٹو سیٹ سے ”عکس“ تیار نہیں ہو سکا اس لئے مذکورہ خطبہ کی کتب بت کرنی تھی۔

(۷۸۶)

جمعیۃ توحیدیہ تفسیر و تفسیر عظیم و عظیم
خطبہ صدر

جمعیت عالیہ

جو

حضرت حامی سنن ماحی نقس تحریر علامہ حیدر نظامی رحمۃ الاسلام شیخ الانام
المولوی مفتی شاہ محمد عابد رضا خان صاحب قادری برکاتی رضوی مولوی صدر مجلس استقبالی
جمعیت عالیہ اسلامیہ دام فہم نے اجلاس ہے

آل انڈیائیسنی کانفرنس

منعقدہ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء بمقام مراد آباد کے لیے
مرتب فرمایا

مطبع اھلسنت بریلی میں

بہتمام مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب طبع ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
اَفْضَلِ رُسُلِهٖ وَسَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ اَجْمَعِیْنَ

عہد حاضر

اگرچہ اسلام کی نشوونما ہی مخالفتوں میں ہوئی اور ہر زمانہ میں مخالفین کی زبردست طاقتیں اُس کے درپے استیصال رہیں لیکن عہد حاضر کے مصائب اور دُور موجودہ کے فتنے بہت زیادہ ہیبت اور بھیانک نظر آ رہے ہیں۔ ایک طرف تو مختلف قسم کے دشمنوں کا اسلام اور مسلمانوں کو مٹا دالنے کے لئے ٹوٹ پڑنا اور اس خیال میں مجنونانہ کوششیں کرنا اور شب و روز معروف ایذا و آزار رہنا اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد قرار دینا۔ دوسری طرف مسلمانوں کی ہر طرح کی کمزوری اپنے مال سے غفلت اپنی حفاظت سے بے پرواہی مذہب سے ناواقفیت باہمی مناقشات تھوڑی سی طبع پر دشمنان اسلام کی تائید اور غداری پر آمادہ ہو جانا۔ اپنے اوپر اعتماد نہ کرنا دشمنوں کو دوست سمجھنا اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں دیدینا۔ دوست نہاد دشمنوں اور مسلم نماد خواہوں کو نہ پہچاننا امراء کا غریب سے نفرت کرنا اپنے اسلامی بھائیوں کو ان کی غریبی یا ناداری کی وجہ سے بد نظر حقارت دیکھنا۔ پیغم پیش آنے والے حوادث سے عبرت پذیر نہ ہونا۔ بار بار اہل عزمین کے فریب میں آ جانا اور کمال بد عقلی سے پھر بھی ہوشیار نہ ہونا اور ان کے دام تزدیر کے شکار ہوتے رہنا۔ یہ وہ حالات ہیں جن پر نظر کر کے کہا جاسکتا ہے کہ پچھلے ادوار میں مسلمانوں کو جن مصائب سے سامنا پڑتا رہا ہے وہ ان عبرت انگیز حالات

کے مقابل پہنچ رہے ہیں بہت سے فتنہ خیز مسلمانوں کے ناشی ہمدرد بن کر ان کی رفتاری کے دعوای کے ساتھ دشمنان اسلام سے دوست حاصل کرنے کے لالچ میں مسلمانوں کی بدترتیب اور اغیار کی خدمت گزاری کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے اسلامی نام اور دعوی اسلام سے دھوکے کھاتے اور غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بزرگے بھٹ بزمرا کرد اسیر دام ہمرنگ زمین بود گرفت رشدم

درد مندان اسلام

درد مندان اسلام کس سوز و گداز میں ہیں اور ان کی راتیں کس بیخنی سے تاب میں رہتے ہیں۔ میل و نہار کی ساعات اُن پر ہیں حسرتوں کی تصویریں اور امیدوں کے بن بن کر گزرنے والے نقشے اُن کے لئے عذاب ہیں خود بھی بدلتوں سے اس سرگردانی میں ہوں باس خیال کہ کوئی عالی دماغ درد مند مذہب اس مقصد کے لئے کوئی تدبیر اور مسلمانوں کے نلاج و اصلاح کا کوئی مؤثر و کامیاب طریقہ تجویز فرمائے تو ضرور وہ اُن کے حق میں نافع ہوگا میری فکر کیا چیز ہے جو پیش کرنے کے قابل ہو لیکن جب کسی طرف سے حدانہ اٹھی کسی بزرگ نے کوئی کافی رہنمائی نہ کی اور مسلمانوں کے لئے حالات موجودہ کے اعتبار سے کوئی دستور اعلیٰ تجویز نہ کیا گیا تو بنا چاری میں نے قصص کیا کہ اپنے خیالات کو قلمبند کر کے حاضر کروں اہل علم و اہل رائے اس میں جو تدبیر مناسب اختیار فرمائیں براؤ کر م خاکسار کو اُس سے مطلع فرمائیں۔

مقاصد

مسلمانوں کی درستی اور کامیابی کے لئے جو اہم مقاصد اس وقت نصب العین اور فوری جدوجہد کے طالب ہیں وہ کم از کم یہ چار ہیں: (۱) تبلیغ (۲) مذہبی تعلیم (۳) حفظ امن

پہلا مقصد

ہمارا پہلا مقصد تبلیغ ہے جس دن سے اسلام دنیا میں چکا اسی روز سے اُس کی شعاعوں نے دشتِ جہلِ بر و بکر کو اپنا فیض پہنچانا شروع کیا داعیِ اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پہلی صدا دینِ حق کی تبلیغ تھی اور تمام عمر شریف کا لمحہ لمحہ تبلیغ میں صرف ہوا حضور سے پہلے جو ربانی ہادی (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) تشریف لاتے رہے وہ بھی ہمیشہ تبلیغ فرماتے رہے اور اُسی وجہ سے انہیں بے شمار جانکاہ اور خطرناک مصیبتیں اور ایذائیں برداشت کرنا پڑیں جسکو رضائے الہی کے لئے وہ بخوشی برداشت فرماتے رہے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم) اور تابعین کا ہر فرد اسلام کا مبلغ تھا اور ایسا مبلغ کہ اُس کی زندگی کا مقصد تنہا اسلام کی تبلیغ تھی اور بس۔ اس تبلیغ کے لئے انہوں نے کی جتنی اٹھائیں مشقتیں برداشت فرمائیں جانیں نڈر کیں

کارناموں پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہے اُن کے بعد کے مسلمان بھی اس طرح

کہ اُن کے کامطالعہ انسان کو حیرت میں ڈالتا ہے تاہم فائز چیز ملکوں پر قابض ہو کر دولت و مال اور حکومت و سلطنت کی پرواہ نہ

کرتے تھے۔ دین کا اعلا اور اسلام کی تبلیغ وہ چیز تھی جو اُن کا نصب العین رہتی تھی جب تو اُن کے غلاموں نے سلطنتیں کیں اور ایسی سلطنتیں کہ تاجدار کی کاہنہ درویشی اور دینداری کی زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے وہ تخت سلطنت پر ممکن ہو کر ایک ناماد فیقر کی طرح بسر اوقات کرتے تھے

سلطنت کے معمول خزانوں کے باوجود اُن کی معاش ان کے اپنے ہاتھ کے کسب پر موقوف تھی اُن کا طرز عمل دینداری و پاکبازی کا بہترین معلم تھا۔ غرض مسلمانوں کے جس طبقہ پر نغز ڈالنے وہ اسلام کا مبلغ نظر آتا ہے۔ بادشاہ ہے تو مبلغ وزیر ہے تو مبلغ امیر ہے تو مبلغ بیٹو افتقر ہے

تو مبلغ حضور و سفر میں تبلیغ بروکر میں تبلیغ دنیا میں و حوم بپاوی غلطے ڈال دیئے زمانہ مورد کر دیا جہاں رنگ ڈالا عالم کو اسلام کا متوالہ بنا دیا سرزمین کفر میں توحید کی صدا میں بلند کیں گنگا اور جہنم کے کنارے برج اور کاشی کے میدان پر ستار ان توحید اور علمبردارانِ اسلام سے بھر دیا جو قویں صدیوں سے تاریکی میں تھیں جن کی پشت پناہی سے بت پرستی آبائی ترکہ چلی آتی تھی اُن کے دل منور کئے اللہ واحد لا شریک لہ کے حضور اُن کی گردنیں جھکائیں جہاں ناقوس بجتے تھے وہاں سے قرآن پاک کی آوازیں آنے لگیں عرض ہر قرن میں مسلمان معصوم تبلیغ رہے۔ اور یہی انہیں حکم تھا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا مَا بِيَدِ اللَّهِ وَأَنِتْلِ عَلَيْهِمْ نَسِيبَ الْوَعْدِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ

موجودہ زمانہ میں ہمسایہ قوم نے مسلم آبادی کی جو بہیم کوششیں جاری کر رکھی ہیں ان میں شدھی کا فتنہ سب سے اہم ہے شدھی مسلمانوں

کو مرتد کرنے اور معاذ اللہ مشرک بنانے کا نام ہے جس کے لئے ہندو دو برس سے سالہا سال کی منظم کوششوں اور تیاریوں کے بعد پوری قوت کے ساتھ ٹوٹ پڑے ہیں ہر طبقہ کے ہندو اس سعی میں سرگرم ہیں ہندو والیان ریاست اور راجگان ان کی بھاؤں میں شرکت کرتے ہیں، مقلوں کی پڑاٹھیاں کوششوں سے وہ ہندوستان بھر میں

ہر گاؤں میں سبھائیں قائم ہیں۔ کثیر التعداد مناظر

جائجا مسلمانوں کو چھیڑنا پریشان کرنا جاہلوں دیہاتیوں کو بہکانا بزرگان

دین کی شان میں گالیاں دینا گستاخیاں کرنا اسلام کی توہین کے شریکیت چھاپنا اور اُن میں حضرت پروردگار عالم تک کو گالیاں دینا یہ ان کا شیوہ ہے۔ طبع اور دباؤ سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہی اُن کے دین کی تبلیغ کا ذریعہ ہے بہت سے نادار اور جاہل اُن کے اس دام فریب میں پھنس کر ایمان کھو بیٹھے۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے تبلیغ و خطا

اسلام کا مسئلہ اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ ایک تو اشد مکی کی کوششیں را جپوتانہ ہی میں تھی لیکن اب انہوں نے اپنا میدان عمل وسیع کر لیا ہے اور تمام ہندوستان میں جہاں موقع ملتا ہے ہاتھ مارتے ہیں قوم کی توہین ان کی دستبرد سے تباہ ہو رہی ہیں مسلمانوں کی مذہبی انجینیں سر جگہ نہیں جو ہیں ان میں کوئی رابطہ نہیں جس سر زمین کو خالی دیکھا وہاں آریہ دھڑ پڑے جب تک علمائے اسلام کو کسی حصہ ملک سے بلانے تک کہتے غریب شکوہ ہو چکے ہیں۔ راجپوتانہ میں ہمیں تجربہ ہو چکا ہے کہ آریوں کے زور و طمع اور باؤ و خیرہ کی تمام قوتیں اسلامی فضیلت کی دعوت حق کے مقابل بیکار ہو جاتی ہیں اور حقانیت کی جذب قوی کی تاثیر کو اس قسم کے جادو کم نہیں کر سکتے جو جاہل نادانوں کے سامنے ہزار بار دہرے پیش کیا جاتا تھا اور انہیں مرتد ہو جانے پر بہت دلولہ انگیز مژدے سنائے جاتے تھے جو انوں کے جذبات مشتعل کرنے والے مناظرے تغیر کرنے کی کوششیں ہوتی تھیں اور وہ ان دلفریبیوں پر وارفتہ سے ہو جاتے تھے۔ جوانی کا جنون انہیں اندھا کر دیتا تھا اور ان کی عقل سرشار محمود کی طرح نکمی ہو جاتی تھی۔ وہاں ہمارے پاس اسلامی زہد اور بزرگوں کے ذکر کے سوا کوئی نسخہ نہ تھا جو ایسے مریض پر کا درگاہ ہوتا ہے مگر یہ نسخہ ایسا بچھا اثر کرتا تھا کہ دیہاتی نوجوان اپنی سرستی سے ہوش میں آکر دل لہجائیولی صورت کی چاہت اور مال و منال کے لالچ دونوں کو نفس خوار کر دیا اور طاعت الہی کے لئے کمر بستہ ہو جاتا تھا بقیہ محتاج لوگوں کا جو انوں کا خوبصورتی کے بتوں کو لات مار دینا اور فقر

عبادت کو شوق کے ساتھ اختیار کرنا موسم گرما میں روزے رکھنا غازیں پڑھنا اور کچھ رات سے اٹھ کر یاد خدا کرنا اور اس سے لطف اٹھانا۔ اسلام کی حقانیت کی وہ زبردست تاثیر تھی جس نے دشمنوں کی تمام تدبیریں اور جملہ سامان بیکار کر دیئے۔ اب ان کے پاس روپیہ ہے لیکن وہ اس روپیہ کو ہاتھ لگانا گنہ سمجھتا ہے ان کے ساتھ خوش لباس خوب روہیں گروہ ان کی طرف نظر کرنے سے نفرت کرتا ہے۔ صیادوں کے حوصلے پست

ہو گئے قریب کے زمانہ کا ایک تذکرہ ہے۔ ایک بوڑھا صدر تبلیغ میں آیا کہنے لگا آریہ ہم سے شدھی ہونے کو کہتے ہیں اور روپیہ بھی دیتے ہیں اور ہمارے مقدمات میں پیروی کرنے کا بھی وعدہ کرتے ہیں اگر تم ان سے زیادہ ہمدردی کرو تو ہم آریوں کو نکال دیں نہیں تو شدھی ہو جائیں۔ دفتر نے اس کو محبت سے بٹھایا اور کہا کہ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ کوئی قوم کسی شخص کے افلاس و مصیبت کو دور نہیں کر سکتی دینے سے خدا رسول کے بھلا ہوتا ہے ہم ان کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا نہیں چاہتے۔ مسلمان اللہ کے بندے ہیں اللہ نے انہیں عزت دی ہے ان کی عزت کا تقاضہ ہے کہ چاہے بھوک سے دم نکل جائے چاہے کنبہ مرجائے مگر وہ منکارت نہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ بادشاہ کا غلام چاہے بھوکا رہے مانگن گوارا نہیں کرتا۔ تو اللہ کا بندہ کیا اللہ کے دشمن کے سامنے ہاتھ پھیلاتا گوارا کرے گا۔ اس قسم کی باتیں سن کر ایک لخت اس بوڑھے کے خیالات بدل گئے اور جوش میں کھڑا ہو کر کہنے لگا مولوی صاحب اب ہم کسی کے پاس نہ جائیں گے اور اپنے خدای سے فریادیں گے تم نے ہمیں ٹھیک راستہ نہ دیا اور اس نے اپنی زبان سے بہت شکر گزاری کی اور الحمد للہ کہ اسلامی عقیدے پر مستقل ہو گیا۔ عرض تعلیم اسلام قلوب میں زبردست تاثیر کرتی ہے لیکن ملک میں کہاں کہاں یہ تعلیم اور اس کے دلائل ہیں علاقے کے علاقے وہ ہیں جہاں کے مسلمان اسلام کی تعلیم دینے والے کی صورت سے نا آشنا ہیں مدین جہل و نادانی میں گزر چکی ہیں ایسی حالت میں آریوں کی زبردست اور منتظم

میں چند افراد کو بھیج کر نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام ملک

نہ کیا جائے کہ ایک ایک گاؤں کے مسلمانوں کی مذہبی تربیت کا سہل انتظام ہو سکے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ملک کے درو سداہل اسلام اور سرسرموبے کے علمائے کرام اور حامیان ملت کو حرکت دیں اور ایک مشترک نظام سے تمام ملک میں دینیات کی تعلیم کا سلسلہ قائم کریں۔

مدرسۃ التبلیغ | یہ عرض کرنا بھی بے محل نہ ہوگا کہ علاقہ راجپوتانہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں معقول تعداد کام کرنے والوں کی دو ڈھائی سال سے ضرورت عمل ہے ان میں بہت افراد ناکارہ بلکہ بعض مضرت و مضر ثابت ہوئے ان سے بچائے فائدہ کے ایسے نقصان پہنچے جن کی تلافی دشوار تھی اس کا باعث اکثر وہ ان کی نا تجربہ کاری اور کام کی ناواقفیت تھی اس تجربہ کے بعد یہ طرز عمل اختیار کیا گیا کہ نئے آدمیوں کو کار کردہ لوگوں کے ساتھ رکھ کر کچھ دنوں کام سکھا دیا جاتا تب انہیں تنہا کسی مقام پر بھیجا جاتا تھا لیکن ایسا کہاں تک ممکن ہے اور اس طرح کتنے آدمی کام کے قابل ہو سکتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ کم از کم ایک مدرسۃ التبلیغ کھولا جائے جس میں مدرس مبلغ منافیین امتحان ہوں اسی مدرسہ کے سند یافتہ سلسلہ تبلیغ میں رکھے جائیں اس ضرورت پر نظر کر کے انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد نے مدرسۃ التبلیغ کی تجویز کی جس کے قواعد و ضوابط اور نصاب اور مدت تعلیم آپ کے ملاحظہ کے لئے آخر میں درج کی جائے گی اس مدرسہ کے لئے اور ملک کے عام تبلیغی مدارس کے لئے اور مسلمانوں کی اعانت و حفاظت کے لئے بہت سی جدید تصانیف کی بھی ضرورت ہے جس کو قابل اور اتف کار لوگوں کی ایک جماعت اپنے ذمہ سے پچرائے کی طبع و اشاعت یہ خود ایک مستقل کام ہے جو تبلیغ کے ماتحت انجام دینا ضروری ہے اس کے لئے جو ضروری امور ہیں ان کو میں اس وقت بحث میں نہیں لاتا میں اس طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام کام کوئی شخص یا کوئی جماعت ہندوستان کے کسی ایک مقام پر بیٹھ کر انجام نہیں دے سکتی نہ کوئی وفد تمام ملک کا دورہ کر کے اس مقصد میں کامیابی کا فائدہ سکتا ہے میدان عمل کی وسعت عقل کو حیران کرتی ہے دشمن کی سبھائیں اور تعلیم گاہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں کام کر رہی ہیں ایسی حالت میں بجز اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ ملک کے اطراف و جوانب اور صوبہ صوبہ سے با اثر علماء اور حامیان ملت کو حرکت دی جائے اور انہیں ان ضروریات سے باخبر کر کے تمام ملک کی ایک متحدہ مشترک جماعت اس کام کی

سر پرست بنائی جائے اس جماعت نے دہلی ملک میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پچیس پڑیں اور جس صوبہ میں دھند جائے وہاں کے مقامی علماء اس کے ساتھ کام کریں اس طرح جا بجا اصلاح و قصبات میں تبلیغی جماعتیں اور دنیاویات کے مدارس اور دیہات میں اسلامی مکاتب جاری کر دیئے جائیں یہ تمام مدارس و مکاتب ایک سلسلہ میں مربوط ہوں اور یک نظم حکم کے ماتحت کام کرتے رہیں خیال میں یہ ہے کہ اصلاح و تعصبہ جات میں تبلیغی جماعتیں قائم کی جائیں ہوش مند شائستہ ان کے ممبر بنائے جائیں ہفتہ وار

ان جلسوں کا جلسہ ہوتا رہے جس میں ہفتہ بھر کے کام کی فہرست

جماعتوں میں دو قسم کے ممبروں ایک وہ جو مالی اعانت کریں اور

وہ جو عملی خدمات کے لئے اپنا وقت پیش کریں ان کا نام عاملین ہر پرگنہ کے متعلقہ دیہات

حلقوں میں تقسیم کیے جائیں پانچ پانچ چار چار دیہات کا جیسا جہاں مناسب ہو حلقہ مقرر کر دیا جائے ہر گنہ کے تبلیغی انجمن کے عاملین میں سے ان کی تعداد کے لحاظ سے دو دو یا تین تین ممبروں کو ایک ایک حلقہ دیا جائے یہ ممبر اپنے حلقہ کے دوسرے کرتے رہیں اور اس حلقہ کے مسلمانوں کی تعداد میں وہ تمام مساعی صرف کریں جن کی انہیں انجمن سے ہدایت ملے انجمن کے دفتر میں ان حلقوں کی ایسی فہرستیں مکمل رہنا چاہئیں جن کا نقشہ ذیل میں درج ہے۔

نقشہ کیفیت مراعات برائے معلومات نگہ تبلیغ انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد

موضوع	تخصیص	تعداد	ذات غار	مبلغ	تاریخ اندراج
۱۔	۲۔	۳۔	۴۔	۵۔	۶۔
۷۔	۸۔	۹۔	۱۰۔	۱۱۔	۱۲۔
۱۳۔	۱۴۔	۱۵۔	۱۶۔	۱۷۔	۱۸۔
۱۹۔	۲۰۔	۲۱۔	۲۲۔	۲۳۔	۲۴۔
۲۵۔	۲۶۔	۲۷۔	۲۸۔	۲۹۔	۳۰۔
۳۱۔	۳۲۔	۳۳۔	۳۴۔	۳۵۔	۳۶۔
۳۷۔	۳۸۔	۳۹۔	۴۰۔	۴۱۔	۴۲۔
۴۳۔	۴۴۔	۴۵۔	۴۶۔	۴۷۔	۴۸۔
۴۹۔	۵۰۔	۵۱۔	۵۲۔	۵۳۔	۵۴۔
۵۵۔	۵۶۔	۵۷۔	۵۸۔	۵۹۔	۶۰۔

یہی ممبران دیہات میں مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کریں جہاں قریب قریب چھوٹے چھوٹے گاؤں ہوں وہاں دو یا چار گاؤں کے لئے کسی ایک ایسے گاؤں میں مرکز قائم کر دیا جائے

جس میں قریب کے دیہات کے لڑکے بآسانی پہنچ سکیں اور بڑے کاؤں میں جداگانہ مدرسہ کھولا جائے ان مدارس میں بچوں کی تعلیم کے لئے وقت معین ہو اور ایک وقت جوانوں اور لڑکھن کو و نیات کی تعلیم دینے کے لئے رکھا جائے اور یہ تعلیم تقریر کے ذریعہ سے ہوتا کہ ناخواندہ لوگ بھی اُس سے فائدہ اٹھائیں مدرسہ قائم کرتے وقت سب سے پہلے کاؤں کا ایسا شخص تلاش کرنا چاہئے جو تعلیم دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اگر وہ بوجہ اللہ اس خدمت کو قبول کرے بہت بہتر ورنہ کوئی قلیل معاوضہ اُس کے لئے مقرر کر دیا جائے اور جہاں دیہات میں پڑے ہوئے لوگ نہ ملیں وہاں لا محالہ باہر سے انتظام کرنا پڑے گا۔

ابتداء میں بچوں کو اسلامی قاعدہ مصنفہ مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی (یا اور کوئی قاعدہ جو انجمن ابن سنت یا مدرسۃ التبلیغ نے منظور کیا ہو شروع کر لیا جائے۔ قرآن پاک کی تعلیم لازمی ہے اس کے ساتھ ساتھ و نیات کے لئے بہار شریعت پڑھائی جائے جب اردو کی کچھ استعداد ہو جائے تو تاریخ حبیب اللہ پڑھائی جائے اس کے ساتھ ہی قدر ضرورت حساب بھی سکھایا جائے کہنے پر خاص توجہ مبذول رہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے اور اس میں و نیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمولی خانہ داری کی تعلیم تا حد امکان لازمی ہے۔ بچہ کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ بوڑھے جوان کا شکار مزدور محتسب جو بیٹھنے کا وقت یہاں اُنہیں روزانہ ایک وقت مقرر کر کے بہار شریعت کے مسئلے سمجھا کر سناے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اُس پر عمل بھی کریں۔

اس طرز قصبات میں علاوہ مدرسہ کھولنے جائیں اور نصاب

جائے ایک مدرسہ ان چھوٹے مدرسوں سے زیادہ نصاب کا بھی کھول دیا جائے جن میں چھوٹے مدرسوں کے طلبہ اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد حاصل کرنے کیلئے داخل ہوں علاوہ بریں اگر ترقی مدارس کے طلبہ کے لئے مدرسہ الیل کھولا جائے جس میں ایک گھنٹہ انہیں و نیات کی تعلیم دی جائے۔

قصبات کے مدرسوں میں ممکن ہو سکے تو فارسی و عربی کا محدود

اور اگر دیہات کا کوئی طالب علم

مدرسہ سے سند حاصل کرنے کے بعد قصبہ کے مدرسہ میں کرنے کے لئے داخلہ کی اجازت دی جائے۔

ضلع کا مدرسہ اس اور زیادہ بڑا ہونا چاہئے اور وہاں ایک عالم کم از کم ہونا ضروری ہے۔ اگر بالفعل ممکن نہ ہو سکے تو معمولی مدرسہ کھول کر تدریج ترقی کی جائے اگر کسی ضلع میں مسلمانوں کی تعداد کم ہو اور وہاں کے تمام مصارف برداشت نہ کر سکیں تو صدر دفتر صوبہ سے استدعا کی جائے کہ وہاں کی تعلیم کی اعانت کرے۔ ملک میں دو یا چار ایسے کامل انصاب مدرسہ ہونے ضروری ہیں جو جملہ علوم و فنون کی تکمیل کا عمدہ ذریعہ ہوں بلکہ ہر صوبہ میں کم از کم ایک ایسا مدرسہ ہونا ضروری ہے۔ ان مدارس کو مدرسہ عالیہ کہنا چاہئے۔ باقی تمام مدرسے ان کے ماتحت ہوں اور مدارس عالیہ مدارس ماتحت کے نگرانی کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں اور حسب ضرورت ان مدارس کو ان سے مدد بھی ملے یہ جملہ مدارس ایک جمعیت عالیہ کے ماتحت ہوں اور اُس کو ان پر عام اختیارات حاصل ہوں نصاب جمعیت عالیہ کا منظور کیا ہوا پڑھایا جائے۔ جمعیت عالیہ کے ماتحت ایک محکمہ تصنیف ہونا چاہئے جس میں ملک کے منتخب افاضل شامل ہوں اور وقتی ضروریات کے علاوہ جو دفعہ پیش آئیں۔ باقی ہر تصنیف جمعیت عالیہ کی پسندیدگی اور منظوری کے بعد قابل رواج سمجھی جائے بہت فتنوں اور اختلافوں کا سدباب ہے۔

ہر کامل انصاب مدرسہ میں ایک دارالافتاء بھی ہو مگر اہم فتاویٰ جمعیت عالیہ کے ملاحظہ کیئے بھی بھیجے جائیں اور تا بقدر سر طبع ہونے والی چیز جمعیت عالیہ کی جائے۔ واعظ مدرسہ مناظر مفتی۔ سب کیلئے۔ کسی کامل انصاب مجاز مدرسہ سے تکمیل کے بعد انہیں جمعیت عالیہ یا اُس کا سند دی جائے۔ موجودہ اصحاب جوان عہدوں پر کام کر رہے ہیں سند سے مستثنیٰ کیئے

جائیں مگر فتویٰ اور تصنیف بہر حال محکمہ تصنیف کی تصدیق و منظوری کے بعد قابل قبول سمجھا جائے۔

تبلیغ کا کام

ہر مدرسہ کا مقصد تبلیغ ہے اور اس کو اس میں سعی تبلیغ لازم، تمام مدارس بالخصوص قصبروں اور ضلعوں کے طلبہ کو تبلیغ کے اصول سکھائے جائیں اور ہر مدرسہ میں منتخب علیہ ہفتہ میں دورہ تبلیغ کا کام کریں، مدرسوں کے مدرس بھی دورے کریں، تبلیغی کاروائیوں کی اطلاع صدر دفتر میں اور اہم امور کی اس کے علاوہ دفتر جمعیت عالیہ میں ضروری دی جائے۔ ان دوروں میں دیہات کے مدرسین کو ان کے حلقہ میں ساتھ رکھیں ہر ضلع میں کم از کم ایک مدرس مدرسہ تبلیغ کا پسند یافتہ ہونا ضروری ہے، جو مناظر کی سند رکھتا ہو۔

علاوہ بریں واعظین کی ایک محفل تعداد ہر صوبہ میں رہنا چاہئے جو ہر دورے کر کے اشاعت اور تبلیغ کی خدمت انجام دے اور مسلمانوں کی علمی اصلاح کرے۔ ہر صوبہ کی جماعت واعظین وہاں کے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس کی زیر نگرانی کام کرے، اور اپنی مفصل کارگزاری کا ہفتہ وار نقشہ مدرسہ عالیہ کے محکمہ تبلیغ میں بھیجا کرے۔ ہر مدرسہ عالیہ کا صدر مدرس محکمہ تبلیغ کا صدر ہوگا۔ محکمہ تبلیغ کے صدر کا فرض ہے کہ صوبہ کے واعظین کے کام کی نگرانی اور جانچ میں ہر مکانی سعی کام میں لائے۔

مناظرہ

مناظرہ وہی لوگ کریں جنہیں جمعیت عالیہ نے

مناظرہ کے لئے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس

حالت میں اس کا موقع نمل سکے تو مجبوری کی کافی وجہ کے ساتھ فوراً صدر محکمہ تبلیغ کو اطلاع

دی جائے۔

پھر مناظرہ سے قبل اس کا کافی اطمینان کر لینا ضروری ہے۔
مناظرہ میں گفتگو نتیجہ حیز اور مفید کرنے کی کوشش کی جائے۔

تمدن

اگرچہ تمدن کا مسئلہ عرصہ دراز سے مسلمانوں کے زیر بحث ہے مگر ابھی تک بہت زیادہ غور طلب ہے۔ یہ امر عقلاً کا تسلیم شرہ ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اس کے کام باہمی اعانت کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی قوموں پر مسلمانوں کو قیاس کرنا اور ان کے لئے ان کی تقلید لازم کر دینا بالکل غیر صحیح ہے یہی وہ غلطی ہے جس کا عرصہ دراز سے ادبکاب کیا جاتا ہے دنیا کی قومیں مذہبی حیثیت میں مسلمانوں سے کچھ نسبت نہیں رکھتیں اور مسلمان مذہب کی رو سے بالکل ان سے مباہن میں پھرا نہیں ان پر قیاس کرنا اور ان کے لئے وہ راہ تجویز کرنا جس پر کفار عامل ہیں اندھی تقلید اور بالکل غیر مفید ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو کسی لیڈر کی رائے یا کسی دوسری قوم کی تقلید کا محتاج نہیں چھوڑا۔ مسلمانوں کے تمام ضروریات کا خود سر انجام فرما دیا۔ دنیا کی دوسری قومیں کمیٹیاں کرنے اور انہیں بنانے پر مجبور ہیں تاکہ وہ باہمی مشورہ سے اپنے لئے کوئی مفید راہ پیدا کر سکیں، لمبا اوقات ان کی تجاویز کے تمام دفاتر نکلے اور مضرت ثابت ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں اپنی تمام دماغی سوزیاں رو کر کے اس کے خلاف تدبیر سوچنا پڑتی ہے۔ کہ ان کے تمام کاموں

کا دار و مدار اپنے دماغوں پر ہے جو انسانی

مسلمان اگر اسلام کی دیکھیری سے فائدہ اٹھائیں تو وہ ان تمام زحمتوں سے بری ہیں ان کا ہر قانون مکمل اور خطا سے پاک ہے ان کی ہر دینی دنیوی ضرورت کو ان کے دین نے پورا کر دیا ہے تمدن کے مسئلہ کا حل شریعت محمدیہ نے ایسا فرمایا جس پر عامل ہو کر ہمارے اسلام نے عالم

کی رہنمائی کی اور جہان کو حیرت میں ڈال دیا۔ مگر ہمارے ملک کے بعض وہاں صحاب
 جنہیں دینی علوم سے بہرہ نہ تھا اور دل میں مسلمانوں کی رہنمائی کا شوق رکھتے تھے۔ نصاریٰ
 سے ان کے تعلقات گہرے تھے جب انہوں نے مسلمانوں کے تمدن کی طرف نظر کی تو
 اپنے پاس وہ اسلامی تعلیم کا کوئی سر سامان نہ رکھتے تھے نہ علامہ سے صحبت و استفادہ کا
 موقع انہیں حاصل ہوا تھا۔ نصرا نیوں کی صحبت میں زندگی گزاری تھی ان کی خور و طبیعت
 تا یہ ہو گئی تھی مسلمانوں کو اسی سانچے میں ڈھالنے اور نصاریٰ کے تمدن کے رنگ میں
 رنگنے کے درپے ہو گئے حتیٰ کہ جو نوجوان ان کے ہاتھ آئے ان کی زندگی کا طرز انہوں نے
 نصاریٰ کے مطابق کر دیا۔ مسلمانوں کو نصراتی تمدن کیا فائدہ دیتا تھا ہی و بربادی کی رفتار
 روز افزوں ترقی کرنے لگی اور ان نئے پیشواؤں نے اس کو محسوس بھی کر لیا مگر دین سے
 ناواقفیت کی وجہ سے وہ اس طریق زندگی میں تبدیل کرنے سے تو وہ مجبور تھے بنا چاری
 اپنے سکھائے ہوئے تمدن کو مفید بنانے کے لئے انہوں نے اسلام سے مخالفت شروع کر
 دی اور مسلمانوں سے اسلامی عادات چھوڑانے اور نصاریٰ کے رنگ میں رنگنے کے درپے
 ہو گئے اور ایک حد تک مسلمانوں پر یہ زہر پلا اثر ہوا بھی۔ ہمیں اس غلطی کی تعلید کر کے اپنی
 ہستی مٹانا منظور نہیں اس لئے ہم اسی بیج اور انہیں اصول پر کاربند ہوں گے جن پر ہمارے
 اسلاف عامل تھے۔

توت و سطوت وہ اصول دی ہیں جو ہمیں شریعت ظاہرہ
 نے تعلیم فرمایا۔ تو ہمارا تمدن وہی ہونا چاہئے جو ہمیں شریعت نے تعلیم فرمایا۔ ہم کسی لیڈر کی
 رائے پر اپنی زندگی فدا کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارا دستور عمل ہمارے شریعت کا قانون ہے۔ اب
 میں سب سے پہلے باہمی تعلقات کے مسئلہ پر تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں جو اہم ترین
 مسائل میں سے ہے۔

باہمی تعلقات

اول باہمی تعلقات کا مسئلہ زیادہ غور طلب ہے اس مسئلہ پر مدت مائے دراز
 سے ارباب خود اور رہنمایان قوم نے دماغ سوزیاں کی ہیں مگر اب تک کوئی کارآمد نتیجہ
 نہیں نکلا اور ایسی راہ ہاتھ نہیں آئی جس پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتے۔ اتفاق و اتحاد
 کی صدائیں ہمیشہ ہی بلند کی جاتی ہیں ممبروں اور اسٹیجوں پر علما اور لیڈر سب اتحاد کی
 ترانہ سنجیاں کیا کرتے ہیں مگر وہ ایک دل خوش کن تقریر ہوتی ہے اس پر تھوڑی دیر کے لئے
 مجمع واہ واہ تو کہہ دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ اگر نکلتا ہے تو جنگ جوئی اور مناقشت یعنی
 اتحاد کی تحریکوں کا تخم اختلاف بلکہ عناد کا پھل لایا کرتا ہے۔ اگر آپ مسلمانوں کی حالت پر
 نظر ڈالئے اور پچھلے زمانہ کو سامنے لائیے تو یہ حقیقت بے حجاب روشن ہو جائے گی بے حد
 صدی سے زیادہ عرصہ ہوتا ہے جب سے لیکچرار بلند آہنگیوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق
 کے لیکچر دے رہے ہیں مگر جس اسٹیج پر اتفاق کی مدح سرائی کی جاتی ہے اسی پلیٹ فارم
 پر دلد و زار و جگر شکاف الفاظ کے تیرو سنان سے ملک و قوم کے مقتدر اور با اثر پیشواؤں
 کو ہت و نشانہ بنایا جاتا ہے۔ طبقہ نے بہت سے اتحاد کے وعظ کیے
 مگر ان کے ساتھ ساتھ کے اور صدقہ خوار کیئے بنا کر ان کو
 اور ان کی جماعتوں کو زبان سے بہت ستایا ان کے وقار کم کرنے
 کی پوری کوششیں کیں۔ اتفاق کا وعظ کہہ کر جلسے سے باہر آئے تو عام مسلمانوں کے
 سلام کا جواب دینا ان کو اپنی کسر شان معلوم ہوتا تھا، پھر وہ اتفاق کا وعظ کیا اثر کرتا۔ اس
 کا اثر یہی ہوا کہ علماء کے عقیدت مندوں کی بدگوئی اور بیجا جملوں سے آزرہ خاطر ہو کر ان
 سے متنفر ہو گئے۔ اور قوم میں اس اتفاق کی صدا نے بجائے اتحاد کے ایک نئے تفرقہ کا اور
 اضافہ کیا۔

خلافت کیٹی کے عروج و اقبال کے زمانہ میں جب اتحاد اتنا ضروری سمجھا گیا کہ اس کے حدود وسیع کرنے کے لئے مذہب کی شہر پناہ کو منہدم کرنا ناگزیر خیال کیا گیا اور اس اتحاد کے لئے ہندوؤں کی طرف سے اس طرح ہاتھ بڑھایا گیا جس سے اپنے مذہبی امتیازات چھوڑنا پڑے۔ سورت کے ایک پیر نے اپنے مریدوں سے ہاتھ ہزار گانیں چھین کر گنورکھشا کی تھی۔ نام اور لیدروں نے قشقے لٹکے۔ گمال اوڑاے۔ ہولیاں کھیں۔ جے پکاری۔ ارنجی اٹھائی ہنود کے سرختم متعصبوں کو مسجدوں میں مبروں پر بھجایا۔ گاسٹ کے گوشت کے خلاف کتابیں لکھیں رسالے تصنیف کئے۔ ناکرہ گناہ مسلمانوں کو ہندوؤں کی خاطر مجرم قرار دیا موبلوں پر انہماک نصرت کیا گیا۔ اعلاء کلمۃ اللہ یعنی کلمہ اسلام پڑھانے کو جرم قرار دیا گیا۔ نو مسلمانوں کو ان کی مرضی کے خلاف دوبارہ کافر ہو جانے پر زور دیا۔ یہ اور اس سے زیادہ بہت کچھ ہوا ہندوؤں کی یہاں تک خاطر کی گئی۔ لیکن مسلمانوں کے پیشواؤں اور اسلام کے مقتدر اور با اثر علماء و افاضل کو بالخصوص ایسی ہستیوں کو جن کی درجہ کے زہر دیا صنعت میں بسر ہوئی لمحہ لمحہ خدمت دین میں گورنمنٹ کا آدمی اور ترکوں کا بدخواہ کہا گیا۔ تقریروں میں تحریروں میں ان پر پھبتیاں پھینکی گئیں آوازے کسے گئے۔ پبلک کو ان کی مخالفت پر انہماک اگیدان کی عافیت تنگ کر دی گئی ان کی زندگی تلخ کر ڈالی گئی ان پر طرح طرح کے بہتان باندھ کر ان کی آبروریزی کی کوششیں کی گئیں مسلمانوں کی جماعتیں جو ان کے ساتھ تھیں ان کو انگشت نما بنایا گیا۔ ان کی امانتیں کی گئیں۔ اخباروں میں ان کے خلاف ہتک آمیز مضامین لکھے گئے برفیوٹک ان کے لئے پناہ کی جگہ نہ چھوڑی گئی۔ ہر عالم اور شیخ جو اپنے دین پر مستقل تھا یہ سمجھتا تھا کہ اس کو دین پر قائم رہ کر آبرو بچا لینا اور اپنی جان و مال کی حفاظت کرنا سخت دشوار ہے ان علماء کے ساتھ جو جماعتیں تھیں ان کے قلوب کو کتنے صدمے پہنچے کیسی تکلیفیں ہوئیں پھر بتائیے کہ جہاں ہندوؤں کو ملانے کے لئے مذہبی شعار و امتیازات کو قربان کر دیا جائے اور مسلمانوں اور

ان کے پیشواؤں کے ساتھ یہ معاہدہ طرز عمل ہو وہاں اتفاق کا پلو دا کھی نشوونما پاسکتا ہے۔ ایک خرقہ سے جنگ تھان لینا اور اس پر تبر او لعنت اپنا مذہب قرار دے لینا جس قوم کے اصول میں داخل ہو وہ اتفاق میں کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔ انگریزوں کے مقابلہ کا تو نام گمراہ لغت علماء سے تھی۔ مسلمانوں کے کالجوں اور سکولوں سے تھی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تھی۔ خان بہادروں پر لعنتیں تھیں۔ آئری میجر ٹیوں پر تبر سے تھے تو کیا یہی طرز عمل ان لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکتے تھے۔ اس پر نظر کرنا تو ان صاحبوں کے مقاصد ہی میں نہ تھا کہ کوئی سا ہے۔ اور کونسا ناجائز مگر دوش بدوش کام کرنے والی بھی وہ اس نتیجہ تک نہ پہنچ سکے کہ آپس کا اتفاق ضروری چیز ہے اور وہی ممکن بھی ہے اور اسی پر کوئی شرہ مرتب ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی فرقے ہیں ان میں کو آپر سیر بھی ہیں حکام دس گورنمنٹ کے خطاب یافتہ اور کونسل کے ممبر بھی ہیں ہندوؤں نے ان سے جنگ نہ کی نہ ان کو سب و شتم کیا نہ ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کیا جو ہمارے لیدروں اور کمیٹی کے مولویوں اور جمعیۃ العلماء کے اراکین نے شیعوں کے یہاں خاص جلس میں بند مکان میں تبر اکھا جاتا ہے لیکن ان صاحبوں کی مجالس اعلان کے ساتھ عام جلسوں میں پبلک تقریروں میں اخباری تحریروں میں علماء اسلام اور پیشوایان دین اور امرا اور دوسرا پر تبرے کئے جاتے ہیں اب اس قدر اور غور کر لینا ہے کہ مسلمانوں کے اس طبقہ کو چھوڑ کر جس پر جمعیۃ العلماء اور خلافت کیٹی نے لعن طعن کرنا اپنا شیوا بنایا تھا باقی وہ طبقے جن کو ان جماعتوں نے اپنے ساتھ شریک عمل کیا تھا ان میں بھی باہم اتفاق و اتحاد ہو سکیا یا نہیں۔ جو لوگ ان جماعتوں کے حالات سے باخبر ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ ان جماعتوں میں بھی بہت سی فرقہ بندیوں ہیں اور ایک گروہ دوسرے کے شکست دینے کی فکر میں رہتا ہے ہر ایک کو اپنا تفوق اور اپنا ہی اثر مقصود ہے اور درحقیقت بہت سے فرقوں کا اس میں رسوخ پانا ہی اس فساد کا موجب

ہوا۔ ہر ایک فریق نے اپنے مخالف کو نقصان پہنچانے کے لئے بہت اچھا موقع سمجھا اور وقت کو غنیمت جان کر خوب دل کے بخار نکالے الماحصل اتفاق کے علم کے نیچے بہت سے نئے اختلاف پیدا ہوئے۔ خلافت کیٹی اور جمعیتہ العلماء کا اعتبار جاتا رہا اب ہمیں یہ عذر کرنا ہے کہ کوئی غلطی ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مدعیان اتحاد کو منزل مقصود تک نہ پہنچنے دیا تاکہ ہم اُس سے اجتناب کریں اور حقیقی اتحاد سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اتفاق کا اصل الاصول

سب سے بڑی اصل جن کو پیش نظر رکھنا تمام مسائل پر مقدم ہے وہ یہ غور کر لینا ہے اتفاق ممکن ہے اور اُن کے جمع ہونے سے حسب مراد نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے اگر ہم نے یہ غور نہ کیا اور اتفاق کی صدا اٹھاتے رہے تو وہ بے سود بزرگی اور بھاری تمام کوششیں رائیگان جائیں گی جن دوفروں میں منافات یا مضادات نامہ ہوں اُن کے جمع کرنے کی ہوس فحش اغلاط اور نامکن کو ممکن بنانے کی سعی ہے۔ بیشک دو گھوڑوں کو ایک گائے میں جوڑ کر زیادہ بدن کھینچا جاسکتا ہے لیکن بکری اور بھیڑیے کو ایک جگہ جمع کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ چاند اور دال ملا کر ایک تیسری چیز بنائی جاسکتی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہر دو چیزیں مل کر تیسری چیز کے وجود کی مفید ہوتی ہیں اور اُن دونوں کی ہستی تنہا جو فائدہ پہنچا سکتی تھی یہ مرکب اس سے زیادہ منافع ہو سکتا ہے بیشک جہاں مضادہ و منافات نہ ہوں وہاں یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور جہاں یہ ہر دو مل ایک ایک چیز تنہا جیسا کام دے سکتی ہے جمع کرنے سے وہ بھی باطل ہو جاتا ہے ایک خرمن کو آگ کے ساتھ جمع کیجئے تو ان دونوں کے ملنے سے کوئی کار آمد ہستی نہیں پیدا ہوگی بلکہ غلہ کی کھرا آمد ہستی بگڑ جائے گی اور وہ خاکستر ہو جائے

گا اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہ تحقیق کر لینا ہے کہ جن دوفروں کو ہم ملا رہے ہیں اُن کا ملنا کوئی اچھا نتیجہ رکھتا ہے یا یہ ملاپ ان دونوں کی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی ہستی کو فنا کر ڈالنے والا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ اتحاد میں بلند آہنگیاں کی گئیں اور جمعیتہ العلماء کے جہری فاضلوں نے ہندوؤں سے واداد اتحاد کے جواز پر آیات پڑھنا شروع کر دیں۔ اور آیات قرآنیہ کو اپنے مدعا کیلئے بے محل پیش کیا باوجودیکہ قرآن پاک میں صراحت تھی کہ یہ اتحاد ممکن نہیں اور اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں تباہ کن ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِلَهَافَةٍ مِنْهُ وَبِسُكُوتِ** اے ایمان والو! اپنے عزیزوں کو رازدار نہ بناؤ دیکھا پاکیزہ اور کار آمد نصیحت تھی کاش ہم عمل کرتے **لَا يَتَوَسَّكُوتُ خَافًا** وہ تمہاری نقصان رسانی میں درگزر نہ کریں گے (ملاحظہ فرمائیے ایسا ہی ہوا) **وَدُّوا مَا عَتَبْتُو** تمہاری ایذا رسانی اُن کی آرزو ہے۔ (اب تو تجربہ ہوا)

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ اُن کی دشمنی اُن کی باتوں سے ظاہر ہو چکی (یاد کرو گاندھی کا قول کہ ہندو ہندو نہ نہیں اور یہ قول کہ ہندوؤں کا غصہ انگریزوں کی تلوار کے نیچے دبا ہوا ہے ورنہ گائے ہر زور شمشیر چھڑائی جاسکتی ہے) **وَمَا تَخْشَى صُذُورُ هُوَ أَكْبَرُ** اور جو اُن کے سینے چھپا رہے ہیں وہ اور بڑا ہے (اب دیکھیے جو اس وقت سنیوں میں پھپی ہوئی تھی وہ کیسی بڑی نکلی اب ہزار ہا مسلمانوں کا خون کر کر بھی سمجھ جاؤ **لَوْ غَنِمْتَ**) **قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ** ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دیں اگر تم عقل بھونک رہے ہو تو تم کو اُن سے محبت کرتے ہو (اور اُن کی محبت میں اپنے حقیقی بھائی مسلمانوں کو چھوڑتے ہو اور دین اسلام کے شعار ترک کرتے ہو اور اپنے کولالہ اور پینڈت تک کہلاتے ہو **وَلَا يُجِبُّوْكُمْ** اور وہ تم سے محبت

ہیں کرتے (اب دیکھ لیا کہ قرآن پاک کا ارشاد کہ وہ خون کے پیاسے اور جان کے دشمن تھے) دَعُوْا مَعُوْذَ بِالْكِتَابِ مَلَكًا ۚ حالانکہ تم پوری کتاب پر ایمان رکھتے ہو
 وَاِذَا نَفَخْتُ فِيْكُمْ فَاَنْتُمْ اٰمَنَةٌ اِذَا قُلْتُمْ اَعْمَلُوا عَلَيْكُمْ الْاَنْبَا مِنْ الْغِيْطِ
 جب تم سے ملیں کہیں کہ تم ایمان لائے اور جب تنہائیوں میں جائیں تو تم پر غصہ
 سے پورے چبادیں۔ دیہ چال اور باقی رہ گئی ہے کہ اپنے آپ کو مومن بنا کر پھر تمہیں
 دھوکا دیں اور سنتے ہیں کہ بعضے کفار نے اسی زمانہ میں ایسا کیا بھی) قَدْ مَوَّتُوا بِغِيْظِكُمْ
 اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذٰلِ الْمُنْذُوْر ۝ کہہ دیجئے کہ تم اپنے غصہ میں مرو اللہ لوں کے بھید
 جانتے رہے رکاش مسلمان اس تعلیم الہی پر یقین کرتے تو بے شک ہندوؤں کی مراد
 پوری نہ ہوتی اور آج انہیں اپنے غصہ میں جل مرنا ہی نصیب ہوا) اِنْ تَسْتَكْثِرُوْا
 حَسَنَةً فَنَشْكُمُ ۚ اگر تمہیں بہتری چھو بھی جائے تو انہیں ناگوار ہو (دیکھ نہ لیا مصطفیٰ
 کمال پاشا کی کامیابی پر کسی ہندو نے دو کوڑی کا چراغ نہ جلایا اور ظاہری ملمع کاری
 کے طور پر بھی اظہار سرور گوارا نہ کیا) وَاِنْ تُحِبُّوْا حَسَنَةً فَنَشْكُمُ ۚ اگر تمہیں
 کوئی برائی پہنچے اُس سے خوش ہوں آج دیکھئے آپ کے پٹنے مارے جانے سزا پانے
 پر کس قدر خوشیاں منائی جارہی ہیں۔ فرمایا گیا تھا ہو ہو ہو کر
 رہا ایک آیت میں یہ ارشاد فرمایا دَعُوْا مَعُوْذَ بِالْكِتَابِ مَلَكًا ۚ
 تمنا ہے کہ ان کی ہرج تم بھی کافر ہو جاؤ۔ دیکھئے شدھی کی سرگرمیاں کہیں بھی کسی خیر کو
 واقعات سے کچھ بھی تفاوت ہوا اور کیوں کہ ہو سکتا ہے اللہ عظیم و خیر سے مگر افسوس
 مشرکین کو لوگ پیشوا بناتے رہے اور ان کی ہر بات کے سامنے سر نیاز جھکیا اور قرآن پاک
 کی آواز پر کان نہ رکھا ورنہ کیوں یہ روز بد دیکھتا نصیب ہوتا قرآن پاک نے بتا دیا تھا
 کہ کفار سے اتحاد و وادنا ممکن ہے اور ان پر اعتبار و اعتماد تباہی و بربادی کا سبب ہے
 تو اتحاد کی راہ میں یہ سنت غلطی تھی جس کی پاداش میں اُن نتائج کا مرتب ہونا ناگزیر

تھا جو آج سامنے ہے اب ثابت ہو گیا کہ اتحاد و اتفاق کی کوششوں میں کفار کے
 ملانے کا خیال ایسا ہی ہے جیسا روٹی کے ساتھ آگ جمع کرنے کا ارادہ اس غلطی سے
 تو ہو شیار ہو نا چاہئے اور عقل درست ہو تو تجربہ کے بعد اب کبھی ایسی خطا میں مبتلا نہ
 ہوں۔ حدیث شریف میں وارد ہوا لَا يَلِدُ الْاُمُوْمِيْنَ مِنْ حَبْوٍ وَاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ
 مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا یعنی مومن کو ایک مرتبہ دھوکا کھانے
 کے بعد ایسی بیداری ہو جانی چاہئے کہ پھر وہ اس قسم کی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔

مختلف مذاہب اور مدعی اسلام فرقوں کے ساتھ اتحاد

اب یہ مسئلہ اور غور طلب ہے کہ جو فرقے باطل اور اہل ہوا میں بعض اُن میں
 سے گمراہ ہیں بعض مرتد جو کفر کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں ان فرقوں کے ساتھ اتحاد
 کیا جائے یا نہ کیا جائے لوگ کہتے ہیں کہ ضرورت کا وقت ہے کفار کا مقابلہ ہے آپس
 کی مخالفتوں پر نظر نہ کرنا چاہئے۔ سب مل کر کوشش کریں۔ درحقیقت یہ بہت بڑی
 غلطی ہے اور حامیان اتفاق ہمیشہ اس کے مرتکب رہے ہیں اور اسی وجہ سے انہیں
 کبھی اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ شیعہ باہم متفق ہو جاتے ہیں اور اُن کی آل انڈیا
 کانفرنسیں کام کرتی ہیں وہ اپنا شیرازہ درست کر لیتے ہیں اور اُس وقت سنی یا کسی اور
 فرقہ کی طرف نظر بھی نہیں کرتے غیر مقلد متحد ہوتے ہیں ان کی آل انڈیا المجدیث کانفرنسیں
 قائم ہوتی ہیں وہ آپس میں نظم و ارتباط کے رشتے مضبوط کرتے ہیں اور دوسرے کسی گروہ
 کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ دیوبندی وہابی اپنی جھتیں بنا کر اپنا کام کرتے ہیں۔ قادیانی باہم
 متحد ہو کر ایک مرکز پر مجتمع رہتے ہیں۔ یہ سب اپنے اپنے کام میں چست اور اپنے نظام
 کو استوار کرنے میں مصروف ہیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں کسی کا سہارا نہیں
 دیتے لیکن ہمارے سنی حضرات جو بلفصلہ تعداد میں تمام فرقوں کے مجموعہ سے قریب

قریب آٹھ گئے زیادہ ہیں نہ ان میں نظم ہے نہ ارتباط نہ کبھی ان کی کوئی آل انڈیا کانفرنس قائم ہوئی نہ اپنی شیرازہ بندی کا خیال آیا انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ہمت ہی نہیں اگر کبھی اپنی درستی کا خیال آیا تو اس سے پہلے اختیارِ نظر گئی اور یہ سمجھا کہ وہ شامل نہ ہوئے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے باوجودیکہ اگر صرف یہی باہم متحد ہو جائیں اور چھ کروڑ کی جماعت میں نظم قائم ہو تو انہیں ان کی کچھ حاجت ہی نہیں بلکہ اس وقت ان کی شوکت دوسرے فرقوں کو ان کی طرف مائل ہونے پر مجبور کرے گی اور یہ اختلافات کی مصیبت سے بچ کر اپنے اتحاد و انتظام میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن افسوس تمام چھوٹے چھوٹے قلیل التعداد فرقوں نے اپنے اپنے حدود و محفوظ کر لئے اور اپنی شیرازہ بندی و اجتماع سے دنیا میں اپنی ہستی اور زندگی کا ثبوت دے دیا۔ بغیر ملک میں ان کی آوازیں پہنچنے لگیں مگر ہمارے سنی حضرات کے دل میں جب کبھی اتفاق کی اُمنگیں پیدا ہوئیں تو انہیں اپنوں سے پہلے مخالف یاد آئے جو رات دن اسلام کی بیگنی کے لئے بے چین ہیں۔ اور سینوں کی جماعت پر طرح طرح کے حملے کر کے اپنی تعداد بڑھانے کے لئے مضطرب اور مجبور ہیں۔ ہمارے برادران کی اس روش نے اتحاد و اتفاق کی تحریک کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا کیونکہ اگر وہ فرستے اپنے دلوں میں اتنی گنجائش رکھتے کہ سینوں سے مل سکیں تو علیحدہ و ٹیڑھ اینٹ کی تعمیر کر کے نیا فرقہ ہی کیوں بناتے اور مسلمانوں کے مخالف ایک جماعت کیوں بناتے وہ تو حقیقتاً مل ہی نہیں سکتے اور صورتاً مل بھی جائیں تو ملنا کسی مطلب کے لئے ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے ہر دم نیش زنی جاری رہتی ہے۔ اور اس کا انجام جدال و فساد ہی نکلتا ہے۔ یہ تو تازہ تجربہ ہے کہ خلافت کمیٹی کے ساتھ ایک جماعت جمعیتہ العلماء کے نام سے شامل ہوئی جس میں تقریباً سب کے سب یا بہت سے زیادہ دہلوی اور غیر مقلد ہیں نادر ہی کوئی دوسرا شخص ہو تو ہوا اس جماعت نے خلافت کی تائید کو تو عنوان بنایا۔ عوام کے سامنے نمائش کے لئے تو یہ مقصد پیش کیا۔ مگر کام اہل سنت کے مدد اور ان کی بیگنی

کا انجام دیا اپنے مذہب کی ترویج اس پرورد
مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدر جمعیتہ العلماء صوبہ بمبئی کا ایک خط آیا ہے جو انہوں نے
مدارس کا دورہ فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ وہابی اس صوبہ میں اس
قوی رویہ سے جو ترکوں کے درونگ حالات بیان کر کے وصول کیا گیا تھا اب تک دولاکھ
تقویۃ الایمان چھاپکر مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اب بتائیے کہ ان جماعتوں کا ملانا نداؤں و درد سر
خریدیں ہوا یا نہیں اپنے ہی رویہ سے اپنے ہی مذہب کا نقصان ہوا۔ الفرض دوسرے
فرستے ہم سے کسی طرح نہیں مل سکتے ملیں تو دھوکا ہے جس سے ہمیں اور ہمارے مذہب
کو سخت مضرت و نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ ان کی بدولت
کرڑوں سنی چھوٹ جاتے ہیں جو ان کے شامل ہونے کی وجہ سے علیحدہ رہتے ہیں۔ مگر اب
تک یہی رہا کہ سنیوں کی کثیر تعداد کو چھوڑا گیا اور ان مختلف فرقوں کے ملائے کی کوشش
کی گئی جس میں مختلف قسم کے درندے ہیں کہ ان کے جمع کرنے سے بجز فتنہ اور فساد کے
کچھ حاصل نہیں۔ اتفاق کی کوششوں میں ناکامی کا اصل راز یہی ہے اور اسی وجہ سے
حامیان اتحاد و مساکت کروڑ مسلمانوں کے اجتماع سے اب تک محروم رہے بشریعت طاہرہ
نے ان گمراہ فرقوں کے ساتھ اتحاد کی اجازت نہیں دی بلکہ ان سے جدا رہنے اور اجتناب کرنے
کا حکم دیا ہے۔ حدیث : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَعَ صَاحِبٌ
بِدْعَةٍ فَقَدْ آعَاكَ عَنْ هَدْيِ الْإِسْلَامِ جَبْتِمْعِی کی تائید کرے وہ اسلام کے
دھماکے پر مدد کرتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے لَا تَجَالِسُوا هُمْ
وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تَأْكُلُوا مِنْهُمْ۔ ان کے ساتھ مجالست و ہم نشینی نہ کرو نہ ان کے
ساتھ مواصلت و مشاربت کھانا پینا کرو۔ ایک اور حدیث میں ہے
مَنْ جَاءَهُمْ بِبَيْدَةٍ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاءَهُمْ بِبِلْسَانِهِ
فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاءَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُنْهِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ
ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَدُّ ذَلِ۔ جس نے ان سے اپنے لہجے سے

جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے ماسوا رائی کے دانہ برابر ایمان نہیں۔
قرآن پاک میں ارشاد فرمایا لَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْفَقِيرِ الظَّالِمِينَ ۝
یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت بیٹھو تفسیر احمدی میں ہے اِنَّ الْفَقْرَ الظَّالِمِينَ
لَيَعْمُو الْمُبْتَدِعُ وَالْفَاسِقُ وَالْفَاجِرُ وَالْفَقِيرُ مَعَ كُلِّهُمْ مُمْتَنِعٌ
کہ قوم ظالم بدعتی فاسق فاجر سب کو عام ہے اور سب کے ساتھ ہم نشین ممنوع ہے۔
علاوہ بیزب صد ہا نصوص سے بصراحت ثابت ہے کہ فرق ضالہ اور مبتدع کے ساتھ
اتفاق و ارتباط ممنوع و ناجائز ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرمانے کا وقت
اسلام پر ایسا نازک وقت تھا کہ پھر ایسا نازک وقت قیامت تک کبھی نہ آئے گا خود
حضور اقدس کی مفارقت آنا بڑا صدمہ تھا جس نے صحابہ میں تاب و تواں باقی نہ چھوڑی
تھی شب و روز رونا اور بے قرار رہنا اُن کا معمول تھا استیلائے غم کی یہ کیفیت کہ رفقاء
سامنے آئیں سلام کریں اور انہیں مطلق خبر نہ ہو وادھر دشمنان اسلام نے سمجھ لیا کہ اب وقت
ہے وہ تیغ و سنان سنبھال کر تیار ہو گئے دنیا کے تمام کفار اسلام کے ساتھ عداوت کی
موجیں مار نیا دل سینوں میں رکھتے تھے غیظ و غضب میں آپ سے باہر ہو گئے اس وقت
ایک جماعت نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اسلام نو عمر ہے اُس کے مربی پیشوا نے
ابھی پردہ فرمایا ہے۔ رفقاء غم سے بیتاب ہیں و تھمن شمشیر بفت میں اس سے بڑھ کر اور
کیا نازک وقت ہو گا اُس وقت صدیق اکبر پالیسی پر عمل نہیں کرتے کہ سب کو ملا لیں یا غلط
کاروں پر صبر کر کے خاموش ہو جائیں اور دشمنوں کی قوت کے اندیشہ سے کسی سے کوئی باز پرس
اور واروہ گیر نہ کریں۔ بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جانیش اُس حالت سے ذرا
مرعوب نہیں ہوتا اور نہایت بہت و استقلال اور جرأت و شجاعت کے ساتھ اس قوم
کے خلاف جہاد و قتال کا اعلان فرما دیتا ہے جس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اس کا

یہ اثر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قوم پر غلبہ حاصل ہونے کے
ساتھ کفار پر بھی اقتدار حاصل ہوتا ہے اور خلیفہ رسول کا یہ استقلال ان کی ہمتیں توڑ
دیتا ہے۔ آخر کار صحابہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ خلیفہ رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فیصلہ میں حق پر ہیں تو آج مسلمان طاہرہ اور پیشوا
کا اتباع چھوڑ کر ان کے خلاف راہ چل کر کس طرح منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں جس چیز
کو شریعت نے ناجائز کیا اس سے کوئی فائدہ کیونکر مقصود ہو سکتا ہے اور کوئی موافق مدعا نتیجہ
کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ لہذا اتفاق کی کوشش کے لئے ہمیں سب سے پہلے اس اصل
اعظم کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہمیں اہلسنت کے ساتھ اتفاق کرنا اور انہیں ایک رشتہ
میں مربوط کر کے اُن کی مشترکات کو یکجا کر لینا ہے یہی ہمیں مفید ہے اور خدا میسر کرے اور
ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو آج سات کروڑ مسلمانوں کی کثیر تعداد ایک مقدمہ
قوت نظر آئے اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرسے اس کی شوکت و قوت دیکھ کر خود اُس
میں غلنے کی کوشش کریں اور ہماری اکثریت انہیں مفسدہ خیالات سے باز آنے پر مجبور کر
دے۔ اور حقیقی اتحاد اور اُس کے نفیس برکات دنیا کی قوموں کو نظر آجائیں۔ اس لئے سب سے
پہلے یہ اصل اعظم مد نظر ہونا چاہئے۔ اب میں اُن اختلافات پر بھی تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں
جن سے چشم پوشی کرنا اتفاق کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

تفرقہ اقوام

مختلف مذاہب ملا کر سرگز ایک نہیں کئے جاسکتے مذہبی جذبات کو باطل نہیں۔
کسی قوم کا اپنے مذہبی خصوصیات و امتیازات کو آپ کے اتفاق پر فرار کر دینا بالکل نامعقول۔
ایسی ناممکن بات کے لئے تو بار بار کوششیں کی گئیں وہ اختلاف جو مسلمانوں کے شیرازہ
کو درہم برہم کرتا ہے اور جس کی بنیاد تکبر و عجز و افسانیت و خود نمائی کی زمین میں رکھی

گئی ہے اُس کو دور کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی مسلمانوں کے درمیان
 شریعت طاہرہ نے عقائد و اعمال سے تو امتیاز قائم کیا ہے لیکن پیشہ اور حرفت و نسب
 کو ذریعہ جدال نہیں بنایا، آج ایک مسلمان جو بد مذہب بے دین کافر تک کے لئے اغوش
 محبت روا رکھتا ہے اپنے حقیقی بھائی سے ملنے کے لئے تیار نہیں اگر وہ بھڑی بچتا ہے
 یا کپڑا بٹن ہے تو مسلمانوں کو مختلف قوموں میں تقسیم کرنا اور انہیں حقارت و نفرت
 کی نگاہوں سے دیکھنا وہ سلام کریں تو تیوری میں مل ڈالنا اتفاق کے لئے سم قابل ہے
 اور جب تک یہ خصلت موجود ہے اس وقت تک اتفاق کی طمع سعی لا حاصل ہے۔
 اسلام کی قدر کرنا لاکھ پیشہ اور حرفہ اور شان و صورت اور نسب و نام پر نظر ڈالتا ہے
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومی حبیبی کو بلال حبشی کے قدموں پر تار کر دیتے ہیں اور سید
 عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربدین منکر رسائی سے محروم رہتے ہیں جو غریبوں کے ساتھ
 بیٹھنے میں عدا کرتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے ہندوستان میں آکر ہندوؤں کی خصلت اختیار کی جیسے
 اُن میں قومی نفرت تھے۔ اور وہ چھوٹی قوموں کو کتوں سے زیادہ ذلیل جانتے ہیں۔ گنا اُن
 کے چوکے میں آجائے تو چوکا ناپاک نہ ہو گا مگر چھوٹی قوم کا آدمی چوکے میں آنا درکنار اس قابل
 بھی نہیں کہ صبح اُنہیں منہ دکھائے سفر کے وقت۔ و صوبی کا سامنے آنا اُن کے اعتقاد میں سرفک
 ناکامی کی دلیل اور فال بد ہے اسی کی نقل مسلمان کر رہے ہیں کہ پابند شریعت رائج العقیدہ
 مسلمان عزیمت و افلاس کی وجہ سے ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہیں ان کا نام کمین رکھا جاتا
 ہے۔ اُن کو مجلس بلکہ بعض انسانی حقوق تک سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ان
 نخوت شعار کا عمل اُن اسلامی بھائیوں کے دلوں پر لوک نشتر سے زیادہ المناک گھاؤ کرتا
 ہے اُن کا دل اس بڑا ڈسے پھٹ جاتا یہ انہیں حقیر و ذلیل دیکھتے ہیں وہ ان سے ٹوٹ جاتے ہیں
 نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اُن کے دلوں میں ان کی ہمدردی نہیں رہتی قرآن پاک میں ارشاد ہوا
 رَآكَرَمَكَ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاكُمْ فَمِنْ زِيَادَةِ كَرَامَتِ وَاللَّهِ كَرَمٌ

تمہارا بڑا پرہیزگار ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا اِنَّ اَوَّلِيَّائِي اِنَّهُمْ مُتَّقُونَ
 میرے اولیاء میرے دوست صرف پرہیزگار ہی ہیں۔ قرآن پاک تو پرہیزگاروں کو
 اشرف اکرم خدا کا دوست اُس کا ولی بتاتا ہے مگر آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ
 خدا کے پرہیزگار متقی نیک بندوں کو ان کے حرفہ اور پیشہ کی وجہ سے کمین اور ذلیل کہتے ہیں۔
 اور فاسقوں فاجروں کو بدکاروں رشوت لینے اور سود کھانے والے ظالموں کو شریف
 مان لیتے ہیں اقوام کے یہ تفرقہ اور اہل حرفت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا مسلمانوں کے اجتماع
 و اتحاد کے لئے نہر بلا ہے اگر آپ اجتماعی قوت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جماعتی طاقت
 سے زبردست ہو کر دنیا کی قوموں میں عزت و وقار کی زندگی آپ کا مقصد ہے تو اپنے
 چھوٹوں کو بڑھائیے۔ چھوٹوں کو ملائیے گروں کو اٹھائیے۔ ہمارا ہر بھائی خواہ وہ کوئی پیشہ
 کرتا ہو ہماری نگاہ میں دنیا کے تاجروں سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے اُس کو دیکھتے ہی
 ہمارا چہرہ شگفتہ ہو جانا چاہئے۔ یکس قدر افسوسناک ہے کہ ایک مسلمان کے پاس دوسری
 قوم کا کوئی شخص آتا ہے تو وہ اس کا اکرام اور اکرام میں یہ مبالغہ کرتا ہے کہ اپنی جگہ اس کیلئے
 چھوڑ دیتا ہے لیکن اگر ایک غریب مسلمان اُس کے پاس پہنچتا ہے تو اُس کو ان کی مجلس
 میں باریابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنوں کو جو قوم اغیار سمجھتی ہو اور اغیار کے ساتھ لگانوں
 سے زیادہ سلوک کرتی ہو وہ کس طرح دنیا میں کامیاب زندگی بسر کر سکتی ہے۔ یہیں تو یہ
 کہنا چاہئے اور اس منافرت کو جلد سے جلد دور کرنا چاہئے جو ہماری بربادی کا باعث
 ہے اگر آپ اپنے چھوٹوں کو سینہ سے لگائیں گے تو آپ کو سراور آنکھوں پر بھنائیں گے
 اگر آپ اُن سے محبت کا ہمتاؤ کریں گے۔ تو وہ آپ پر دل و جان قربان کر دیں گے حرنے اور
 پیشہ کو ذیل نہ سمجھو تمہاری کامیابی کا راز ہے۔ اگر آج ہم میں یہ بات نہ ہوتی تو ہم میں صد ہا گداگر
 اور چور اچکے بھی نہ ہوتے۔ پیشہ کرنا غیب قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے شرم آتی ہے تو کوری اور غلامی
 کی زندگی اختیار کرتے ہیں تو کوری اور خدمت گاری میرے نہیں آتی تو چوری اور گداگری کے سوا چارہ بھی کیا ہے

خدا را ہوش میں آؤ اور تباہ کر ڈالنے والے عزور ترک کرو۔

باہمی سلوک

اس کے علاوہ مسلمانوں کے باہمی سلوک اس قدر خراب ہیں جو ان کا شیرازہ دست نہیں ہونے دیتے جو عنایتیں اور محبتیں اپنے بھائیوں کے ساتھ لازم تھیں وہ سب اختیار کے لئے بے منت حاضر ہیں دوسرے کی دعوت اور اپنے دیگر
ایک ایسی چیز ہے جو کریم النفس آدمی کی بہترین خصلت شہادت جاتی ہے جھوٹی سی خطا دینے دوسرے کی غلطی یا زیادتی سے چشم پوشی کر کے اخوت و محبت کو محفوظ رکھنے اور غیظ و غضب کی آگ میں انس و محبت کا سرمایہ نہ بچونکے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمانوں میں یہ صفت نہیں ہے عفو و درگزر و فرو گذاشت کی خصلت ان سے کنارہ کر گئی ہے۔ ایسا نہیں یہ خصلتیں سب ہیں اور ضرور ہیں اور دنیا کی قوموں سے نادر ہیں لیکن بے عمل صرف ہوتی ہیں عفو و درگزر ہندوؤں کے ساتھ صرف کی جاتی ہے یہاں تک کہ خون معاف کر دیئے جائیں لوٹ مار تاخت و تاراج سے چشم پوشی کر لی جاتی ہے اور حد سے گزر کر یہاں تک بھی نہ پہنچ جاتی ہے کہ جوش محبت میں مذہبی حقوق سے دستبرداری کر لی جاتی ہے مدہ ظلم کرتے ہیں اور یہ عاشق ناز ہر وار کی طرح اس کو خوش دلی سے برداشت کرتے ہیں اور اعلان کر دیتے ہیں کہ تم تنے ظلم کر دہم کہیں تم سے پھرنے والے نہیں ان کے لئے ان کی آغوش محبت واہی رہتی ہے لیکن حقیقی بھائی سے تن جاتے ہیں تو ایک پرہیزگار پرچار انگشت زمین پر مقدم چل پڑتا ہے اور ہائی گورٹ سے ادھر ختم نہیں ہوتا کوئی پہنچایت اس کو طے نہیں کر سکتی صد ہا نظیریں ہیں کہ دو بھائی ایک درخت پر لڑے اور ریاست ہندوؤں کے پاس پہنچ گئی دونوں نادر ہو گئے مگر اب ریاست کی جگہ باہمی صداقت بہت دولت کھوپچے تو ہر ایک دوسرے کی آبرو کے درپے ہے خود کچھ نہیں کر سکتے

تو چاہتے ہیں کہ دوسروں ہی سے بھائی کو ذلیل کرادیں۔ اب ان اختیار کو جرأت ہوتی ہے۔ اور خود یہ بھائی صاحب بھی اغیار کی نظر میں وہی حیثیت رکھتے ہیں مال بھی گیا دونوں کی آبرو بھی گئی اس طرح مسلمان اپنے سرمایہ اور اپنی آبرو کھو چکے ہیں۔ مگر افسوس کوئی تباہی موجب حیرت نہیں ہوتی۔ کوئی مصیبت بیدار نہیں کر سکتی اگر اتفاق کی خواہش ہے تو طبیعتوں کے طیش کم کیجئے معصہ پر اختیار پیدا کر کے آپس میں درگزر اور فرو گذاشت کی عادت ڈالیئے اور اگر آپ کو اپنی طبیعت پر قابو نہ ہو تو اپنے معاملات و بندار مسلمانوں اور یادین کے عالموں کو تفویض کیجئے اور ان کے فیصلہ پر کہ درحقیقت وہ مشرع مطہر کا فیصلہ ہو گا رضامند ہو جائیئے اور نزاع ختم کر ڈالیئے۔ مسلمانوں کی منازعت میں دوسرے مسلمانوں کو مصالحت کی انتہائی کوشش لازم ہے اگر دو مسلمان آپس میں لڑیں تو چاہئے کہ اس درد سے حملہ کا غلہ بے چین ہو جائے اور جب تک ان میں صلح نہ کرالے چین سے نہ بیٹھے۔

باہمی اصلاح کی تدبیر

نانکی پابندی کو جماعتوں میں حاضر ہوا اس سے تمہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ ملنے اور ان کے حالات دریافت کرنے کا موقع ملے گا اور باہمی محبت زیادہ ہوگی اس بچہ قوتہ اجتماع میں یہ لحاظ رکھو کہ اگر حملہ کے کسی مسلمان کو دوسرے سے ادنیٰ شکایت ہو تو دوسرے مسلمان درمیان میں پڑ کر اس کو فوراً رفع کر دیں اور اس کے لئے اپنے تمام اثر کام میں لائیں۔ ہر مسلمان دوسرے کا بھائی خواہ مداح ثنا گمر بھی ہو اور محتسب بھی اپنے بھائی کی ہر طرح حفاظت کرے دوسروں کی نظر میں ذلیل نہ ہونے کے کسی بدی میں مبتلا پائے تو پوری قوت سے بچانے اخلاقی دباؤ اور محبت کی تاثیر وہ کام کرتی ہے جو سخت ترین سزاؤں سے نہیں نکل سکتا۔ سمجھانے کے لئے محبت کے لہجے اور خوشگوار طرز گفتگو کو اختیار کرو وہ انداز کلام بالکل ترک کر دو جو دوسرے کو ناگوار ہو تمہاری زبانیں شیریں ہوں۔ تمہاری باتیں پیاری ہوں تمہارا طرز عمل

محبت پیدا کرنے والا ہو یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام دیتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے
 اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَيْدِهِ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ و
 السلام فرماتے ہیں مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچے دوسری
 حدیث شریف میں ارشاد فرمایا قُلْتُ مَا اِلِسْلَامُ قَالَ طَيِّبُ الْكَلَامِ
 وَالطَّعَامِ حضور سے دریافت کیا گیا اسلام کی شان کیا ہے فرمایا خوش کلامی اور
 میزبانی ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا اَنْ تَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا حَبَبَ
 لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لِهَقْمِ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ یعنی فضائل ایمان میں سے ہے کہ تو
 اور لوگوں کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور دوسروں کے لئے گوارہ
 نہ کرے جو اپنے لئے گوارہ نہ ہو ایک اور حدیث میں وارد ہوا - اَنْ تَتَّقَ آخَانَ
 بِوَجْهِ طَيِّبٍ اپنے بھائی سے ملے تو کشادہ روی کے ساتھ اسلامی اخلاق
 پیدا کیجئے۔ اس خوشبو میں بس جائیئے تو آپ بھول کی طرح سر چڑھ لئے جائیں گے
 اوریوں اتفاق کے خالی لیکچر تھوڑی دیر کی واہ واہ اور زینت بزم کے سوا کچھ نفع نہیں دیتے۔

مساجد کی انجمنیں

اب ضرورت ہے کہ ہم مساجد کی جماعت کو اپنی بہترین انجمن سمجھیں اور اُس میں
 شریک ہو کر آپس کی محبت بڑھائیں بتو وہ اخلاق پسندیدہ فضائل پیدا کر کے علماء اتحاد و اتفاق
 کو نشوونما دیں۔ امام ہمارا صدر مجلس ہو تمام غازی اراکین انجمن ہم تن واحد کے اعضاء کی
 طرح باہم مربوط اور ایک دوسرے کے ہمدرد و مددگار ہوں۔ اپنی
 درستگی اور اپنے بھائیوں کی اعانت ہماری انجمن کا مقصد ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی شوکت
 کا لطف آجائے مسجدوں میں جماعتوں کے بعد اس پر غور کیا جائے کہ محلہ کا کون کون
 شخص نماز کے لئے حاضر نہیں ہو سکتا اہل کو حاضر کرنے کی کوشش کی جائے اور محلہ کا ہر شخص

اُس سے ملے اخلاق و محبت کے ساتھ مسجد میں حاضر نہ ہونے کا سبب دریافت کرے
 اور عدم حاضری اظہار افسوس کے ساتھ محبت آمیز لہجہ میں پابندی جماعت کی درخواست
 کرے اور یہ عمل جاری رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کو پابندی کی توفیق دے مگر یہ
 ملحوظ رہنا چاہئے کہ اس ترغیب میں اپنی تعلی و تفوق اور اُس کی حقارت کا پہلو نہ نکلتا ہو۔
 اماموں کی عظمت کی جائے۔ محلہ کے رہنے والے اپنی شادی و غمی کے کام باہمی مشورہ
 سے کریں۔ اور محلہ کا ہر شخص اخلاص کے ساتھ دوسرے کی شرکت و امداد کرے بغیبت
 اور بدگوئی ترک کر دی جائے۔ کہ یہ نفاق و عداوت کی بنیاد ہے۔ ہر مسلمان اپنے مذہبی فرائض
 ضروریات زندگی میں سب سے اہم و افضل سمجھے۔

اغیار کے ساتھ ہمارا برتاؤ

اس موقع پر میں یہ بھی صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ دیگر مذاہب مختلف فرقوں
 اور دوسرے دین والوں کے ساتھ ہمیں کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔ اس وقت ہمیں اپنی
 درستگی اور اپنے تحفظ کی فکر دامن گیر ہے ہماری تمام کوششیں اسی امر پر مبذول ہیں کہ
 ہم اپنی بگڑی حالت کو بنالیں اور اپنی روز افزوں فلاکت کے سیلاب کو کسی طرح روکیں۔
 ہمیں جس طرح بھی ممکن ہو امن کی زندگی بسر کرنا چاہئے جھگڑے اور شائع کا جس راہ میں
 خطرہ اور اندیشہ ہو اُس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ مسلمان اس کے حامی ہیں۔ خدا کا شکر
 جہاں تک ججہ علم ہے کہ اب تک مسلمان ہند کے ہر مقام پر امن کے حامی رہے ہیں اور
 کہیں ان کی طرف سے فساد نہیں ہوا۔ واقعات پر بے رعایت رائے قائم کرنے والے ہندو
 بھی اس سے متفق ہیں۔ گو بعض ہندو پرست لیڈر جن کی زبانی ہندوؤں کا خریدار ہوا پرلپس ہے
 مسلمانوں کو بے وجہ مورد الزام قرار دے اور اُن پر وہ غلط ویلے بنیاد الزام لگائے جو
 ہندوؤں نے حربی حملوں کے ساتھ ظلمی اور زبانی حملوں کے طور پر مسلمانوں پر کئے ہیں اور جو بالکل

واقع کے خلاف اور محض بے اصل ہیں نہیں نے اپنے مقصد تک تحقیقات بھی کی اور ساد کے مقامات پر خود بھی اس عرض کے لئے گیا اور اپنے عزیز قائم مقاموں کو بھی بھیجا جہاں تک تفتیش و تحقیق کے ذرائع میسر آسکے جستجو کی گئی یہی ثابت ہوا کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار نہیں تھے اور انہوں نے لڑائی نہیں لڑی۔ ہندوؤں نے پوری تیاری اور آمادگی کے ساتھ رائے اور مشورے کر کے ایک منتظم مقابلہ کی تیاری کے بعد مسلمانوں پر حملہ کیا اور چونکہ وہ کام ایک مشورت کے ساتھ ہوتا تھا ان کی مجلسیں اس کام کے لئے ایک وقت معین کر لیتی تھیں اسی وقت تمام شہر میں مختلف مقامات پر ہندوؤں کے حملے شروع ہو جاتے تھے اور ہر مسلمان بلالہ دم اور واجب القتل سمجھا جاتا تھا۔ مسافر بچے۔ عورتیں۔ بوڑھے کمزور بہادری کی مشق کے لئے سو رماؤں کے تیر ستم کا نشانہ ہیں۔ مسلمان ایسے اچانک حملوں کی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لامحالہ مسلمانوں کو جانی مانی ہر طرح کے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہندو چونکہ پیٹے سے تیار ہیں حملے کرنے سے پہلے ہی قانونی کارروائی کرنے کے لئے ان کی ایک مستقل جماعت تیار رہتی ہے۔ وہ مارتے بھی ہیں اور مسلمانوں کو مقدمہ میں ماغذ بھی کرا لیتے ہیں۔ طبقہ لیڈران تو ان کا حق تک ادا کرنا فرض ہی جانتا ہے اس کے علاوہ سودی قرض دیا و عین پر ہیں وہ مسلمانوں کے خلاف جھوٹی شہادتیں دے کر مسلمانوں کو پھنسا دیتے ہیں ہندوؤں کے اخبار ستم ایجاد و خونخواروں کو مظلوم اور بے گناہ مظلوم مسلمانوں کو جفا کار ثابت کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور یہ ان کا قلمی حملہ ہوتا ہے ہندوؤں کی ہر ایک جماعت مسلمانوں کو ختم کر ڈالنے کے خیال میں وقف ہو گئی ہے۔ جسے لٹھ چلانا آتا ہے وہ لٹھ سے جو آتشیں اسلحہ رکھتا ہے وہ ان سے جو جھوٹی شہادت دے سکتا ہے وہ اپنی زبان سے جو حکام میں ہے وہ غلط بیانیوں اور جھوٹی شکایتوں سے قانون پیشہ مفت و کالت سے ہلن قدم اور ایڈیٹر خلاف واقع خبروں اور شور و شائستگی مضمونوں سے ہندوؤں کی چیرہ دستی اور ستمگاری انتہا تک پہنچا دینا چاہتے ہیں اور اس کو اپنے مذہب کی و اہل مذہب کی بہترین خدمت سمجھتے ہیں اس مذہب کی جس

کی دوکان کا نمائشی سائن بورڈ انہما (بے آزادی) ہے۔ مسلمانوں کا حکام میں طبقے کچھ ہندوؤں کے میل جن رعایت مروت سے کچھ ان کی اکثریت و قوت کے رعب سے کچھ اپنی مالی کمزوری سے ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کی تائید میں حکام تک پکے واقعات پہنچانے سے بالکل مجبور ہے۔ وہ عام مسلمانوں کے ساتھ اپنی بے تعلقی کا اظہار اور مصیبت ستم رسیدہ عجزیہوں کے درد دکھ کا بیان اپنے لئے خطرہ آبرو سمجھتا ہے۔ مسلمان وکیل مفت تو کیا مقدمات کی پیروی کریں کافی محنتا نہ لے کر بھی بے پروائی کر جاتے ہیں اور اپنی بد اخذ قیوں سے ستم کش تباہ شدہ مسلمانوں کو اور زیادہ پریشان کرتے ہیں بعض کوئی صورت نہیں ہوتی کہ مسلمان قانون سے بھی فائدہ اٹھائیں سکیں اور حکومت کی حمایت بھی کچھ ان کے کام آسکے ایسی مجبور تو کم کیا لڑائی کا ارادہ کرے گی۔ اور کیا اس میں جنگ کی امنگیں پیدا ہوں گی۔ اس کو ہندوستان کی رہنے والی تمام قومیں جانتی ہیں کہ فساد انگیزی میں مسلمانوں کا ذرا بھی حصہ نہیں گو کہ ملک کے لیڈر (جو ہندو یا ہندو پرست ہیں) مظلوم اور پامال ستم مسلمانوں کو مجرم قرار دیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ہر جگہ لڑائی کے موقعوں سے طرح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے تمام تیر بار نہایت اطمینان کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں کوئی مسلمان کہیں مزاحم نہیں ہوتا۔ لیکن جب مسلمانوں کی کوئی تقریب آتی ہے تو ہندو جھگڑے پیدا کرنے کے لئے خلاف معمول نئی نئی رسمیں نکالتے اور شور و شائیں مچھلاتے ہیں۔ ہندوؤں کے معابد کے سامنے مسلمان کہیں کوئی شور و غوغا نہیں کرتے۔ ان کے کسی کام میں خلل نہیں ہوتے لیکن مسجد کے سامنے سنگم اور بابے بجا کر فساد کی بنیادیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ان تمام واقعات سے یہ حقیقت ناقابل انکار ہو جاتی ہے کہ ان خونریزیوں میں مسلمانوں کا قصد و ارادہ بالکل خال نہیں ہے۔ یہ نہ ہا ہندوؤں کے جوش غضب کا نتیجہ ہے مگر اس کے باوجود میں پھر براہِ وطن اسلام سے بھی عرض کرتا ہوں کہ وہ امن پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور اپنے آپ کو جنگ سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔ اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا ہماری قومی اور مذہبی

زندگی کے لئے نہایت خطرناک ہے ہمیں جہاں تک ممکن ہو اور جس طرح ممکن ہو لڑائی کے موقعوں سے طرح دینا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں اپنے جان مال دین ملت کے تحفظ کے لئے اُن کی چالوں سے ہوشیار و آگاہ بھی رہنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ دشمن موقع کی تاک میں ہے اور موقع مل جائے تو وہ ہمارے ساتھ کسی کسے نہ دالائیں ہم اپنے آپ کو اُس موقع سے بچاتے رہیں ایسا نہ ہو کہ دیکھنے زمانہ کی طرح دشمنوں پر اعتماد کیا جائے اپنی باگ ان کے ہاتھ میں دے دی جائے اپنی کشتی کا خدا مان کر اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں ڈالا جائے آنکلیں بند کر کے اُن کی تنقید کرنے لگیں جس راہ وہ ہمیں ے چلیں ہم وہ راہ چل کر مرے ہوں۔ ماضی قریب کی سیاسی جماعتوں اور کمیٹیوں کے اغوار سے مسلمان ان غلطیوں کا شکار ہو چکے ہیں جن کے نتائج آج یہ رونما ہو رہے ہیں کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے استیصال پر کمر باندھ لی ہے کہیں مرتد کرنے کی کوششیں ہیں کہیں تیغ و تفتک سے جلے ہیں کہیں قانونی شکنجوں میں کسا جاتا ہے یہ سب اُسی ہندو پرستی کا صدقہ جو پچھلے چار پانچ سال مسلمان کر چکے ہیں اب بہت احتیاط کرنا چاہئے کہ کبھی غلطی اس غلطی میں مبتلا نہ ہوں۔ کبھی اپنے امور اُن کے اختیار میں نہ دیں جس طرح وہ مقابل ہو کر ہماری جان و مال عزت و آبرو دین و مذہب کو برباد کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ اعتماد حاصل کر کے دوستی کے پیرایہ میں ہمارے ہاتھوں سے ہم کو نقصان پہنچا دیتے ہیں پچھلے دور میں جب مسلمان ہندوؤں پر اعتماد رکھتے تھے انہوں نے طرح طرح کے نقصان پہنچا کر جاری قوتوں کو مالا مال کر دیا۔ اب ہمیں پھر اس داؤ میں نہ آنا چاہئے اس زیادہ نقصان ہمیں اُن مسلم غلامت فروشوں سے پہنچا جو ہندو طبع ہندوؤں کے گاندے اور کارکن اور ان کی آواز اُن کے ارگن تھے اور کٹھ پتلی کی طرح اُن کے اشاروں پر ناکارہ تھے۔ اُن کے جوش غضب و مسلم آزاری کے لئے یہ مسلمانوں پر چل جانے والے ہتھیار تھے جنہوں نے ہندوؤں کی ٹکٹیاں کا ندھوں پر اٹھائیں پیشانیوں پر قشتے لگائے سیوا سستی کے پرستے لگوں میں ڈالے اپنے ناموں کے ساتھ

نڈرت لادھ لکھوایا۔ بے پکاریں ہندوؤں میں مٹ گئے یا یوں کہنے کو ہندوان میں طول کر گئے مجموع میں اپنے مسلمان ہونے کا انکار کیا طرح طرح کی خرافات کی لیکن ہندوؤں سے ناجائز منفعت کی توقع میں اور ناپاک مال کے لالچ میں مسلم کشی پر کمر باندھی۔ اسلامی خصوصیات و امتیازات کو مٹایا۔ اسلامی شعائر مند کرنے کی کوششیں کیں بشروہا نند جیسے دشمن اسلام کو دلی کی جامع مسجد میں ممبر پر بٹھایا۔ وہاں اُس کی تصویریں کھنچوائیں، گنگا جنا کی سرزمین کو مقدس بتلایا اور مسلمانوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچائے۔ مسلمان انہیں مسلمان سمجھتے تھے یقیناً اگر ہندو ان کا واسطہ اختیار نہ کرتے تو مسلمان ان کے جال میں نہ پھنستے۔ ان پر اعتماد تھا بھروسہ تھا۔ ترکی کی حمایت اور جرمن طبعیوں کی اعانت کے نائشی مرثیے پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو اپنی طرف سے خیر خواہی اسلام اور دولت کا یقین دلاتے اور اُن کی نوا میں اعتبار حاصل کر کے ہندوؤں کی خواہشیں پوری کرتے رہے ایسے لوگ انگریزی دان طبقے کے بھی تھے علماء کی وضع بھی تعداد میں کثیر نظر آتی تھی کہاں تک مسلمان نہ بھگتے اور فریب میں نہ آتے مگر بارے الحمد للہ وہ ظلم ٹوٹا اور اس مکرو خدع کے راز فاش ہونے مسلمانوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ خیر خواہی کے مدعی دشمن دوست ناکھے۔ اب مسلمانوں کے لئے اپنے آپ کو ایسے خود غرض ملت فروش مسلم کش دشمنوں سے بچنا نہایت اہم اور بہت ضروری ہے۔ برادران ملت بہت حزم و احتیاط نہایت دانائی اور سیدار داعی کا وقت ہے۔ اگر آپ نے غفلت کی سہل انگاری سے کام لیا ان دوست ناک دشمنوں کو پھر ایک مرتبہ موقع دیا اور ان کے ذریعہ سے ہندو سوراؤں کو پھر تم پر تسلط پانے کا موقع مل گیا تو آئندہ پھر آپ کی حالت ہرگز اس قابل نہ رہے گی کہ اپنے آپ کو سنبھال سکو اور کسی قسم کی تدبیر تنظیم تمہیں فائدہ پہنچا سکے اس لئے اُس معیبت عظمیٰ سے پہلے ہوشیار و بہرہ دوست دشمن میں امتیاز کرو اب موقع ہے کہ میں اشارہ اور کلام پر اکتفا نہ کروں اور صاف کہہ دوں کہ تمہاری دشمن اور ہندوؤں کی کارکن جا عتیں خلافت کیٹی اور جمعیتہ العلماء ہیں مجھے ان کے کارناموں

کی تفصیل پر ایک حد تک عبور ہے۔ لیکن میں وہ تمام کھوں تو طوالت ہو اور اخبار میں اصحاب اس سے خوب واقف بھی ہیں اس لئے اس اجمال پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار و اعتماد نہ کرو جو تم سے اسلام کی کوئی خصوصیت کوئی امتیاز کوئی ادنیٰ رسم یا تمہارا کوئی جائز شرعی عرفی یا قانونی حق چھوڑنے کیلئے اشارہ بھی کرے الحذر الحذر

درہم ہائے بوسہ جانے طلب میکنند اس دستانان الغیث

الحاصل مسلمان ہندو اور ہندو پرستوں سے پرہیز کریں اپنے امور ان کے ہاتھ میں نہ دیں اپنے آپ کو ان کی رائے کی سپرد نہ کریں رہنروں کو رہنما نہ بنائیں ان کی مجالس میں شرکت نہ کریں ان کی چکنی چپڑی باتوں اور درد اسلام کے دعاوی سے دھوکہ نہ کھائیں حریفان چابک فن سے بچیں۔

بھاگ ان مردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہوئے ہندوؤں کے میلوں میں مذہبی رسموں میں کھیلوں تماشوں ساگوں میں جانے سے احتراز اور پرہیز لازم سمجھیں اسی طرح ان کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب کریں۔ ہندوؤں کے ٹریکٹ اور اخبار جو مسلمانوں اور ان کے مذہبی پیشواؤں اور اسلامی بادشاہوں کی ہجو سے پر ہوتے ہیں ہرگز نہ دیکھیں کہ اس کے دیکھنے سے رنج اور صدمہ اور طبیعت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا باقی معاملات میں جہاں تک وہ اختلاف سے برتاؤ کریں ان کے ساتھ اخلاق برتا جائے مگر جہاں سے مذہب کی سرحد شرف ہو اس میں ہر غیر مذہب والے سے کنارہ کیا جائے۔

ہندو حملہ آور ہوں تو کیا کرنا چاہئے

اسی سلسلہ میں یہ عرض کر دینا بھی مزوری ہے کہ جہاں ہندوؤں میں حملے کی تیاریاں

پانی جائیں وہاں فوراً حکام کو مطلع کر کے فساد روکنے اور امن قائم رکھنے اور اپنی جان و مال کی حفاظت کی استدعا کی جائے۔

نیز یہ کوشش کی جائے کہ بازاروں اور سڑکوں میں گانے اور باجے کے ساتھ ہر طرح منوع قرار دیا جائے خواہ وہ ہندو ملک کا ہو یا مسلمانوں کا۔ اگرچہ مسلمانوں کا کوئی جلوس دل آزار نظموں اور توہین آمیز گیتوں پر مشتمل نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ ہندوؤں کے جلوس جو آئے دن بھگتے رہتے ہیں ان میں ایسی اشتعال انگیزیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ فتنہ کی بنیاد ہی قطع کی جائے۔ گو اس میں ہم پر بھی ایک پابندی عائد ہو۔

ہندو سنگٹھن

ہندو سنگٹھن اور مہاسبھا اور سیداسمتی کی جماعتیں جنہوں نے ملک کی فضا میں شر افشاں کر کے جنگ و جدل کی آگ بھڑکا دی ہے اور ان کی وجہ سے ہم جانی اور مالی بہمت سے نقصان اٹھایا ہے۔ اور ہماری امن خطرہ میں پڑ گئی ہے ان کی کارگزاریوں کو غور کی نظر سے دیکھ کر حسب موقع گورنمنٹ کو ان کے طرز عمل سے آگاہ کرتے رہنا چاہئے۔ اور کافی ثبوت ہم پہنچا کر گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرنا۔ ہندو کثیر التعداد۔ کثیر المال حکومت کے ایوان و دفاتر میں داخل و باریاب ہر جگہ انہیں کی کثرت وہی صاحب اسلحہ یا وجود اس کے وہ رات دن جن سرگرمیوں اور تیاریوں میں مصروف ہیں وہ ہمارے لئے سخت خطرہ ہیں اور جب سے یہ تیاریاں شروع ہوئی ہیں ملک کی امن کس خدشہ کی حالت میں ہے گورنمنٹ کو اس پر توجہ دلائی جائے۔ عرض واقعات پیش آنے سے پہلے مسلمان حکومت کو حالات سے باخبر کریں اور اپنی حفاظت کی تدبیر رایت کریں۔ اگر کہیں حفظ ماتقدم کی تدبیر کام نہ دیں اور دشمن حملہ آور ہو جائے تو اہم کوشش اور کمال جدوجہد اور اتفاق کے ساتھ قانونی چارہ جوئی کر کے ظالم کو سزا دلانا چاہئے۔ ایسی حالت میں ہندو اور ہندوؤں کے زیر اثر و کلاہ سے کام نہ لیا جائے

اور حکام کو واقعات کی اطلاع دینے میں پوری کوشش کی جائے۔ سچے سچے مسلمان گھروں میں چھپ کر نہ بیٹھیں دادخواہی کے لئے حکومت کے دروازہ پر نہ بٹھیں۔

حکومت کا محکمہ تفتیش | حکومت کا محکمہ تفتیش بیشتر ہندو اور مسلمان افراد ہی پر مشتمل ہے اور ہندوؤں کی تعداد ہر صیغہ میں زیادہ

ہے اور وہ خواہ کسی صیغہ میں ہوں مذہبی اور قومی جذبات میں دوسرے ہندوؤں سے کچھ کم نہیں۔ ایسی حالت میں جب تفتیش اُن کے ہاتھ میں ہو تو انہیں ہمارے نقصان رسانی کے بہت سے موقع مل سکتے ہیں۔ اس کے لئے مسلمانوں کو ہر مقام پر خواہ وہاں ہندوؤں سے جنگ کا خطرہ ہو یا نہ ہو ایسے افراد کی ایک جماعت بنالینا چاہئے جس کا چال چلن قابل اعتراض نہ ہو ذی وجاحت ہوں ہمدرد اسلام ہوں ہندوؤں کے قرض و ذخیرہ کا دباؤ ان پر نہ ہو جماعت تفتیش کنندہ کے نام سے موسوم ہو اس جماعت کا یہ فرض ہو کہ ہندو مسلمانوں کے ہر معاملہ میں فوراً پہنچے اور تفتیش کے وقت پولیس کے ساتھ رہ کر نگرانی کرے اور اپنے مقدور ممکن واقعات کی اصل حقیقت دریافت کرنے میں پولیس کو مدد دے اور بہت دانائی کے ساتھ تفتیش کنندوں کے کام پر غور کرے اور انہیں غلطی میں مبتلا ہونے سے بچائے اور مظلوم مسلمانوں کو جو عادات گھروں میں چھپ بیٹھا کرتے ہیں اور اس خوف سے کہ بدنی اور مالی نقصان اٹھانے کے بعد ہندوؤں کی چالاکیوں سے ہمیں قانون کا شکار بھی بنیں گے وہ چھپتے اور بچتے پھر کرتے ہیں ایسے لوگوں کو تسلی دے کر سامنے لائے اور ان سے اُن کی حالتوں کا اظہار کرائے اور مقدمات میں نہایت خوبی کے ساتھ پیروی کرے۔ یہ انتظام ناگزیر ہے اگر یہ انتظام کر لیا گیا تو ممکن ہے کہ مسلمان ایک حد تک حریفوں کے ظلم سے محفوظ رہ سکیں۔ مسلمانو! بیدار ہو اپنے کام خود سمجھا لو اپنے آپ کو ہمسایہ قوم کی ہیر جی کے حوالہ نہ کرو خود اپنی حفاظت کی تیاری کرو۔ آخر خواب غفلت تباہ کئے۔

سوراج

آج کل سوراج کی تجویز درپیش ہے اور جس سبز باغ کی طمع میں مسلمانوں نے بہت نقصان اٹھائے ہیں وہ درحقیقت ہندو راج ہے۔ خدا نخواستہ اگر اس تمنا میں ہندو کامیاب ہو گئے تو یہ اسباب ظاہر یہ مسلمانوں کے استیصال کی بنیاد ہے ابھی سوراج نہیں ملتا ہے تو ہندوؤں کے ظلم و ستم کا یہ حال ہے کہ ہمیں جان و مال اور سب سے زیادہ عزیز اور پیارے مذہب کے لاسے بڑ رہے ہیں خدا نہ کرے سوراج مل گیا تو پھر ہندو مسلمانوں کو لقمہ ہی کر جائیں گے۔ واقعات نے پردہ کھول دیا ہے اس لئے میں اس ضمنی بحث کو صرف یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں کہ ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔ اب میں مسلمانوں کی معاشرت کے متعلق اجمالی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

معاشرت

ہماری معاشرت اس وقت جیسی خراب ہے اور ہم جس نازک حالت کو پہنچ گئے ہیں وہ ظاہر ہے ہمارے پاس زمینیں نہیں رہی ہیں۔ بلو دباش کیسے بھجھو پڑے تک بھی نہیں ہیں مسلمان تقبیلوں اور ضلعوں میں اکثر کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہیں اور جو کسی مکان کو اپنا مکان بناتے ہیں وہ مجازاً بناتے ہیں حقیقتاً وہ مکان کسی ہندو کا ہوتا ہے جو ابھی تک ان کے نام سے تو موسوم ہے لیکن قرضہ میں مکمل ہے اور ان کی استطاعت سے باہر ہے کہ اُسے واگداشت کر سکیں بہت نادر لوگ ہوں گے جو اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔ ملک میں ہماری ایک مسافر کرایہ دار کی سی حیثیت رہ گئی ہے۔ یہاں کی زمینوں سے ہماری ملک اٹھ چکی اسی وجہ سے اب ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ ان حجاز بدلتے

کو ملک سے بدر کر دینا چاہئے جو نہ کسی حصہ زمین کے مالک ہیں نہ معاش کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں اور بنیاد ہر جو حصہ ہائے آبادی ان کے قبضہ میں ہیں قریب قریب ان کے برابر ہندوؤں کے سودی قرضے بھی ہیں تو اب ملک خالص ہندوؤں کا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ان خانہ بدوشوں کو اس ملک میں رہنے دیا جائے ہمارا ذریعہ معاش صرف نوکری اور غلامی ہے اور اس کی بھلائی حالت ہے کہ ہندو تو اب مسلمان کو ملازم رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ رہیں گورنمنٹی ملازمتیں ان کا حصول طول اہل ہے اگر مائت دن کی تنگ و فدا اور ان تھک کوششوں سے کوئی معقول سفارش بھی پہنچی تو کہیں امیدواروں میں نام درج ہونے کی نوبت انی ہے۔ برسوں بعد جگہ ٹٹنے کی امید پر روزانہ خدمت مفت انجام دیا کر اگر بہت بلند بہت ہونے اور قرض پر بے سہراوقات کر کے برسوں کے بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کی تو اس وقت تک قرض کا اتنا بار ہو جاتا ہے جس کو ملازمت کی آمدنی سے ادا نہیں کر سکتے پھر ہندوؤں کی اکثریت کے باعث آنکھوں میں کھٹکتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ گزارا کرنے کے لئے بھجوری ان کی خوشامد اور مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اہل معاملہ مسلمان اہل کاروں کے عموماً شاکس ملتے ہیں۔ ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہماری روزی نوکری میں منحصر ہے۔ ہمیں حرفے اور پیشے سیکھنا چاہئیں اور حرفتوں کے عیب ہونے کا خیال جو درحقیقت ہندوؤں کی صحبت کا اثر ہے اپنے دماغوں سے نکال ڈالنا چاہئے۔ اعلیٰ اہل کار ادنیٰ فروگزاشت پر درخواست ہو کر نان شبینہ کا محتاج ہو جاتا ہے اور اس کی متوسط حیثیت افسر کی ایک گردش چشم سے خاک میں مل جاتی ہے پھر وہ عمر بھر ٹسکتہ حال و در بدر پھر کرتا ہے۔ جو لوگ کل تک اس کی عزت بلکہ خوشامد کرتے تھے وہی اسے حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اب اس کی تمام قابلیتیں بیچ ہیں ہندیں بیکار ہیں۔ زندگی وبال ہے۔ اولاد کی تربیت اس ناداری میں کیونکہ ہو سکے۔ خود تباہ اور نسل برباد لیکن اگر وہ پیشہ ور ہوتا مکتہ میں کوئی ہنر رکھتا تو اس طرح محتاج نہ ہو جاتا نوکری کئی بلا سے

اس کا ذریعہ معاش اس کے ساتھ ہوتا۔ ہمیں نوکری کا تو خیال ہی چھوڑ دینا چاہئے نوکری کسی قوم کو معراج ترقی تک نہیں پہنچا سکتی دستکاری اور پیشے اور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ یہ وہ دولت ہے جو دشمن چھین سکتا ہے نہ کہیں رہیں یا مکتول ہو سکتی ہے بے منت روزی کا ذریعہ ہے۔ جن قوموں کے ہاتھ میں کوئی حرفت یا پیشہ ہے وہ ان نوکری کرنے والوں سے بدرجہا بہتر زندگی بسر کرتے ہیں۔

دوسرا کام تجارت ہے جس کو ایک نامعلوم مدت سے مسلمانوں نے عیب قرار دے رکھا ہے حریت قوم تجارت ہی کی بدولت صاحب ثروت ہو گئی۔ آج ہماری زندگی کے ضروریات انہیں قوموں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے ہمیں اعلان جنگ دے دیا ہے۔ ہر قسم کی تجارت میں وہ دخل ہیں اور مسلمانوں کی دولتیں روز بروز ان کے قبضے میں آتی چلی جاتی ہیں۔ ہر بڑی سے بڑی چیز ابتداء میں بہت چھوٹی ہوتی ہے اور وہ بتدریج بڑھتی ہے مسلمان یہ خیال چھوڑ دیں کہ جب تک ہزار مارو پیہ کا سرمایہ نہ ہو تجارت نہ کریں گے تھوڑے سرمایہ سے کام شروع کریں اور مستعدی و نیک نیتی سے کرتے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں یہ چھوٹا کام ہی بڑھ کر بڑا ہو جائے گا۔ میں اکثر اپنی تحریروں میں تجارت پر زور دیتا ہوں کئی صاحبوں نے میری تحریک سے تجارت شروع کی ان کا سرمایہ نہایت قلیل تھا مگر اب تھوڑے ہی دنوں میں انہوں نے اپنا کام بہت بڑھا لیا۔ روزانہ کے خرچ اسے دوکان سے نکلتے ہیں اور دوکان میں بھی زیادہ کرتے جاتے ہیں۔ کچھ پس انداز بھی کر لیتے ہیں۔ جس قدر روپیہ لگایا تھا اس سے زیادہ مال اس وقت دوکان میں موجود ہے اتنا ہی دوسروں پر فرض ہے اور جو کھایا خرچ کیا وہ اور نقد اس کے علاوہ ہے درحقیقت یہ خیال کہ اگر بڑا سرمایہ نہ ہو گا تو ہمارا کام چل ہی نہ سکے گا تجارت کے اصول سے ناواقف ہے۔ سرمایہ تو کم کو دیکھئے جو تجارت میں بہت ماہر ہے اور جس کا تجارت پیشہ ہو گیا ہے۔ ان میں اگر لاکھوں اور کروڑوں کے سرمایہ دار بھی ہیں تو ان میں وہ بھی ہیں جو زیادہ سے زیادہ آٹھ آٹھ اے کے چنے یا سگریٹ

اور پان لے کر بیچتے پھرتے ہیں اور اس سے بھی کم حیثیت وہ ہیں جو آلو کی چاٹ کے خولچے لگاتے ہیں۔ ان کے سرمایہ پر نظر کیجئے اور پھر یہ دیکھئے کہ چاٹ بیچکر یہ اپنے تمام کنبے کی پرورش کرتے ہیں۔ مکان بناتے ہیں۔ شادی بیاہ کرتے ہیں بیماری اور موت کے خرچ اٹھاتے ہیں۔ قوی اور مذہبی کاموں میں دیتے ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد معقول رقم پیدا کر کے دوکان لے بیٹھتے ہیں۔ ہم کیوں خواب غفلت میں ہیں۔ ہم پر کیا ادبا ہے۔ نوکری کی تلاش میں پریشان حال رہتے پھریں۔ عمر گزر جائے مگر تجارت نہ کریں۔ اگر سبزی یا میوے بھی بیچتے تو بسر اوقات کی شکل نکل آتی۔ پان چھالیہ مگرٹ۔ دیا سلائی لے کر بھی بیٹھ جاتے تو کچھ نہ کچھ ہاتھ آتا اور دولت کے ساتھ دھکے کھانے سے بچتے۔

ہر اور ان اسلام تنہا رہے بزرگ تجارت کرتے تھے۔ تجارت عیب نہ سمجھی جاتی تھی تم تجارت کرو اور مزدوریات زندگی کی تجارت کرو کھانے پینے پہننے اور اور مزدور کی چیزیں کبھی نہیں رکتیں سرمایہ کم ہو تو خوف نہ کرو۔ اللہ پر مہروسہ کر کے کام شروع کرو اور دوسرے مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی تجارت کو ترقی دینے میں مدد کریں۔ اُس کی ہمت افزائی کا خیال رکھیں اُس کی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کریں سرمایہ دارا صاحب کسی اطمینان کے بعد معمولی نفع تجارتی پر اُس کو روپیہ دیں اگر وہ مزے سمجھتا ہو اور تجارت کو روپے کی مزدور ہو۔ بہتر ہو کہ ہر مسلمان چند مسلمانوں کے مشورہ کے بعد اپنا کام شروع کرے اور میسرانی بہتر رائے سے اُس کی مدد کریں۔ بیکار لوگوں، چھوٹی چھوٹی تجارتیں شروع کرائی جائیں اور اُن کی حوصلہ افزائی کے لئے مسلمان اُن سے خریداری کریں۔ ساکن جو مختلف صورتوں میں شب و روز آتے رہتے ہیں انہیں کوئی نفع و محبت کے ساتھ تجارت یا حرفت پر آمادہ کیا جائے اور وہ تیار ہو جائیں تو ان کو سوال سے روکا جائے اور مسلمان خود ان کے لئے ایک معمولی چندہ کریں جو ایسی ادنیٰ رقموں سے جمع کیا جائے جو معمولاً سالوں اور درودہ گروں کو دی جاتی ہیں پھر انہیں اپنی نگرانی میں کوئی کام کرایا جائے اور نگرانی رکھی جائے اس میں ہر طرح کی صورتیں پیش آئیں گی اور ہر قسم کے

آمدنیوں سے واسطہ پڑے گا مگر حق و برداشت سے کام لے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

بچکے اور بیکار لوگوں کے لئے بھی شغل سوچے جائیں اور ان کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا کام تلاش کرنا چاہئے جو ان کی معاش کا ذریعہ ہو سکے خواہ وہ مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا قبرستان کی خدمت یا نگرانی ہی ہو۔ ہر شخص کو یہ لازم کر لینا چاہئے کہ وہ اپنے کسب سے کچھ نہ کچھ زمین خریدے اور اپنے مسکن حاصل کرنے کے لئے شاقہ محنت اٹھائے۔ بلکہ اگر نامناسب نہ ہو تو بجائے دولت و مال، تعلیم ہند کے شادی کے وقت یہ دریافت کیا جائے کہ لڑکے نے اپنے کسب و محنت سے کتنی زمین خریدی ہے خواہ باپ نے کیسی کثیر جائیداد چھوڑی ہو مگر لڑکے کو اس وقت تک لائق نہ سمجھنا چاہئے جب تک وہ اپنے زور بازو سے کچھ پیدا نہ کرے ماں باپ خواہ کیسے ہی غنی۔ دولت مند۔ مالگیر دار یا تاجروں مگر یہ مزدوری سمجھیں کہ پندرہ سال کے بعد لڑکے کو کوئی نہ کوئی معاش کا کام شروع کر دیں۔ اگر وہ تعلیم پانچ تھب بھی اُس کے لئے ایسا کام ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں دولت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے شوگر و عادی ہو جائیں۔ ہر بچے کے لئے روز پیدائش سے ایک پیسہ یومیہ جمع کیا جائے تو سالانہ ہمارے حساب سے پندرہ سال میں چوراسی روپے چھ آنے رسکتے ہیں ابتدائی کام شروع کرنے کے لئے یہ رقم کچھ بڑی نہیں ہے۔ بہت سی تجارتیں ایسی ہیں جنہیں آدمی تعلیم کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے۔ اُن میں وقت بہت کم صرف ہوتا ہے بچوں کی تجارتوں کی نگرانی والدین رکھیں اور انہیں والدین مدد دیں بمقاموں کی تجارت مسنون و موجب برکت ہے مگر خدا جانے کیا مصیبت ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان تجارت سے بالکل بیگانہ ہیں اس کے علاوہ ترقی کا دار و مدار تجارت پر ہے یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ تجارت ہماری بقا کے لئے بھی ضروری ہے۔ ہماری زندگی کی ضروریات اختیار کے ہاتھ میں ہیں ہمیں اس وجہ سے ہر وقت ان سے دنیا اور اُن کی ناجائز خوشامد کرنی پڑتی ہے اور

اندیشہ رہتا ہے کہ اگر وہ ہم سے خفا ہو گئے تو ہمارا کھانا پینا بند کر دیں گے چنانچہ کئی جگہ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں سے عین دین ترک کر دیا۔ غلہ اُن کے ہاتھ میں تھا اب بجز بھوکے مرنے کے اور کیا صورت تھی۔ اگر ہمارا بھی اس تجارت میں دخل ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح مجبور نہ کر سکتے۔

حیرت ہے کہ زمانہ کے انقلاب مسلمانوں کے لئے تا زیا نہ دجرت نہیں ثابت ہوتے اور کسی مصیبت سے ان کی آنکھ نہیں کھلتی۔

برادرانِ ملت! لو کری اور ملازمت کے خیال چھوڑ کر تجارت پر ٹوٹ پڑو تو دیکھو تھوڑے عرصہ میں تم کیا ہوئے چلتے ہو۔

مصارف

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے مصارف کم کرنے کی شب و روز فکر کرنی چاہئے اس سے یہ مدعا تو نہیں ہے کہ امور خیر نہ کئے جائیں۔ اس کا تو وہی مشورہ دے گا جسے خیر سے ضد ہو۔ مگر مقصد یہ ہے کہ فضول خرچ سے جو مسلمانوں کی امتیازی نضلت بن گیا ہے۔ بچو۔ اور جہاں تک ممکن ہو کم سے کم خرچ میں کام چلاؤ بے اندازہ خرچ کے سامنے سلطنت بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ خرچ کم کرنے کے لئے جاعقی اثر سے بھی کام لو۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی شخص نے اپنے اولاد کی شادی کے لئے سودی قرض لے کر دعوت کی ہے اُس کے یہاں شرکت کرو۔ دعوت نہ کھاؤ۔ تاکہ آئندہ پھر دوسرے کو اس کی جراثیم نہ ہو۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ شادی اور بیاہ کے موقع پر بہادری کے منتخب اشخاص یا اعزہ و اہل محلہ سے مشورہ کیا جائے کہ شادی کرنا ہے اُس میں کتنا خرچ کیا جائے وہ اس شخص کی حیثیت اور اولاد اور خرچ کا حال معلوم کر کے اُس کو اتنے خرچ کی اجازت دیں جس کا برواشت کرنا اس کی موجودہ حالت سے دشوار نہ ہو اگر اس سے زیادہ خرچ کرے تو شرکت نہ کریں۔

روزمرہ کے خرچ فکر کر کے گھائے جائیں اس میں زیادہ نفع ہے گو بالفعل بچت تھوڑی نظر آنے لگتی تماشے دیکھنا باکل موقوف کرو۔ نانک اور تھیٹر وغیرہ جہاں تک معلوم ہو سکے مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہوتی ہے باوجودیکہ ملک میں ہندو مسلمانوں سے سہ چند زیادہ ہیں۔ یہ خصلتیں ہمیں برابر کر رہی ہیں انہیں چھوڑو اور غور کر کے ہر فضول اور بے فائدہ کام میں مال ضائع کرنے سے بچو۔ اسراف کی حالت میں آمدنی خرچ کے لئے کافی نہیں ہوتی تو قرض لینا پڑتا ہے یوں قرض نہیں ملتا تو سود کی مصیبت اختیار کی جاتی ہے۔

سودی قرض

سودی قرض وہ بلا ہے جو لیتے وقت تو مال مفت معلوم ہوتا ہے اور اُس روپیہ کو آدمی بڑی بیدری سے خرچ کرتا ہے۔ لیکن وہ بہت جلد گھربار نظام کر کے محتاج بنا دیتا ہے۔ اس کی صدمہ نہیں بلکہ کروڑوں نظیریں موجود ہیں۔

مسلمانوں میں فیصد پانچ آدمی مشک سے ایسے نکلیں گے جنہیں قرض لینے سے احتیاط ہو امیر سے لے کر غریب تک ہر ایک اسی مصیبت میں گرفتار ہے روزانہ کپڑوں میں سودی ڈگریاں اور قریب نکلتی رہتی ہیں اور مسلمانوں کے مال دشمنوں کے قبضے میں پہنچ کر اسلام کی مخالفت اور زنج کشی میں صرف ہوتے ہیں۔ ہندو ہمارے خون چوس گئے اور ہم سوتے ہی رہے ہر شخص قرض لیتے وقت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ یہ قرض بہت جلد باسانی اپنی موجودہ آمدنی سے ادا کر دے گا۔ یا یہ وہم بندھ جاتا ہے کہ کوئی غیر معمولی آمدنی غنیمت قریب ہو جائے گی۔ پس فوراً یہ روپیہ ادا کر دیا جائے گا۔ بہت سے لوگ دستِ غیب کے عمل اور کیمیا کے بھروسے جائیداد کھو بیٹھتے ہیں اور روزانہ کے بے شمار تجربوں سے یہ سبق حاصل نہیں کرتے کہ سودی قرض میں یہ نحوست ہے کہ ادا ہی نہیں ہوتا۔ آمدنی کم ہو جاتی ہے اور پھر آدمی اپنا

خرچ پور کرنے کے لئے سودی قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو آمدنی پہلے ہی کافی نہ تھی قرض کے بعد کس طرح کافی ہو سکتی ہے۔ آہ ہماری عقل کیا ہوئی جو ہمیں یہ بتاتی کہ جو مصلحت آج پورے نہیں ہوتے جن کی وجہ سے قرض لیا جاتا ہے جائیدادیں ظلم ہونے کے بعد کہاں سے پورے ہو کر گئے اُس وقت جو تدبیر کی جائے گی وہ آج کوئی جائے تو جائیداد بچ رہے اور ہم کل بھیک مانگنے سے محفوظ رہیں۔ منوس ہماری حمیت کہاں جاتی رہی جو قرض خواہوں کے رسوا کن تھاغوں اور ڈگریوں اور گرفتاریوں اور نیلا مول کی ذلتوں سے ہمیں بچاتی۔

سود خوار ہر خونیں سفاک قاتل سے زیادہ ظالم و بیرحم ہوتا ہے ہر مندو دُن نے بھی عجیب مزاج پایا جانوروں پر توڑا رحم ہے اُن کے پیچھے معزز انسانوں کے خون گوارا ہیں چونٹیوں کے بلوں میں شکوہ ڈالتے پھرتے ہیں مگر انسانوں کو سود کی کندھری سے نہایت سخت دلی کے ساتھ فزع کرتے ہیں کہتے تو یہ ہیں کہ یہ سب آپس میں کسی کا ستانا گوارا نہیں بگڑان کی بے رحمی کے مقابل قتل کا ظلم کچھ وزن نہیں رکھتا۔ ایک قاتل ایک واریں اپنے دشمن کو مار دیتا ہے وہ چند منٹ تکلیف اٹھا کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے چند روز اُس کے اعزہ غم اور سوگ کر کے خاموش ہو جاتے ہیں قاتل کا صفحہ بھی قس کر کے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پھر اپنے دل میں انصاف کر کے نادم ہوتا ہے اپنے ظلم کے تصور سے خود بے قرار ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور ڈھونڈتا ہے کہ کسی طرح اپنے ظلم کی تلافی کرنا مگر کوئی صورت ایسی اُس کے اختیار میں نہیں ہوتی تو اپنی زندگی کے دن اسی رنج و غم میں نہایت بد مزہ گزارتا ہے اور بعض تو اس تلخ زندگی کو برداشت کر کے خود کشی کر لیتے ہیں، بعض خود حاضر ہو کر حکومت کے سامنے اپنے جرم کا اقبال کہتے ہیں، لیکن بے رحم سود خوار کسی کے آرام و راحت کو نہیں دیکھ سکتا ہر دولت مند کی دولت کو تباہ رہتا ہے اور جب تک اُس کا خانہ نہیں کر دیتا اُسے چین نہیں آتا ہے اُس کی تباہی و بربادی اس کے خاندان اور گھنے کی بد حالی اُن کی تسلی

کی ذلت بخواری اُس کی عین تمنا ہوتی ہے کل تک جو عورت و ثروت کی زندگی بسر کرتے تھے صاحب خدام و حشم تھے انہیں آج بدن چھلانے کو کپڑا میسر نہیں اُن کے مرادوں مانگے ناز پروردہ نور نظر سبھوک سے بیدم ہیں جن کے غلام بھی پیادہ نہ چلتے تھے اُن کو آج جھونپڑا بھی میسر نہیں، مگر سود خوار حریص اس طرح کہنے کے کہنے تباہ کر کے گھرانے برباد کر رہا ہے اور کبھی اُس کو اُن کی مصیبت پر رحم نہیں آتا۔ اسلام نے یہ بے رحمانہ خصلت گوارا نہ فرمائی۔ اور سود خوار حرام کر دی جس کی بدولت آدمی حرص میں اندھا ہو کر اپنے معزز و موثر بری نوع کی ذلت و رسوائی اور دائمی تکلیف و مصیبت کا آرزو مند ہو جاتا ہے۔

سود ایک عام مصیبت ہے جس نے ہمیں برباد کر دیا۔ اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ اس طوفان سے نجات حاصل کرنے کی کیا تدبیر ہے، بہت سے لیڈروں نے لیکچر دیئے چندے کے مگر کبھی یہ فکر نہ کی کہ مسلمانوں کو سود کی بدست بچانے کی کوئی سبیل نکالی جائے، اب جلد سے جلد ہمیں اس طرف متوجہ ہو جانا چاہئے۔

سود سے کس طرح نجات حاصل کی جائے

(۱) شریعت ظاہرہ کے دامنوں میں پناہ لو، اُس کے احکام کی تعمیل کرو جس میں سود کھانا ظلم ہے رنجی اور خون ناحق سے زیادہ سنگدل ہے، شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے اسی طرح سود دنیا بھی اپنے نفس اور اپنے خاندان پر ظلم اور خود کشی کا مراد ہے اُس کو بھی ایسا ہی حرام فرمایا ہے، اب تک اگر مسلمان اس حکم کی تعمیل نہ کرے برباد ہوئے تو اب تو ہوش میں آئیں اور پہلی بریادیوں کا علاج یہ ہے کہ سود دینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور یہی تو یہ کریں کہ اُسندہ خواہ کچھ بھی مال ہو مگر سودی قرض نہ لیں گے، ہر مصیبت برداشت کریں گے مگر سود کی مصیبت سے بچیں گے، تمام مسلمان چھوٹے بڑے امیر غریب سب اس کا عہد کریں اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے اور سودی قرض لے اُس سے لین و دین میل جول ترک

کر دیں۔ اس پر عمل کیا جائے تو تباہی کا سلسلہ تو ابھی منقطع ہو جائے اور آئندہ کے لئے تو اس مصیبت سے تو اطمینان ہو اور یہ کچھ دشوار نہیں ہے کیونکہ سودی قرض اُسی کو ملتے ہے جو اس سے زیادہ کی جائیداد موقوف کر لے۔ یا زیور برتن وغیرہ بہن رکھتا ہے تو جو اتنا اثاثہ رکھتا ہو وہ سودی قرض نہ لے کچھ چیز فروخت کر ڈالے اگر ضرورت کے وقت ارزاں بھی فروخت کی تو وہ نقصان جیب بھی نہ ہوگا۔ جو سودی طوفان سے ہوتا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ نام و نمود اور شان و شوکت عیش و عشرت کے لئے جو قرض لیتے ہیں انہیں تو اس سے باز رہنا آسان ہے لیکن جو آسمانی ملاؤں اور ناگہانی افتادوں سے مجبور ہو کر لیتے ہیں گو وہ بہت کم ہی مگر وہ کیا کریں جائیداد فوراً فروخت نہیں ہو سکتی اور مصیبت فرصت نہیں دیتی مجبوری قرض لینا پڑتا ہے۔ اُس کا ایک جواب تو میں عرض کر چکا ہوں کہ زیور و جائیداد نکل جانے کے بعد کچھ وہ جب کرتے ہیں آج کریں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے قرض حسن لیں اور اپنا کام چلائیں، حاجت پوری ہونے کے بعد بتدریج یا جس طرح سہل ہو اُس قرض کو ادا کریں اُن کے احباب اور غلامان کی مصیبت رفع کرنے میں کافی امداد دیں اور ایک دوسرے کی دیکھ بھال اپنے ذاتی نفع کے لئے اپنا مقصود سمجھیں۔ خود غرضی سے بچیں یہ نہایت بُری خصلت ہے۔

ذخیرہ قرض حسن (یا) اسلامی بیت المال

اب ہم اپنی اصلاح کے لئے مجبور ہیں کہ وقتی اور فوری ضرورت کے لئے کوئی ایسا ذخیرہ تیار رکھیں جو مصیبت کے وقت ہمارے کام آئے اور یہی قدر ضرورت قرض حسن دے سکے تاکہ ہمیں پھر کسی کافر کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت اٹھانی نہ پڑے۔ اس کی چند تدبیریں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم ذخیرہ قرض حسن جمع کریں اور اُس کا طریقہ یہ ہے۔

(۱) ہر باکدار و خوش حال شخص جو کسی طرح اپنی بسر اوقات کر لیتا ہے اگر وہ صاحب

اولاد ہے تو اپنی اولاد سے ایک لڑکا زیادہ فرض کرے اور اگر صاحب اولاد نہیں ہے تو فرض کرے کہ اس کے ایک فرزند ہے اور روزانہ وہ اپنے اس فرضی فرزند کے نام سے حسب حیثیت دو آنے چار آنے پیسہ دو پیسہ جیسی گنجائش ہو ایک متفعل صند و تچہ میں ڈال دیا کرے۔ چاہے مقدار کم ہو مگر ترک نہ ہونا غنہ ہو یہ عمل روزمرہ جاری رہے مگر صاحب اولاد جس قدر اپنی اولاد کا دیتا ہے اُس سے کم اس صند و تچہ میں نہ ڈالے اس طرح اگر ایک قصبہ میں بیس ہزار مسلمان ہیں اور اُن میں بوڑھے بچے بیکار نادار چھوڑ کر کم سے کم چھ ہزار مان لئے جائیں اور فرض کیا جائے کہ ادنیٰ درجہ ایک پیسہ یا دو پیسہ اس ذخیرہ کے لئے جمع کرتے ہیں تو قریب چار سو روپے یا میر جج ہونے لگیں اور ایک ماہ میں دو ہزار آٹھ سو بیس اور چھ بیسے میں سولہ ہزار نو سو بیس روپے ایک معمولی قصبہ میں جمع ہو جائیں اور نہ کچھ دشواری ہو نہ باریہ تو اُس صورت میں ہے جبکہ صرف ایک پیسہ یا دو پیسہ فرض کیا جائے اور حسب حیثیت جمع کیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہوگا اور یہ مقدار بھی اس قابل ہے کہ فوری اور وقتی مجبوریوں کے لئے مسلمان سودی قرض سے بچ سکیں اگر اس تدبیر پر عمل کیجئے تو آپ چھ بیسے میں اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آپ کا کوئی بھائی مہاجن کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لئے مجبور نہ ہو۔

(۲) شادی بیاہ، تقریبات، مہمانوں کے ورود، عیدیں، شبِ برات، محرم اعراس وغیرہ کے موقعوں پر جہاں آپ کو اپنی اولاد یا اعزہ اور مہمانوں کے لئے وسیع خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ حسب حیثیت اس ذخیرہ کو بھی ایک لڑکے یا مہمان کی برابر جمع کیجئے اور اسی صندوق میں جمع رکھیجئے۔

(۳) سوداگر اپنی تجارتوں میں، مزدور اپنی مزدوریوں میں، حیرا اپنے کرایہ میں ایک پیسہ روپیہ کے اوسط سے قومی ذخیرہ کے لئے وصول کریں اور امانت داری سے اُس کو ذخیرہ میں جمع کر دیں اور لیتے وقت ہی اُس کو اپنے مال کی قیمت یا مزدوری اور کرایہ کے دامنوں

سے علیحدہ رکھیں اور اُس کو اپنے تصرف میں لانا سخت خیانت سمجھیں اس طریقہ سے بھی بہت کافی رقم جمع ہوگی جن لوگوں کو یہ روپیہ قرض دیا جائے پہلے تحقیق کر لیا جائے کہ انہیں مجبور کرنے والی ضرورت درپیش ہے اور اُس کی اور کوئی سیل اُن کے پاس نہیں۔ پھر یہ روپیہ ایک پرائیمری رقم یا کوئی اور ایسی قانونی تحریر لکھا کر دے دیا جائے جس کی رجسٹری بھی ضروری نہ ہو اور وہ بے سود جائز بھی بھڑے۔ اس روپے کی ادا کے لئے وہ طریقہ تجویز کیا جائے جس سے مستقر قرض باسانی وہ رقم ادا کر سکے خواہ زیادہ مدت میں وعدہ کے مطابق رقم کی وصولی کی کوشش کی جائے لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ شخص فی الحال اُس رقم کی ادا کے قابل نہیں ہے یا ادا سے سخت دشواری میں پڑ جائے گا تو اُس کو مزید مہلت دی جائے کیونکہ درحقیقت یہ رقم اپنے بھائیوں کی اعانت ہی کیلئے ہے ہر گز اور ہر محلہ میں وہاں کے باشندوں کی ایک مجلس بنائی جائے جس کا نام انجمن قرض حسن ہو اُس مجلس کے اراکین ایک معتمد شخص کو انتخاب کر کے امین قرار دیں وہ اُس روپے کو اپنے پاس جمع رکھے اور اس کا مکمل حساب اُس کے پاس ہو اور ادھر ہر سفتہ آمد و خرچ سنایا کرے اس کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا جائے تو بہت بہتر جب رقم دوسروں پر یہ تک پہنچ جائے تو اُس کو کسی اطمینان کی جائے جمع کر دیا جائے اور اگر اہل محلہ کی یہی رائے ہو تو ابتدا ہی سے رقم کسی اطمینان کی جگہ خواہ بنک میں امانت رکھ دی جائے مگر اس طریق پر کہ اُس کا وصول کرنا ہر وقت ممکن ہو۔

انجمن قرض حسن کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس رقم کے جمع کرنے کی کوشش کریں اور ہر شخص سے روزانہ بیا کریں۔ خواہ وصول کا کام مسجد کے مؤذن یا امام صاحب کے سپرد کیا جائے یہ قرض کا سیلاب روکنے کی تدبیریں تھیں کہ جو شخص قرض سے توبہ کریں اور مصائب کم اور ضروریات محدود کر کے بھی وہ کس وجہ سے قرض لینے کے لئے مضطرب ہوں اُن کا کام نکال دیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے سودی قرض کا سلسلہ بند ہو۔ لیکن جو لوگ

مقروض ہیں اور رات دن سود کا بار اُن پر بڑھتا چلا جاتا ہے وہ کیا کریں۔

ادائے قرض کی تدابیر

(۱) قرض معمولاً دیا ہی جب جاتا ہے جب اُس سے کئی گنی زیادہ قیمت کی جائیداد مکفل کر لی جاتی ہے یا زیور گرویں کیا جاتا ہے یا اور کسی چیز سے اطمینان کر لیا جاتا ہے۔ اب ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم فوراً اُس چیز کو فروخت کر کے قرض کی یہ نحوست ہوتی ہے کہ وہ جب تک کل جائیداد فنا نہ ہو جائے ادا کرنا نہیں چاہتا اور باطل امیدوں کے بھروسہ پر قرض کا بار بڑھتا رہتا ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم باہمی تعلقات کے دباؤ سے اپنے بھائیوں پر اثر ڈالیں اور انہیں فوراً قرض ادا کر دینے پر مجبور کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہم انہیں چھوڑ دیں۔ رات کے کسی حال میں اُن کے ساتھ شرکت نہ کریں یہاں تک کہ وہ سودی قرض سے سبکدوشی حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس طرح بہت سے قرضوں سے نجات ہو جائے گی۔

(۲) گورنمنٹ سے استدعا کرنا چاہئے اور ہمارے نمائندے گورنمنٹ کے ایوان میں رہیں وہ سوال اٹھائیں کہ کیا سبب ہے جو سود کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی جس کے بعد وہ کبھی نہ بڑھے اور دائرہ کو اُس حد سے آگے نہ دگری نہ دی جائے۔ ایک رقم کا سود اُس سے کئی ہزار گنا ہو سکتا ہے اور اس کو قانون نہیں روکتا۔ اسی وجہ سے ہزار ہا رئیس اپنی ریاستیں کھو کر ناداری کی ذلت میں گرفتار ہو رہے ہیں اور اُن کی دردناک حالتیں دیکھی نہیں جاتیں بشرطیکہ اور معزز انسانوں کی یہ تباہی قابلِ رحم ہے اس لئے گورنمنٹ کو یہ طے کر دینا چاہئے کہ کسی حال میں سود کی ڈگری پچیس فیصدی سے زیادہ نہ دی جائے گی اور جس جائیداد پر قرض کی مقدار اس حد تک پہنچ جائے گی اس کے بعد وہ جائیداد اُس قرض میں نیلام کر دی جائے گی یا صاحب جائیداد کہیں سے روپیہ ادا کرے خواہ اُس کو یہ یا دوسری کوئی

اور چیز فروخت کرنا پڑے مگر اس کو پھر دوبارہ سال کے اندر اس جائداد کو دوبارہ کفول کرنے کی اجازت نہ ہوگی کیا غضب ہے بڑی بڑی شرح سے سود دیا جا رہا ہے اور دلالی بدشعوتیں اور مقدمات و رجسٹری کے مصارف اس کے علاوہ یہ تو ابتدائی منزل ہوتی ہے اور جب چھ ماہ کے بعد سود اصل میں شامل کر کے اس پر از سر نو سود چلایا جاتا ہے۔ اس کی رفتار کا کیا ٹھکانا ہے سو روپے تین روپے سیکڑہ کے شرح سے دس سال میں ہزار ہا ہو جاتے ہیں اگر ایک شخص ہزاروں روپے کی جائداد رکھتا ہو اور کسی ضرورت سے نقطہ سو روپے تین روپے کی شرح سے لے کر دس سال خاموش ہو جائے تو یہ سو روپے اس کی کن چائیداد کو ختم کر دیں گے کیا تم ہے کیوں اس کے لئے قانون بنانے کی استدعا نہ کی جائے۔

(۳) ایک بیت المال بنایا جائے جس سے مقروض مسلمانوں کا قرض ادا کر کے ان کی جائداد کفول کر لی جائے اور اس جائداد سے ایک ایسی قسط مقرر کر کے وہ قرض وصول کر لیا جائے جس کی ادائیگی ہر ادا شدہ نہ سو جو مقروض بیت المال سے روپیہ لیں بیت المال کی جماعت ان کے مصارف معین کر دے اور جو تحفیف خرچ میں باسانی نکل سکتی ہو نکالی جائے۔

بیت المال

بیت المال نہایت ضروری ہے اس بیت المال کے سرمایہ بہم پہنچانے کی چند صورتیں یہ ہیں۔

(۱) ہر مسلمان اپنی سالانہ آمدنی کا اوسط لگا کر سال بھر میں ایک دن کی آمدنی بیت المال کو دیا کرے۔

(۲) ہر صاحب زکوٰۃ کو کم از کم اپنی زکوٰۃ کا آٹھواں حصہ ضرور بیت المال کو دے اس میں یہ روپیہ علیحدہ رکھا جائے اور علماء سے اس کے مسائل دریافت کر کے شرعی طور پر صرف کیا جائے۔

(۳) باہمت مسلمانوں سے بیت المال کے لئے چندہ کیا جائے۔

(۴) جن اوقاف کی آمدنی مصارف سے زیادہ ہے یا جہاں ہزار ہا روپیہ میں انداز ہو کر جمع رہتا یا بے عمل خرچ کیا جاتا ہے ان سے وہ روپیہ قرض لے لیا جائے۔ لیکن اوقاف کی حالتیں اور ان کے احکام مختلف ہیں اس لئے مسئلہ ایک تفصیل چاہتا ہے جو یہ بتا دے منظور ہونے اور ان کے عمل میں آنے کی امید ہو جانے پر انشاء اللہ تعالیٰ شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا جاسکتا ہے جو اوقاف گورنمنٹ کے انتظام میں ہیں ان کی آمدنی گورنمنٹ سے اس مقصد کے لئے حاصل کی جائے۔

(۵) وایان ریاست سے اس بیت المال کے لئے اگر انقدر رقمیں مانگی جائیں۔ اللہ تعالیٰ میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار غریب مسلمانوں کو ذرا عتی یا تجارتی ضرورت کے لئے روپیہ قرض بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ سادہ کاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔

۱۔ مذکورہ خطبہ مطبوعات امیر الملت "ازید منور حسین شاہ" (صفحات ۷۱ تا ۷۲) مطبوعہ
دہلی ۱۹۶۷ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

خُطْبَةُ صَلَاتِ

امیر ملت سید جماعت علی، محدث علی پوری قدس سرہ
آل انڈیا سنحے کا نفرنس، مراد آباد

۲۰۔ ۲۳ شعبان ۱۳۳۳ھ / ۱۴۔ ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء
آل انڈیائی کونگریس کا نفرنس، مراد آباد کے جلسہ تاسیس کے موقع پر اس فی البدیہہ خطبہ میں جو اس در بیان کا محور رہا وہ یہ ہیں۔

- (۱) مذہب اسلام کی حقانیت کے دلائل۔
 (۲) خادم الحرمین سلطنت عثمانیہ کی شکست اور خلافت ترکیہ کا عروج و زوال
 (۳) سرزمین حجاز میں فتنہ و ہابیت کے مظالم اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام
 (۴) نام نہاد اتفاق کی حقیقت اور اتحاد بین المسلمین کی ضرورت۔
 (۵) فرقہ ہائے مختلفہ کا ظہور اور اتحاد کے بہرہ و فساد انگیزی۔
 (۶) اشاعت و تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اہل سنت و جماعت کے اکابر کی خدمات
 (۷) مسلمانوں کی تکلیف و ذلت کے فوری اسباب — اعتقاد میں کمزوری، اعمال
 حسنہ سے بیگانگی اور شعائر اسلام کی خلاف ورزی۔

خطبہ ارستنی کا نفرنس مراد آباد

کل ہندستانی کانفرنس جمعیتہ العلماء ہند کا اجلاس حضرت قبلہ تیسرا لغویہ کی صدارت میں ۱۸، ۱۹، ۲۰ مارچ ۱۹۲۵ء کو مراد آباد (یوپی) میں منعقد ہوا تھا حضور نے فی البدیہہ غلبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جسے بعد میں طبع کیا گیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ • الْحَمْدُ لِلَّهِ تَحْمَدُهُ وَلَسْتَ عَيْنُهُ وَ
لَسْتَ عَفْوُهُ وَنُورٌ مِنْ بِيهِ وَتَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ - وَتَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ
الْفَيْسَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا - فَمَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ
يُضِلِّهِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ - وَلَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَلَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ •

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا • سب تعریفیں اللہ کے لئے ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور معافی کے خواستگار ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں۔ اور ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کے ساتھ اپنے نفس کی برائیوں سے اور برے اعمال سے پس جس شخص کو اللہ ہدایت فرمائے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کے لئے وہ گمراہی پیدا کرے اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سوا اور ہمارے سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں •

اقْبَابُ عَدَدِ خَالِقِ اَرْضِ وَ سَمَاءِ مَلِكِ ہر دوسرا بے شمار حمد و ثنا کے لائق ہے کہ جس نے اپنی عنایت بے غایت سے انسان کو حکم آیت شریفہ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ خَلَقْتِ اَشْرَافَ الْمَخْلُوقَاتِ سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے عشق و محبت کی آتش اور معرفت اسرار و حقائق کی مقدس امامت اس کے پیچھے ہو دلیت کی کہ اس کو اپنا حلیفہ زمین میں مقرر فرما کر تمام مخلوق کو اس کا تابع فرمان بنایا۔

انسان پر خداوند عظیم الاحسان کے اس قدر انعام و احسان ہیں کہ ان کا شمار کیا جانا تو درست رہا، اگر انسان تمام عمر ان کے شمار کرنے میں صرف کرے، تو بھی ان کو شمار نہیں کر سکتا۔
وَإِنْ أَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصَوْهَا (ترجمہ) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہیں کرسکتے
نہ صرف اس پر شاہد ہے انسان محدود علم و عقل و عمر سے اس بات کے بالکل ناقابل ہے۔ ۵

یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام، الطاف و نوازش اپنے بندوں پر بے مثال و بے نظیر ہیں۔ مگر سب سے اعلیٰ درجے کی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر عنایت کی وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین اَفْضَلُ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِینَ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے متمیز حقوق سے ہمیں مزین و متمیز فرما کر یَحْبِبُکُمُ اللّٰهُ اپنا محبوب ہونے کا رتبہ ہم کو عطا کیا۔ اور نور ایمان و الیقان سے ہمارے دل و دیدہ کو متور فرمایا۔ انسان عاجز انسان مولیٰ کریم کی کسی ایک نعمت کا شکرا ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، مگر غلامی محبوب رب العالمین ایسی نعمت ہے کہ اگر بندہ تمام عمر ہر روز زبان بن کر اس نعمت کا شکرا ادا کرتا رہے، تو بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ اس نعمت کے مقابلے میں باقی تمام انعام بھیج اور بے حقیقت ہیں۔

اس مالک خالق ہر دوسرا کالبے حد شکر ہے کہ اس نے فقیر کو اپنے کمال لطف و عنایت سے علمائے کرام، و اشراف حضرت سرکار کائنات کی مقدس مجلس میں اس خدمت جلیلہ کے لئے

ع شکر نعمت ہے تو چہ انکہ نعمت ہے تو

مذہبِ اسلام | حضرات! صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خداوند و دو عالم کا پسندیدہ اور مقبول ہے جس پر اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ مَرسل ہے۔

خلاف پیسیر کسے رہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

یہ وہ طیب مذہب ہے جس کی حفاظت کا خداوند عالم خود ذمہ دار ہے۔ آیہ شریفہ
 اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَرَتَّلَاهُ لِمَا فَطَمُونَا (ترجمہ۔ بے شک ہم نے اُنار اے
 یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے گہبان ہیں۔) اس پر شاہد ہے۔ یہ وہ پاک مذہب ہے جس
 کے غلاموں کو پروہ کا رنے اپنا محبوب بننے کی اور تمام گناہوں سے مغفرت کی بشارت دی
 ہے۔ آیت مبارکہ ہے، اَقْلُ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِیْ یَّحِبُّکُمُ اللّٰهُ
 وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر
 تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھیگا اور تمہارے گناہ

بخش دیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے! سبحان اللہ! کیا برکتیں صاحب دل اہل بصیرت اجابت کو اس مقدس مذہب میں نظر آتی ہیں۔

ارباب علم پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کا مقابلہ کیا اور اس کی اشاعت میں مخالفت کی، یا اس کو مٹانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو اسلام کا حلقہ گمشدہ بنا کر انہی سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام لیا۔ یہی وہ الہی مذہب ہے جس کے لئے قرآن پاک میں حکم ہے۔ یُرِیدُ ذُوْنَ لِیَطْفِئُوْا اَنْوَارَ الْاٰلِہٖ بِاَفْوَ اٰہِیْہِمۡ وَاللّٰہُ مُبْتَلِیُّہُمْ تَوْرٰہٗ وَکُوْکُبَہٗ اَلْکَا فِرْذُوْنَ۔ (ترجمہ: ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نوگو اپنے نمونہ سے مجاہدین اور اللہ اپنے نور کو مکمل فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کافر بن جائیں۔) ۷

تو خدا ہے کفر کی حرکت پنخند زن پھونکوں سے یہ چراغ بجایا د جائیگا

حضرات! آج سے بیشتر کئی دفعہ مخالفین و مماندین اسلام نے اسلام کو مٹانے کی کوششیں کیں۔ بادشاہیوں کو مٹایا، سلطنتوں کو برباد کیا، کتب خانوں کو جلا دیا۔ مگر خدا تعالیٰ کے محبوب کا مقبول و برگزیدہ مذہب ویسے کا ویسا قائم رہا۔ اور ناقیامت قائم رہے گا۔ زمانہ گذشتہ میں بے شمار مصائب اہل اسلام پر آئے، مگر وہ خطرات موجودہ زمانے میں اسلام اور اہل اسلام پر ٹوٹ رہے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ یہ ایک ایسی لمبی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بہت سادقت چاہیئے۔ ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی کہ دوسری آمو جو د ہوتی ہے۔ ایک بلا ابھی سر سے ٹلی نہیں ہوتی کہ دوسری آدبانی ہے۔ الغرض مسلمان فی زمانہ ہر طرح سے ہدف ناوک مصائب آلام اور نشانہ تیر و پنج و بلا بنے ہوئے ہیں۔

حضرات! حالات زمانہ حاضرہ کو آپ بالتفصیل جانتے ہیں۔ ان تمام واقعات کو آپ کے ذہن و مغفل بیان کرنا سوائے تفسیر اوقات کے اور کچھ نہ ہوگا۔ مگر فقہ مجملہ چند ایک واقعات بیان کرے گا۔ اور نیز وہ تجاویز بیان کرے گا، جن سے ہماری محنت کی بہتری اور تنظیم ہو سکتی ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ واقعات آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں، فقیر مناسب سمجھتا ہے کہ اسلام کی حقانیت کے چند دلائل آپ حضرات کے سامنے پیش کرے

حضرات! دنیا میں جو سب سے سچا مذہب ہے وہ اسلام ہے۔ فقیر اس لئے یہ بات نہیں کہتا کہ فقیر ایک مسلمان ہے یا مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت الامر بات یہی ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو تمام دنیا میں اگر کوئی مذہب سچا ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اگرچہ ہر مذہب والا اپنے مذہب کو سچا تصور کرتا ہے، اور اسی واسطے اس کا پیرو ہوتا ہے۔ مگر اس کی مثال یوں سمجھئے کہ

ہزار آدمی کھڑے ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں کانچ کا ایک ٹکڑا ہے۔ سوائے ایک آدمی کے جس کے ہاتھ میں الماس کا ٹکڑا ہے۔ الماس صرف ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے، باقی سب نے کانچ کے ٹکڑے کو الماس سمجھ کر پکڑ رکھا ہے۔ ہر ایک خیال خود یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں الماس ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح الماس یعنی سچا مذہب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور کانچ کے ٹکڑے یعنی مذاہب باطلہ باقی سب لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ ان سب اہل مذاہب سے اگر درپردہ دریافت کیا جائے تو سب یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ اگر دنیا میں کوئی سچا مذہب ہے تو اہل اسلام کا ہے۔ کیونکہ جو جو خوبیاں اور جو برکتیں مذہب اسلام میں ہیں وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔

۱) فقیر کو اس پر ایک پرانا واقعہ یاد آیا۔ مکمل ہارلڈ صاحب لاہور میں ڈاکٹر حکیم تعلیمات پنجاب تھے۔ انہوں نے اپنے ایک سرشتہ دار شیخ عزیز الدین سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس اسلام کے سچا مذہب ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ کوئی عالم یا مولوی نہ تھا پھر بھی جو دلائل وہ پیش کر سکتا تھا اس نے پیش کئے۔ مگر ہارلڈ صاحب نے کہا "اؤ میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہمارے ملک انگلستان میں پارلیمنٹ کے کئی سوسمبران ہیں۔ جو سب کے سب بڑے لائق و فائق، مدبر، عاقل، تجربہ کار اور عالم ہوتے ہیں۔ یہ صدر ممبران پارلیمنٹ کامل غور و خوض اور بڑے تفکر و تدبیر کے بعد مدتوں میں اپنے ملک کے لئے ایک قانون بناتے ہیں۔ مگر اس قانون کو جاری ہونے ابھی پورا سال بھی نہیں گزرتا

کہ اس میں غلطیاں نظر آنے لگتی ہیں جس کے باعث پارلیمنٹ کو لاچار یا تو اس قانون میں ترمیم کرنی پڑتی ہے یا اس کو منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ اتنے بہت سے اشد کدھیوں کا بنایا ہوا قانون ایک سال نہیں چل سکتا مگر تھارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو اتنی محض تھے، عرب کے پاکستان میں بیٹھ کر ایک قانون بنایا جس کو تیرہ سو برس کا عرصہ گزر گیا اور اس میں آج تک ایک حرف کی غلطی نہیں لگی۔ بلکہ وہ ہر زمانے کے لئے باطل موافق و مطابق ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ قانون خدائی قانون ہے اور وہ مذہب اسلام ہے جو خدا کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔

(۲) بنگلہ دیش ایک دن کاؤٹیس میڈی ایکسپتیر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے دنیا کے تمام مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ اگر کوئی مذہب سچا ہے تو مسلمانوں کا ہے۔ فقیر نے کہا کہ تم اتنا اقبال کر لینے سے نصف مسلمان تو ہو گئیں۔ اس نے دریافت کیا کہ شاہ صاحب دس طرح "فقیر نے جواب دیا" اسلام کے دو بڑے اصول ہیں۔ اول دل سے یقین۔ دوسرے زبان سے اقرار کرنا۔ آپ نے دل سے تو یقین کر لیا کہ اسلام اچھا مذہب ہے تو دل سے نصف مسلمان ہو گئیں۔ اب اگر زبان سے بھی اقرار کر لو تو پوری مسلمان ہو جاؤ گی۔ مہم صاحب نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو تو میرا صاحب کیا کرے گا؟ فقیر نے کہا کہ "صاحب میرے گا تو اپنی قبر میں جائے گا۔ تم مروج تو اپنی قبر میں جاؤ گی۔" نیز فقیر نے کہا کہ "تم بھڑکی وقت غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آنا تو فقیر تمہیں کچھ بتائے گا۔" اس نے کہا "میں اب بھی غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آئی ہوں" فقیر نے اسی وقت اس کو کلمہ شریف کی تلقین کر کے داخل مسئلہ عالیہ نقش بندہ کر لیا۔ وہ اسی وقت سے ایسی ہی مسلمان بنی کہ اسی دن سے اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اور تمام ارکان اسلام کی پابند اور تہجد گزار ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

پھر اس کی برکت سے اس کے شہر نے بھی مذہب اسلام قبول کر لیا۔ حالانکہ اس کو دو سال تک آریہ لوگ و غلاستے رہے تھے۔ اس کے بعد وہ صاحب بھی ایسا پکا مسلمان بن گیا کہ مبلغ کا کام کرنے لگا۔ چنانچہ ایک وز ایک اور انگریز ڈاکٹر کو جو لکھنؤ کا روپے کا مالک تھا فقیر کے پاس بنگلہ دیش لے کر آیا۔ اس ڈاکٹر نے بھی اسلام کی تعریف کی، اور وہی الفاظ کہئے جو مہم صاحب نے کہے تھے۔ کچھ دیگر گفتگو کے بعد فقیر نے اس کو بھی کلمہ شریف پڑھا کر حلقہ ذکر میں

بیٹھایا اور مسئلہ عالیہ نقش بندہ میں داخل کر لیا۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ ایسا بخود ہو کر تین گھنٹے تک بیہوش پڑا رہا۔ اسے میں خان بہادر سلیمہ حاجی محمد اسماعیل صاحب ایک باگی ہمراہ لے گئے۔ اور اس کو ڈاکٹر صاحب کی حالت دیکھ کر کہنے لگے "اگر تم اس کو اس وقت ہوش میں لے آؤ تو تمہیں ایک سو روپیہ عالم دینا ہوں۔ بھلا وہ کیسے اس وقت اس کو ہوش میں لاسکتا تھا۔ ج۔ یہ وہ نشر نہیں جسے شرعی آثار و مسائل صاحب موصوف نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ "نہایت افسوس نیا بات ہے کہ تم بھنگ، دھوڑ جیسی چیزوں کی تاثیر تو مانتے ہو۔ مگر خدا کے نام میں تاثیر کو نہیں مانتے؟" وہ سخت شرمندہ ہوا۔

(۳) شام کے وقت اور بالعموم نماز مغرب کے بعد لاہور اور دوسرے شہروں کی مسجدوں کے دروازے پر جا کر دیکھو جب مسلمان نماز پڑھ کر باہر آتے ہیں تو اہل ہندو کی بیسیوں عمرتیں اپنے بیچار بچوں کو گود میں لئے دم کرانے کے واسطے دروازوں کے باہر کھڑی نظر آئیں گی۔ یہ عورتیں جاتے وقت مسلمانوں کے جوتے اٹارنے کی جگہ کی خاک لیکر اپنے غول صورت ننھے بچوں کے منہ پر پڑتی ہیں اور یقین کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے جوتوں کی خاک میں بھی شفا ہے۔ اگر وہ اسلام کو سچا سمجھتیں تو ایسا کیوں کرتیں۔

(۴) اور سنئے۔ انگریزوں کی آمد کے ابتدائی زمانے میں ولایت سے ایک پادری آیا۔ اور نبی میں ہزاروں قرآن مجید خریدنے شروع کر دیے۔ ایک مولوی صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تو کیوں قرآن شریف خرید رہا ہے اس نے کہا ولایت سے حکم آیا ہے کہ جتنے قرآن مجید ہندوستان میں ہوں سب حاصل کر کے انھیں نیست و نابود کر دو۔ مولوی صاحب نے فرمایا "تو دیکھ ہے۔ ہمارا قرآن شریف ان کا غدول پر نہیں ہے۔ ہمارے لوں پر لکھا ہوا ہے۔ ہمارے کس دس سال کے بچوں کے سینوں میں لکھا ہوا ہے۔ تم اگر لکھو کہ قرآن شریف سمندر میں غرق کر دو، تو بھی ہمارے قرآن شریف کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہو۔ ہم ایک دن میں لکھو کہ قرآن شریف پھر لکھ سکتے ہیں؟"

کیا دنیا میں کوئی اور مذہب ہے، جو یہ دعویٰ کر سکے کہ ان کی کتاب اول سے آخر تک کسی کو یا ہو، فقط کلام پاک کا ایک ٹوٹا تو یہ فقیر ہی آپ کے سامنے ہے۔ جو بار بار اس کی صداقت

کا تجربہ کر چکا ہے۔ نماز تراویح میں کئی دفعہ یہ واقعہ گزرا کہ فقیر کو نیند سے بیدار کر دیا گیا۔ اس غنودگی کی حالت میں بھی قرآن شریف کے الفاظ صحت کے ساتھ ادا ہوتے رہے۔ اگر سینے میں لکھا نہ ہوتا تو نیم پوش کے عالم میں وہ الفاظ کیسے زبان سے نکل سکتے تھے۔

قرآن شریف کے حروف پانچ لاکھ چالیس ہزار چھ سو۔ رکوع پانچ سو چالیس سو تین ایک سو چودہ۔ آیات چھ ہزار چھ سو چھ ہیں۔ کیا کوئی اور مذہب الایہات بنا سکتا ہے کہ ان کی مذہبی کتاب کے اتنے حروف ہیں؟ کیا کوئی مذہب والا اپنی کتاب اول سے آخر تک حرف بحرف زبانی پڑھ کر سنا سکتا ہے؟ ہمارے ملکوں میں تو دس دس سال کے بچے ہر شہر ہر قصبے میں موجود ہیں، جو کلام اللہ کے حافظ ہیں۔

(۵) جب قرآن شریف نازل ہوا تو مغربی ایشیا میں دو زبانیں مروج تھیں۔ ایک عربی جو انجیل کی زبان تھی۔ دوسری سریانی جو تورات شریف کی زبان تھی۔ اس سے پڑھ کر سلام کے سچا ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم نے نہ صرف یہ کہ ان کتابوں ہی کو اٹھایا، بلکہ ان کی زبانوں کو بھی اٹھالیا۔ آج ان تمام ملکوں میں سے کوئی ملک یا شہر یا قصبہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں عربی یا سریانی زبان بولی جاتی ہو۔ اب ان تمام ممالک میں عربی زبان بولی جاتی ہے اور عربی زبان ہی کا دور دورہ ہے۔ جو قرآن مجید کی زبان ہے۔

(۶) جب دنیا میں قرآن شریف نازل ہوا تو تمام ہندوستان خصوصاً بھارت و کشمیر میں ہنسکرت بولی جاتی تھی۔ اب اس تمام علاقے میں واحد گھر بھی نہیں ہے، جہاں شامری زبان بولی جاتی ہو۔ بلکہ اس زبان کو سمجھنے والے آدمی بھی خال خال ہی نظر آئیں گے اگر کوئی کتاب تمام دنیا کی اصلاح کا دعویٰ کرتی ہے تو وہ صرف قرآن پاک ہے۔ کوئی اور کتاب تمام عالم کی اصلاح کا دعویٰ ہی نہیں کرتی۔

(۷) کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اہل ہندو کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے۔ نہ وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کتابیں جن کا وہ آسمانی ہونا بیان کرتے ہیں کب کس جگہ اور کس پر نازل ہوئیں۔ اس وقت کون قومیں آباد تھیں۔ اور کون سی مخلوق دنیا میں موجود تھی۔

(۸) قرآن شریف کی برکتیں اور رحمتیں ہی ہیں کہ انسان کے احاطہ شمار سے باہر ہیں۔

گرمشے نمونہ از خوار سے، فقیر و دین آپ کے نمونہ بیان کرتا ہے۔

(الف) تیز سے تیز تلوار فقیر کے پاس لائیں۔ فقیر قرآن پاک کی آیت شریف پڑھ کر اس پر دم کر دے گا، اور وہ ایسی کند ہو جائے گی کہ انسان کا بال تک بھی نہ کاٹ سکے گی۔

(ب) کسی شخص کو اگر باؤ لے کتے نے کاٹا ہو تو اس کو فقیر کے پاس لاؤ۔ فقیر قرآن مجید کی آیت پڑھ کر گسیلی مٹی پر دم کر کے اس شخص کے بدن پر ملے گا، تو اس مٹی میں سے جس رنگ کا کتا تھا، اسی رنگ کے بالوں کی صورت میں باؤ لے کتے کا زہر باہر نکلے گا۔ اور سگ گودیدہ فضل آپہی سے بالکل تندرست ہو جائے گا۔

(ج) تین ماہ کا عرصہ بڑا فقیر ریاست رام پور گیا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ میری عورت کو سات دن سے دروزہ ہو رہا ہے۔ تمام ڈاکٹر اور دایاں عاجز آگئے ہیں۔ نہ وہ مرنے سے نہ اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سب نے مایوس ہو کر اسے لاعلاج بتا دیا ہے، "فقیر نے اپنے پاس سے تین کھجوریں لے کر ان پر قرآن شریف کی ایک آیت پڑھ کر، دم کر کے اس کو دیں۔ اس کی فقیر کو اپنے پیرو مشد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت تھی۔ پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ شخص دوڑتا ہوا آیا اور مبارکباد دی کہ خدا کے فضل سے بچہ ہو گیا محض کلام الہی کی برکت سے ایسا ہوا۔

(د) کسی شخص کا راکم ہو جائے، تو فقیر مٹی کے تین دھیلوں پر قرآن شریف کی لیک سورہ پڑھ کر دم کر دے گا۔ وہ مفقود الخیر بچہ اگر خدا سے تعالیٰ کو منظور ہوا تو آٹھ دن کے اندر ہی گھر واپس آ جائے گا۔ صد مارتبہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

حالاتِ حاضرہ

ابھی کل کی بات ہے کہ جب یورپ کی آتش نے سلطنت عثمانیہ کو جو اس وقت حرمین الشریفین کے خدام اور خلافت کے متحمل تھے اگیرا۔ کئی سال کی جنگ کے بعد آخر ترکوں کو شکست ہوئی اور سلطان المعظم خلیفہ اسلام یورپی دُول کے ماتحت ایک کٹھ پتلی سا ہو گیا۔ تمام ممالک اسلامیہ میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً غیر سے اس کماری تک، اور پٹ ور سے کلکتہ تک، ایک شور برپا ہو گیا کہ دُول یورپ نے اسلام اور خلافتِ اسلام کے مسائل میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ چونکہ خلافت اہل اسلام

ایک مقدس مسئلہ ہے، اس لئے خلافت کے برقرار رکھنے کے لئے ہر جائز و ممکن کوشش کرنا بہتان کا مقدس فرض ہے۔

چنانچہ لکھنؤ کا روپیہ اس مقصد کے لئے فراہم کیا گیا سینکڑوں مجلسیں قائم کی گئیں۔ لکھنؤ، وعظ اور تقریریں کی گئیں۔ گریہ و زاری، الحاح و تضرع سے بارگاہ رب العزت میں التجائیں اور دعائیں کی گئیں۔ بغیریت علی کریم جو شش میں آئی اور مصطفیٰ کمال پاشا نے اناطولیہ میں نوجوان ترکوں کی جماعت کی مدد سے ایک خود مختار ترکی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور دؤل یورپ کے پنجوں سے پہلے تو خلیفہ اسلام اور مقام خلافت کے رکھ کر ان کی کوشش کی۔ اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ مگر خدا جلنے کو اس کو کیا منظور ہے، کہ ایک طرف تو تمام عالم اسلام میں خلیفہ کے تقراء اور خود مختاری کے لئے شور و برپا تھا اور دوسری طرف ترکان احرار کی اسی مجلس نے سال گوشتہ خلیفہ اسلام کو ملک بدر کر دیا۔

ارباب علم کو بھی طرح معلوم ہے کہ انہی ترکوں کے آباؤ اجداد نے جب خلافت عباسیہ کو بغداد سے مثلیا تو وہ بہت پرست تھے۔ نوشت و خواند سے بالکل بے بہرہ اور اخلاق و آداب سے بالکل معترت تھے۔ اول درجہ کے ظالم اور سفاک تھے۔ انہوں نے علمائے اسلام اور صوفیائے عظام کو چرن چرن کر قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بغیرت جوش میں آئی تو کیا ہوا؟ ترک دو صوفیائے کرام خواجہ محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد درویشی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے دربار میں لائے۔ ان کو سخت عذاب دیا گیا۔ مگر یہ مقبولان بارگاہ ایزدی رحمۃ اللعالمین کی شان میں جلوہ گر تھے، اس لئے ان کے قور باطن سے ترکوں کے دلوں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور محکموں کے سپہ مذہب نے بہت پرست حاکموں کو ایسا حضور و سحر کیا کہ ان کو سوائے مذہب اسلام کو قبول کرنے کے اور چارہ باقی نہ رہا۔ سبحان اللہ! اسلام میں وہ جذبہ گردش ہے کہ جو کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے، بالآخر اسی کو اس کا دل مادہ اور شقیہ ہونا پڑتا ہے۔

ایسا ہی حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا ہے۔ کہ معاذ اللہ مگر سے تو وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے اور زور خداوندی کو بھلنے کے لئے جا رہے

تھے، مگر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے ہی حضور کی ایک نظر سے شہید ہو کر شہید ہو گئے۔ اور اسلام کی وہ خدمات کیں جن کو مخالفین اور معاندین بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔

اسی طرح انہی ترکوں نے مسلمان ہو کر مشرقی یورپ کا اکثر حصہ فتح کر لیا۔ اور مسطظفہ کو فتح کر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور شیش گونی پوری کر دکھائی۔ اور بعد میں خادم خلافت بن کر سینکڑوں سال تک عربین الشرفین کی خدمت کرتے رہے۔ مولیٰ کریم کے فضل و کرم سے نتیجہ کو، ہم یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی پاک بندے کے طفیل اسلام اور اہل اسلام کے ان تمام مصائب کو بھی دور کرے گا۔

شہر خالی ست زعشانی مگر از طرفے مرے از غیب برون آید و کلمے بکند
ابھی خلافت کا زخم دلوں میں تازہ تھا کہ اہل ہندو کے تمام فرقوں نے
فتنہ ارتداد
مل کر ایک سنگٹھن کی بنیاد رکھی جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ پرستانہ
توحید اور غلامان اسلام کو جادہ حق سے محروم کر کے ان کو شہدہ یعنی مرتد بنایا جائے۔ اور عبادت
اسلام اور طبقہ بگوشان اسلام کا نام تمام ہندوستان سے مٹایا جائے۔

ہر بلائے کو آسمان آئید خانہ انوری بھی جوید
چنانچہ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ لالہ شمس رام صاحب سابق منیجر گورنمنٹ بنگلہ
نے جو برٹے پکے اور متعصب آریہ سماجی ہیں، آگرہ میں ایک مرکز قائم کیا۔ اور مسلمان ملکائوں
کو مقدس مذہب اسلام سے منحرف کرنے کے لئے بہت سے پرچارک مقرر کئے۔ روپیہ کا
لاچ اور ڈرانے دھمکانے کے حربے استعمال کئے۔ ملکائوں کو ہندو بنانے کے لئے لکھو کھا
روپے جمع کئے گئے جس میں اہل ہندو کے تمام طبقوں نے، راجہ سے لیکر دہقان گنوار تک
نے، حصہ لیا۔

جو ذکر غریب مسلمان ملکائوں کو دیا گیا وہ ناقابل بیان ہے کسی کو طبع ذریعہ خوف
کرنے کی کوشش کی گئی کسی پر ناجائز دباؤ اور رعب ڈالا گیا۔ کسی کو قرقی، نیلای اور خیر کی
دھمکی دی گئی۔ ماؤں کو بچوں سے اور بچوں کو ماؤں سے، خاوند کو عورت سے اور عورت کو
خاوند سے علیحدہ کرنے کی سعی کی گئی۔ مگر خدا کا احسان اور فضل ہے کہ چند اہل درو اہل نام

نے اس طرف توجہ کی۔ اور بہت جلد کئی انجمنوں نے فقہ اترداد کے سہ باب کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور سرگرمی سے شذھی اور شگفتوں کے خلاف کام شروع کر دیا۔ بھولے بھولے مسلمان ملکائوں کو غیر مذہب والوں کی چالاک اور عیاری سے مطلع کیا گیا۔ ان کو اسلام کے اصولوں کی حقانیت اور تقدس سے آگاہ کیا گیا۔ مبلغ مقرر کر کے دینی مدرسے کھولے گئے۔ مدرس مقرر کئے گئے مساجد اور چالاکت کی تعمیر کی گئی۔ شفت خانے بنائے گئے۔ اور مسلمان بچوں کو ضروری ارکان اسلام کی تعلیم اور تلاوت قرآن پاک کی تعلیم دینی شروع کی گئی۔ الحمد للہ! کہ اس کام میں خدا کے فضل سے اس قدر کامیابی ہوئی کہ اس کا شکر ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔

انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کے اراکین نے اس مقدس کام میں جس قدر حصہ لیا۔ اور جو کام کر دکھایا۔ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور صفحہ روزگار پر تا ابد درخشاں رہے گا۔ انجمن کے مدارس میں سے دو عدد مدارس علاقہ کشمیر میں، دو عدد علاقہ جموں میں، دو عدد علاقہ ریاست بڑودہ میں، باقی ۳۴ مدارس علاقہ آگرہ، ہنٹنوا، دہلی، ایٹہ، بلند شہر، گردگانواں، علی گڑھ، فرخ آباد وغیرہ میں ہیں۔

خداوند تبارک و تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ آریہ سماجیوں کو ان کے اس کام میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور سال گذشتہ تو وہ بالکل مایوس و نا کام ہو کر واپس چلے گئے تھے اور اپنی غلطی پر نادم تھے۔ مگر حضرات اہل اسلام اور اسلام کی یہ کامیابی محض تائید خداوندی اور فضل الہی پر منحصر تھی۔ ان کے مقابلے میں ہمارے پاس کوئی طاقت نہ تھی۔ اس لئے یاد رہے کہ ہمیں اپنی کامیابی اور آریہ سماجیوں کی ناکامی پر جو حکم قلّ جَاءَ الْحَقُّ وَنَهَى الْقَبَاطِلُ درجہ فرمائیے کہ حق آیا اور باطل ختم ہو گیا۔ ایک خدائی حکم کے ماتحت ہے، پھول کراس نیک کام کی اشاعت اور تبلیغ کو بند نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور مسلمانوں کا ہر فرد اس کا مبلغ اور اشاعت کنندہ ہے۔

آپ کو بخوبی علم ہے کہ گزشتہ ماہ فروری ۱۹۲۵ء میں آریہ سماجیوں نے تقریر

میں دیانتدگی، جو آریہ مت کا بانی تھا، سوٹ لایا میں ایک جلسہ کیا تھا۔ ہندوستان کے ہر گوشے سے اہل ہندو کے لیڈر و طاغ جمع ہوئے تھے۔ جہاں اہل اسلام اور اسلام کو مٹانے، اور مسلمانوں کو ان کے مقدس اور پاک مذہب سے گمراہ کرنے کے لئے کئی پرشیدہ اور ظاہر کیشیاں لگیں۔ اسی مطلب کے لئے لکھو لکھا پوچھ گچھ کیا گیا۔ مستبذ ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہاں غیر سازشوں میں یہ حلفیہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کم از کم پندرہ مسلمانوں کو گمراہ کر کے جاوہر ستیم سے پھلکا کر اسلام سے خارج کرے گا۔ اور ہر طرح کے ناجائز طریقے، دنی کا لالچ، لڑکیوں کا جال، زر کے لالچ کو کام میں لایا جائے گا۔

اس لئے ہر مسلمان کو آئندہ کے لئے ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اپنے مذہبی اصولوں سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ پاک مذہب اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اپنے بچوں کو اصول اسلام اور حقانیت اسلام سے اچھی طرح واقفیت کرانا چاہیئے اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے کو جاری رکھ کر مخالفین و معاندین اسلام کی مداخلت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

ابھی کل کا ذکر ہے کہ اخبار تنظیم ام تر اور اخبار زمیندار میں اور ان سے قبل اخبار طلب میں ایک طویل مضمون لالہ ہریال ایم لے کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ہریال نے اسلام اور اشاعت اسلام پر نہایت رکیک جھگے کئے ہیں۔ اس مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کہتسم مضمون اسلام کی اشاعت اور اس کی تبلیغی تعلیم سے بالکل ناواقف ہے۔ یا پھر تعصب کی پٹی نے اسے اندھا کر رکھا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ۱۔

”اہل ہندو کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر جائز و ناجائز کوشش سے ہندو بنا کر اہل ہندو کے کسی نہ کسی فرقے میں داخل کر لو۔ اور اس طرح سوزا حاصل کر لو۔ اور بھارت دیش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شہرہ کر لو۔ یعنی تمام غیر مذہب کو نیست و نابود کر دو۔ اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو پہلے سوزا جیہ حاصل کر لو۔ یہ سوزا جیہ ریاست ہماچل یا نظام حیدر آباد کا سانہ ہو بلکہ کابل آزاداں اختیار ہو۔ اور ہندو ریاست قائم کر کے ہر مملکت کے رعب، جاوہر چشم کی تحریف، اور زر کے لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کر کے ہندو بنا لو“

یَا اَللّٰهُمَّ! بڑی دُور کی سوچی سمجھتی یہ ہے کہ ہندو، خواہ وہ ہندوستان میں ہو یا
جلاد میں ہو، اس کے دل میں یہی خواہش ہو جرن ہے کہ جس طرح ہو، ہندوستان سے مسلمانوں کو اوردان
کے مقدس مذہب اسلام کو مٹا دیا جائے۔ یا تو مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے یا ان کو
گمراہ کر کے ہندو بنا لیا جائے۔ اور ناقابل اندیش مسلمان گہری جیند میں سوئے ہوئے ہیں۔ اور ایسے
مائل و انجائے سے بالکل بے خبر ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ زمانہ کس طرف کو جارہا ہے اور وہ کہاں ہیں۔ زمانہ کی
گت ڈو میں وہ کس قدر پیچھے ہیں۔ نہ زمانہ ماضی سے پیشیاں نہ حال کی پردہ ز فزوا کی فکر۔ ایسی بے بسی
کی حالت میں خدا ہی مقرب العقوب ہے کہ ان کے دلوں میں محبت اسلام بھر دے۔ ان کو فکر فزا
میں لگا دے۔ ان کو دینی و دنیاوی ضرورتوں سے آگاہ کر دے۔ اور پکا مسلمان بنا دے۔

دو سال کا ذکر ہے کہ جب فقیر بھٹی سے واپس آ رہا تھا تو حکیم اجمل خان صاحب فقیر کوٹے
توفیق نے ان سے کہا کہ ”لاہور میں جمعیتہ العلماء نے نومبر ۱۹۲۲ء میں بے چارے بے گناہ سولہوں کے
برضلاف غلط افواہوں کی بنا پر ہندوؤں کو جو مسلمان بنانے کا ازم لگا کر یہ تجویز پاس کی کہ مسلمان ہند
کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ زمان سے ہمدردی ہے مگر یہ نہیں دیکھتے کہ آج ہندو بد رستی غریب
مسلمانوں کو راہ توحید سے پھیلا کر مرتد بنا رہے ہیں۔ آج تمہارے لیڈران ہندوؤں کے خلاف کشتن
ریز و کشن پاس نہیں کرتے ہائے

اہل ہندو کا اتفاق اور یکگت اور آپس کے تعلقات ایسے سسب و استوار ہیں کہ وہ
ایک کام کرنے کے لئے کئی سال پیشتر سے تیار ہی کرتے ہیں۔ واقعات ماضی اس پرشاپ ہیں
کہ وہ مجبور مسلمانوں پر پیسے دست ظلم و تعدی روا کرتے ہیں۔ ان کو طوار ہندو کا نشانہ بناتے
ہیں۔ اور چونکہ ان کا نظام و اتحاد نہایت مستحکم ہے، اس لئے بعد میں خود کو معلوم ثابت کرتے ہیں
اور مسلمانوں کو جو کسی مرکزی انتظام سے وابستہ نہیں ہیں، ظالم، مجرم، چور وغیرہ بنا کر ان کا چارواں
کر کے سزائیں دلاتے ہیں۔ اہل ہندو صاحب زر ہیں۔ ان کے حاکم زیادہ ہیں۔ حکومت کم ہر
شعبے میں ان کا عنصر غالب ہے۔ قیادت تمام ملک کی ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اپنے ذرا
نور، لحاظ سے ظلم کو ظالم بنا کے انصاف پروری نہیں جھنے دیتے۔ بلکہ اٹل غریب اور بیکس
جاہل اور بے علم، بے گناہ اور بے سہارا مسلمانوں کو اپنی ہر طرح کی جائز اور ناجائز سہی سے مجرم

بنانے اور سزا میں لوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

سال گزشتہ کے واقعات سہارن پور، آگرہ، ملتان، دہلی، اجیر وغیرہ کے اس امر کی
کافی شہادت ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ ان کے کان پر جوں بھی نہیں رنگتی۔ وہ ہر طرح کی مراعات
سے کام لیتے ہیں۔ انہوں نے اسلام کے بڑے سے بڑے دشمن کو بادشاہی مسجد کے منبر پر پیشی کی
اجازت دی۔ اہل ہندو کی نعشوں کو کاڈھا دیا۔ ان کی دلجوئی کی خاطر چند نام نہاد مسلمانوں نے اسلامی
شار ذ بیعہ گاڈ کو ناجائز ملک کہنا شروع کر دیا۔ بلکہ تمام مسلمانان ہند نے محض اہل ہندو کے احسا
کا لحاظ کر کے کوئی گائے قربان نہیں کی۔ اور ہندو ہیں کہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان کو راہ تہا
نے منحرف کر کے مشرک اور کافر بنانے کے لئے سرتاپا کوشش کر رہے ہیں۔

اول تو ہر جگہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں پٹے اور مقتول ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی جگہ
ہندو ظالم ہوتے ہوئے بھی مظلوم بن جاتے ہیں، اور تمام لیڈران قوم ان سے مصالحت و
مفاہمت کے لئے کوشش کرتے ہیں، تو بھی وہ مسلمانوں کو بغیر سیاسی چڑھائے نہیں
چھوڑتے۔ اور مسلمانوں کی سادہ دلی دیکھئے۔ کہ تکفل وغیرہ میں اہل ہندو نے جو مظالم
بے کس اور مجبور مسلمانوں پر کئے۔ مدیہ کہ بچوں کو زندہ جلادیا۔ ڈپٹی کمشنر ضلع نے خود مسلمانوں
کو اپنی آنکھوں سے اس حال میں دیکھا۔ اس پر چند اہل ہندو کو سزا ہوئی تو مسلمان ایسڈر سے
مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلسے کر کے گورنمنٹ کو تار دیے جائیں کہ وہ ہندوؤں کو
رہا کر دے۔ سبحان اللہ!

بہیں تفاوت رہ از کجاست تابکھا
ہماری مردت اور احسان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کو کمزور، بے کس اور بے بس خیال کر
لیا گیا۔ اور سرے سے ہم کو ملک بدر کرنے اور ہمارے استیصال کے لئے منصوبے بنا کر
کوشش کی گئی۔ گریا رہے کہ مذہب اسلام چراغ خداوندی ہے۔ اس چراغ کو بجھانا
آسان نہیں۔ یہ تاقیامت روشن رہے گا۔
چراغے را کہ ایزد بر سر و زو کے کو تف زندر شیش بسوزد
اب اہل اسلام کا یہ کام ہے کہ وہ گزشتہ برسوں کے تلخ تجربے سے سبق حاصل

کریں۔ یمن کا کام یہ نہیں کر لیک سورج سے دوبارہ دمک کھائے جیش نئی کر لئے۔

ہر چند آزمودم از دوسے نبود سودم مَنْ جَوَّبَ الْمُجَوَّبَ حَلَّتْ لَهُ الْفِتْنَةُ
(ترجمہ: جس نے تجربہ کردہ کام کی آزمائش کی وہ پشیمانی میں پڑا)

اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو بداشت ہمارے مذہب میں ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے مذہب میں رخصتہ اندازی برداشت نہیں کریں گے۔ ہم کسی شعار اسلام کو ترک کرنے کے لئے کسی حال میں بھی تیار نہیں ہوں گے۔ وہ اتفاق وہ تجریر سے ہمارا ایمان اور اسلام اور اعتقاد جاتا رہے، ہم کسی طرح بھی ملنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہندو قوم ہماری سالہا سال کی آزمائی ہوئی ہے۔ ان سے یہ توقع کرنی کہ ہمارے ساتھ دوستی رکھے گی، ہمارے ساتھ اتحاد و یگانگت کرے گی، بالکل فضول اور لاحاصل ہے۔

بمصدق

بایداں بدباش و بانیکان نکو جائے گل گل باش و جائے خار خار

اور

نکوئی بایداں کردن چستانست کہ بدکردن بجائے نیک مرداں
ہمارا اولین فرض ہونا چاہیے کہ ہر جائز طریقے سے ہم اپنی حفاظت اور غیروں سے بچاؤ اور مدافعت کی کوشش کریں۔

افسوس! کہ مومن، بھولا بھالامومن ان عیب ریلوں اور چالاکیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاریخ داں اصحاب پر روشن ہے کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام کن پاک نفوس کی بدولت ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ مخدوم علیؒ جو بیری جڑاؤ تھے تشریف لائے۔ ان سے پیشتر ان کے پیر مہائی حضرت سید حسن زنجانیؒ جلاہور میں رونق افروز تھے۔ ان کا بھی اہل ہندو نے سخت مقابلہ کیا۔ ان کو کلیں پہنچانے کی بہت کوششیں کیں مگر حضرت داتا صاحبؒ کے باطن میں نور نبوت سے نور ولایت موجود تھا۔ اس نور کے سامنے کوئی استدرج کہاں کامیاب ہو سکتا تھا۔ خدائی نور نے تمام دنیاوی ساحرائے جہانوں کو بھجا دیا۔ اور حق باطل پر غالب آگیا۔ ازاں بعد حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین

چشتی اجمیریؒ تشریف لائے۔ اور پرتھی آج سے مقابلہ ہوا۔ حضور کے الفاظ مبارک کی خلاف ورزی عالم نے اسی قدر کی کہ جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ آپ نے پرتھی راج کو کہا کہ "ما تزلزلہ بر مسلماناں سپردیم"۔ خدائی شان اسی سال تراوڑی کے مقام پر پرتھی آج زندہ قیام ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور قتل ہوا۔

خدا کے پاک اور مقبول بندے اہل اسلام میں اب بھی موجود ہیں۔ اگر وہ قسم کھا کر کسی کام کے لئے کہہ دیں گے تو انشاء اللہ العزیز خداوند کریم ویسا ہی کر دکھائے گا۔

خاکساران جہاں راجہ قاتر مگر توجہ دانی کہ دریں گرد سوائے باشد

مگر یہ تمام قصور ہمارا اپنا ہے۔ ہم خود اپنے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ سال ہا سال سے ہمارے ساتھ اس قسم کا بڑا سلوک ہو رہا ہے، اور مختلف قسم کے منہالم ہم پر توڑے جا رہے ہیں، تو ہم کیوں ہر شیا ر نہیں ہوتے؟ ہماری منظومی، بے کسی، بدانتظامی کی کوئی حد نہیں تو ہم کیوں اپنی تنظیم کی فکر نہیں کرتے؟

برادرانے اسلام! ادھر تو مسلمان ہند اپنی زبردست ہمسایہ قوم کے مقابلے میں فتنہ ارتداد کا سد باب کرنے میں مصروف تھے، ادھر ناگاہ ان کے زخمی اور مجروح دلوں پر ایک اور کاری زخم لگا۔ یعنی عرب کی مقدس سرزمین اور حرم شریف میں جہاں ہر قسم کا جدال و قتال شرعاً منع ہے، جس جگہ داخل ہو جانے والے کے لئے امن کی ضمانت خداوند کریم نے دی ہے۔ فرمایا ہے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ترجمہ: اور جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہوا۔) ہزاروں بے گناہ بندگان خدا اور غلامان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تہ تیغ کیا گیا۔ مردوں ہی کو نہیں بلکہ جیسا کہ بعض اخباروں میں درج ہے، بچوں نے معصوم بچوں، بڑھوں، اور بے گناہ عورتوں کو بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ جوانوں کو تو بغرض محال یہ تصور سمجھا جا سکتا ہے کہ انھوں نے حکومت کے خلاف کوئی کام کیا ہو اور اطاعت نہ کی ہو۔ مگر بچوں، بڑھوں اور عورتوں کا کیا گناہ تھا؟

گنہ بود مرد مستمکارہ را چہ تاواں زن و طفل بے چارہ را؟

خدائی شان! وہ سرزمین مقدس جہاں بال تک کاٹنا، ناخن تک تراشنا، اور

جوں تک ماننا منع ہو، وہاں جو لوگ بے گناہ غلامان سرکارِ مدینہ کو ذبح کریں، ان کے اس فعلِ شنیع و نامشروع کو کچھ لوگ ہمسایان کی نظر سے دیکھیں۔ اور مبارکباد کے تار دیویں۔ تو یا حرمِ شریف کی بے حرمتی اور شاعیرِ اسلام کی مخالفت کرنے کو جائز قرار دیا جائے۔ افسوس صد افسوس! اگر خداوندِ عالم پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیے کہ یہ پاک اور مقدس گھر اس کا اپنا گھر ہے۔ اس کے فصلِ ذکر سے یقین رکھنا چاہیے کہ خدائے قدوس جلد اس صورت کو تبدیل کرے گا!!!

رسید مشرودہ کو ایامِ غمِ خواہد ماند چنان ماند و جنیں نیز ہم غمِ خواہد ماند

اتفاق و اتحاد

تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق چاہئے والو! سرگرم نالہ اگر تابِ شنیدن آری سینہ بشکافم اگر طاقتِ یدن آری

بہارِ این جلالت! آج کل تمام ہندوستان میں ہر طرف، ہر سمت، ہر گوشے سے اتفاق باہمی اتحاد کی آواز آتی ہے ہمیں سے کوئی بھی تفریق اور اتحاد کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتا ہے کسی کی دل آزاری روا نہیں رکھتا۔ تو ایچ عالم شاہد ہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے کس دریا دلی اور عالی حوصلگی سے مخالفین و معاندینِ اسلام کے ساتھ سلوک کیا۔ کس عالی مہمتی سے ان کو مراعات دیں کیوں نہ کرتے؟ غیر مذہب والوں کو محبوب کر کے ان کو اسلام میں لانے کا حکم نہ تھا۔ (لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ) ترجمہ: کوئی زبردستی نہیں دین میں اور لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِی دِیْنِی (ترجمہ: تمہیں تمہارا دین مجھے میرا دین) آیاتِ پاک اس پر شاہد ہیں۔ مگر اس پر بھی الزام کہ اسلام تلوار کی دھار سے چھینا گیا۔ یہ بالکل غلط، بہتان اور افتراء ہے۔

حضرتِ اوست! غیر قوم کے ساتھ جو ہندوستان کے طول و عرض میں آباد ہے، اس کے ساتھ اتفاق و اتحاد کا جو ہم تجربہ مسلمان ہند کو ہوا وہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ ان سے بہتری کی امید رکھنی یا دوستی و اتفاق کی امید رکھنی صریحاً ارشادِ باری کے خلاف ہے۔ اسبابِ معیان و حامیانِ اسلام کا حال سنئے۔ جو دراصل خود تو ارکانِ اسلام اور سنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور راہِ راست سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کو جو جادہ مستقیم اور دینِ قیمِ اہل سنت مصطفویٰ پر قائم ہیں، ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ افسوس! ایسا سوز بردار کرنے والوں کو علم ہونا چاہیے کہ وہ یقیناً خود ہی ارکانِ اسلام سے ناواقف اور نا آشنا

ہیں۔ نہ تو وہ خود صحیح معنوں میں غلام سرکارِ مدینہ ہیں اور نہ وہ لوگ ہی غلامانِ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے لئے یہ لوگ شوہرِ بریا کر رہے ہیں۔ یہ سب فاشیتِ خونخوار کی صفت سے بالکل متبرا ہیں۔

افسوس! وہ ہم کو اتفاق کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اور ہم پر نا اتفاق کا الزام لگاتے ہیں جو بالکل خلافِ اقصیٰ ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت کی آبادی تمام ممالکِ اسلامی میں زائد از چالیس کروڑ ہوگی۔ اور ہندوستان میں قریب سات کروڑ کے مسلمان ہوں گے۔ جن میں مثل چند لاکھ دوسرے فرقوں کے ہوں گے۔ باقی زائد از ساڑھے چھ کروڑ اہل سنت و جماعت ہیں۔ جو بالضرور اتفاق و اتحاد پر قائم ہیں۔ اب ہندوستان میں جہاں ہر وقت آزادیِ مذہب کی ٹونگ باری جاتی ہے، ہر روز نئے نئے مذہبِ حشراتِ الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ پیغمبری کے بعد کئی ایک سپردانِ مرزا غلام احمد نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا غلام احمد پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں اہمدی کے عہدے پر ملازم تھا۔ وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا جس میں ناکامی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ مریم، عیسیٰ، مسیح، مہدی، نبی، کل نبیوں کا منجور، معاد، خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہان سے سدھارا۔

ہمواردانے! آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ صادق نبی اور کاذب نبی میں کیا فرق ہے۔ مگر چند ایک استیازی نشانات میں بھی بیان کئے دیتا ہوں۔ (اول) سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روحِ مقدس سے تعلیم پاتا ہے۔ اس کی تعلیم علمِ بلا و اسلم خداوندِ قدوس سے ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے خلاف ہوتا ہے۔ (دویم) ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد ایک دم حکمِ ربِّ العالمین مخلوق کے تدبیر و دعویٰ نبوت کرتا ہے۔ اور اربعِ رسولِ اخلہ کے الفاظ سے دعویٰ کرتا ہے۔ بتدریج اور آہستہ آہستہ کسی کو درجہ نبوت نہیں ملا کرتا۔ جو نبی ہوتا ہے وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف آہستہ آہستہ دعویٰ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ (سوم) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جتنے نبی ہوئے، تمام کے نام مفرد تھے کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ اس کے برعکس جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

اچھا ہم استیجابی کوئی ترک نہیں چھوڑتا۔ استیجابی کسی اولاد کو محروم الارث نہیں کرتا۔ چھوڑنا ہی ترکہ چھوڑ کے مرنے کا ہے۔ اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

مرزا جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ قسم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اس طرح وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں۔ پھر ان سے اہل سنت والجماعت کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں؟ ہم نے ان کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ وہ خود ہم سے علیحدہ ہو کر گمراہ ہو گئے۔ نہایت حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ مرزا فی خود سرکار دو عالم کی غلامی کو چھوڑ کے اور کی غلامی اختیار کریں۔ اس پر بھی ان کو مسلمان سمجھا جائے! اتفاق تو وہ خود کرتے ہیں۔ جماعت ناجیہ کو خود انھوں نے چھوڑا۔ بموجب فتوے اہل سنت والجماعت وہ خود دین اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے اور چارہ ضلالت میں جا کرے ہیں۔ بے وفائی تو انھوں نے خود کی جو راہ راست سے پھسل گئے۔ طوق غلامی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے ملگے سے اتار دیا اس پر طرہ یہ ہے کہ بعض نادان دوست ہم کو کہتے ہیں کہ ان سے اتفاق کرو۔ نا اتفاقی کے منکر یہ وہ ہیں اور شکاک الٹی پہاڑی!

گلدھم سے بے بے وفائی کا کیا طریقہ ہے آشنائی کا

دوسرا گروہ ہندوستان میں وہابیوں کا ہے۔ جو اپنے آپ کو اہل حدیث جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ نام قرآن پاک میں کسی جگہ نہیں آیا۔ وہاں تو اہل ایمان اور اہل اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس گروہ کی بھی ہندوستان میں بہت قلیل تعداد پائی جاتی ہے۔ اس جماعت کا بانی ایک شخص عبدالوہاب نجدی تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بہت گستاخیاں کیں۔ ایسے ایسے ناروا کلمات کہے جو ناقابل بیان ہیں۔ وہ بیان ہند اس سے بھی بدتر عقیدہ رکھتے ہیں۔ العیاذ باللہ! حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج نبوت اور مقامات رسالت محمدی کے منکر ہیں۔ اور حضور کی شان مبارک میں بے ادبی اور گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اسلام اور ایمان تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جس کو حضور سے

محبت نہیں جسے حضور کی غلامی کا فخر نہیں۔ اس میں ایمان نہیں جتنی زیادہ محبت اور غلامی حضور کی ہوگی اتنی ہی زیادہ ایمان ہوگا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرے گا بے ادبی اور گستاخی کرے گا وہ ایمان سے دور ہوگا۔

از خدا خود تو نہیں ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا خود دروشت بد بد آتش در عہد آفاق زد

ہم تو ان بھائیوں کو جو ہم کو چھوڑ کر راستے سے ہٹشک گئے ہیں، ہر وقت اپنے میں ملانے کے لئے، ان سے اتفاق و اتحاد قائم کرنے کے لئے، تیار ہیں بشرطیکہ وہ راہ راست پر نہ آجائیں۔ قصور از خطا کا تو وہ خود ہیں۔ طوق غلامی محبوب کبریا کو انھوں نے گمے سے اتارا ہے۔ ارباب محبت اور صاحب دلوں کی صحبت کو انھوں نے ترک کیا ہے۔ حبیب رب العالمین کی محبت کے رشتے کو توڑ دیا ہے۔ تو پھر ان سے کسی مومن صاحب ایمان، غلام سرور دو جہان کا کوئی تعلق ہو تو کس طرح ہے۔

اس کو ادب بہت میں روں میں کیا شمار آپ کی رفوں جس کا سلسلہ ملتائیں نہایت تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ستم و تکلمت کہیں، اور بزرگان دین کو گالیاں دیں، ہم ان کی یادہ کوئی بھی سنیں اور پھر ان سے سوکب محبت و اخوت کا سلسلہ قائم رکھیں۔ تو پھر ہم سے بڑھ کر بے غیرت اور کون ہو سکتا ہے۔ "لَا يَهْدِيَانِ بَيْنَ يَدَيْهِمَا وَلَا يَخْلِفَانِ"۔ ترجمہ جس کو غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

ایمان والوں کے لئے تو حکم ہے کہ وہ ایمان لائے تبھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں سے زیادہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز سمجھیں۔ آیت شریفہ "لَنْبِيْ اَوَّلِيٌّ مِنْكُمْ" ترجمہ۔ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مہم ہے۔ اور حدیث (لا یؤمن من احدکم وحشی کون احب الیہ من ولیدہ ووالدہ و النّاس اجمعین) ترجمہ۔ تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کیسے انکی اولاد اور والدہ اور ماں کو گمے سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ جب اصول ایمان یہ ہوتا تو جو بے دین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرے بزرگان

دین ایشلج کر ام، علمائے غلام کی توہین کرے، اس سے ہمارا کیا تعلق !

مرزائی ہوں یا وہابی، چکرالوی ہوں یا بابی، وہ خود ہم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ اور انہم پر دگایا جاتا ہے کہ ہم ان سے اتفاق کیوں نہیں کرتے۔ مع چرلادوست دزے کو کبھی چلنے دار فر کیا حدیث شریف میں نہیں ہے کہ جو سلام میں رخصت اندازی کرنے والا ہو، جو بدی کرنے والا ہو، جو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بدگوئی کرنے والا ہو، اس سے علیحدگی اختیار کر لو؟ کیا یہ قرآن پاک کا حکم نہیں ہے کہ جب تم کسی سے ملو، جو ہماری آیات کی نسبت بہودہ گفتگو کر رہا ہو تو اس کی صحبت سے پرہیز کرو۔؟ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔ ترجمہ: یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ انہی لوگوں کی پہچان میں حدیث شریف شاہ ہے کہ قرآن میدان کی گردنوں سے یعنی حلق سے نیچے نہیں ہو گا۔

ہم بالکل صاف دل سے اور علی الاعلان کہتے ہیں، اور ہر وقت کہتے ہیں، مگر ہم کو کسی سے کوئی پر خاش نہیں۔ کوئی ذاتی غرض ناراضگی کی نہیں۔ ہم سے بھاگ جانے والے، ہم سے جدا ہو کر چاہ ضلالت میں جا کرنے والے، مگر اہی کے بادیہ کے سرگرداں، آج پھر واپس آ جائیں تو ہم ان کو کھلے لگانے کے لئے تیار اور ان کی خدمت کے لئے مکرستہ ہیں۔ ہمیں کوئی کینہ اور بغض ان سے نہیں ہو گا۔

کفرست در طریقت ناکینہ دشمن آئین ماست سینہ چو آئینہ دشمن

وفاقیم و ملاست کشیم و خوش باشیم کہ در طریقت ماکفری ست رنجیدن

اتفاق و اتحاد کا راگ گانے والوں سے کہہ دینا چاہیے کہ کیا ان کو یاد نہیں ہے کہ حضرت سرور کون و مکان محبوب انس و جان نوحی خدا نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اجتماع کبھی غلطی پر نہ ہو گا؟ (حدیث شریف) لَا تَجْمَعُ أُمَّتِی عَلَى ضَلَالَةٍ تَارِیْم۔ میری امت گراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ وہ ذرا چشم بصیرت سے بنظر غور دیکھیں اور سوچیں کہ امت کے سوا اعلیٰ کا اجتماع کس طرف ہے اور وہ کس طرف۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص سواد اعظم کو چھوڑ دے گا وہ داخل دوزخ ہو گا۔ اَتَّبِعُوا سَوَادَ الْأَعْظَمِ فَإِنَّهُ مَن شَدَّ شَدَّی النَّاسِ۔ (ترجمہ) تم جڑی جماعت کی

تابعداری کو پس جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ دوزخ میں جدا ہوا۔

حضرت اقصیٰ نے ادر بیان کیا ہے کہ آئے دن ہندوستان میں حشرات الارض کی طرح نئے مذہب پیدا ہوتے ہیں۔ فقیر کے دیکھتے ہندوستان میں وہابی۔ مرزائی۔ چکرالوی۔ بابی۔ بہائی وغیرہ پیدا ہوئے۔ چکرالویوں کی تعداد اس قدر تلیل ہے کہ ان کا شمار انگلیوں پر ہوتا ہے۔ چکرالوی کسی سنت و حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتے۔ قرآن پاک کے معنی اور تفسیر اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ اتفاق کا ڈلا بیٹنے والے بتاتے ہیں کہ ان سے اتفاق و اتحاد عمل کس طرح ہو سکتا ہے۔ نہ تو وہ صحیح معنوں میں سرور دو عالم کے غلام ہیں۔ نہ ان سے محبت اور تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ ان کے اعمال و انفعال مطابق سنت ہیں۔

ان کے علاوہ دو گروہ اور قابل ذکر ہیں۔ ایک تو رافضی دوسرے خارجی۔ رافضی اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر صوفیائے کرام کو گالیاں دینا اور تبرک کرنا اپنا جہاد ایمان سمجھتے ہیں۔ خارجی اہل بیت کو تبرک کرنا اپنا ایمان جانتے ہیں۔ کوئی ذی عقل و ہوش ایسے مذہب کو صحیح اور درست سمجھ سکتا ہے جس میں گالیاں دینا اور دوسروں کو تبرک کرنا جہاد ایمان خیال کیا جائے؟ اور اس پر طرہ یہ کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ان سے سلوک کرو۔ سلوک کن سے کرو؟ ظالموں سے، دین میں رخصت اندازی کرنے والوں سے، ہم سے جدا ہو جانے والوں سے۔ سبحان اللہ! ان سے اتفاق کرانے والوں کا کیا یہ منشا تو نہیں ہے کہ ہم بھی ان سے مل کر گمراہ ہو جاویں اور اپنا ایمان کھو دیں۔ معاذ اللہ۔ خداوند کریم ایسے غلط مشورہ دینے والوں کو نور بصیرت، عقل سلیم، ایمان کامل عطا کرے۔ تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ کون غلطی پر ہے اور کون صحیح ہے۔ کس سے اتحاد و اتفاق عمل ہو سکتا ہے۔ کون سے شخص مل کر صحیح کام کر سکتے ہیں۔ کیا اتفاق و اتحاد صحیح نتیجہ نکالے گا۔ اور کس اتحاد سے جنگ و عناد پیدا ہو گا۔

صحت ناجنس گر جاں بخشش خوش دل مباحش

آب را دیدی کہ ما ہی را بدام آفتد و رفت

وصلے کو درو لال باشد

تاریخ کو دیکھو تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آج سے ستر سال پہلے دنیا میں ایک نرزد بھی وہابی نہ تھا۔ اور تمام ملکوں میں مسلمان اہل سنت والجماعت تھے۔ آج سے چالیس سال پیشتر ہندوستان میں کوئی مرزائی یا قادیانی نہ تھا۔ سب اہل سنت والجماعت تھے۔ آج سے بیس سال پیشتر تمام دنیا میں کوئی چکر لوی نہ تھا۔ یہ تمام مذہب فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے جس قدر پیرو ہیں، ان کو فقیر تو کہتا ہے کہ ربڑی اور ڈاکہ زنی کے ذریعے ہماری جماعت سے چراغے گئے ہیں۔ اور اب یہ سب ہم سے سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ اس بڑے سوال یہ ہے کہ نا اتفاقی اور مخالفت کرنے والے ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ یا وہ جنہوں نے نئے نئے مذہب اختیار کئے۔ اور بارہ مستقیم اور سنت نبوی سے پھیل گئے۔ ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم نا اتفاقی پیدا کرتے ہیں محض تہمت اور بہتان عظیم ہے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں اور شب و روز دعا مانگتے ہیں کہ جتنے کافر دنیا میں آباد ہیں، سب خدا کرے مسلمان ہو جائیں۔ اور غلامی سرکار دو عالم حاصل کر کے ہر دو جہان میں سر فروزی حاصل کریں۔ تو ہم مسلمانوں کو کس طرح اپنے سے علیحدہ کر کے کافر بنانا چاہیں گے۔!!

آریہ سماجی اخبار ملاپ لاہور نے فقیر کی نسبت یہ لکھا تھا کہ اس کی سعی تھے پچیس ہزار ہندوؤں نے اسلام قبول کیا، گو یہ تعداد غلط تھی مگر فقیر خداوند کریم مجیب الدعوات کی بارگاہ قدس میں دعا کرتا ہے کہ فقیر کے ہاتھ سے بجائے پچیس ہزار کے خدا کرے پچیس لاکھ ہندو مسلمان ہو جائیں!! ہمارے دشمن تو ہماری نسبت یہ رائے ظاہر کریں اور ہمارے بھائی ہم پر یہ الزام لگائیں کہ ہم مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ یہ ہم پر صریح بہتان ہے۔ بھدا ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام مرزائی، خارجی، بابی، جہودی وغیرہ اپنے عقاید باطلہ سے تائب ہو کر صحیح اسلامی عقاید کی جانب رجوع کریں۔ اور اہل سنت والجماعت کا سوا عظیم بن جائیں۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ (ترجمہ۔ اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تمام لو سب مل کر اور باہمی تفریق نہ کرو۔) ہم ان کو دل و جان سے اپنے ساتھ ملانے کو تیار

ہیں۔ چشمہ روشن دل ماشاؤ

کوئی شخص اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اہل سنت والجماعت میں سے کسی شخص نے بھی کسی کو یہ کہا ہو کہ وہ ہم میں سے نکل جائے۔ اس کے برعکس ان سب کو واپس لے اور اپنے میں ضم کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قایم کی گئی ہے۔ تاکہ وہ سب اپنے عقاید باطلہ کو چھوڑ کر ہمہ پار سے ساتھ مل جائیں۔

آپ نے غالباً رسالہ تشخیز الاذیان دیکھا جو اہل اسلام تحریک لایمان کہتے ہیں، دیکھا ہو گا۔ یہ رسالہ مرزا محمود قادیان سے نکلتے تھے۔ غالباً اپریل ۱۹۱۰ء کے رسالہ میں مرزا محمود نے لکھا تھا کہ جو کوئی مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتا، وہ کافر ہے۔ اس طرح اس نے اپنے خیال کے بموجب تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنادیا۔ اس لئے کہ وہ مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتے۔ اسی سے اعتقاد والوں کو اہل سنت والجماعت کیوں اپنے میں ملائیں۔ ان کے لئے تو واقعی وہی مرزا صحیح ہے جو کابل میں مرزائیوں کو ملی۔ جو شریعت حقہ کے مطابق ہے۔ جمعیتہ العلماء نے ہند بھی اس امر کی تصدیق کر چکی ہے۔

تاریخ عالم اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا جس قدر کام کیا ہے، وہ سب اہل سنت والجماعت کے پاک اور مقبول بندگان خدا نے کیا ہے۔ جو کچھ ہوا ان کی سعی اور انھی کے یمن و برکت سے ہوا۔ جس طرف ان غلامان سرکار مدنی نے رخ کیا مسیح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا؟ وہ اپنی خواہشات کو اتباع سنت اور محبت رسول میں من کر چکے تھے۔ جو کام کرتے تھے خالصتاً لوجہ اللہ کرتے تھے بنود و نمائش، ریادہ آلائش کا شائبہ تک ان کے کاموں میں نہیں ہوتا تھا۔ ان کو خداوند کریم کی طرف سے رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَةُ اَعْنَتُهُ کا خطاب حاصل تھا۔ مگر افسوس کہ آج ان کا ایمان، ان کی سعی و محنت ان کا استقلال و ارادہ، ان کا عزم و جزم ہم میں باقی نہ رہا۔

سبحان اللہ! مومن کی بڑی اونچی شان ہے۔ بڑا بلند پایہ ہے۔ مومن کسی سے مغلوب نہیں کسی سے نہیں ڈرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ شاہد ہے۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا

تَخْزَنُوا وَاسْتَمِرُّوا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ مَوَدَّةَ بَيْنِنَا فَاَوْفُوا بعهْدَكُمْ وَاذْكُرُوا اَنْفُسَكُمْ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ شَاكِرِينَ (ترجمہ) اور سستی نہ کرو اور غم کھاؤ اور تم غالب ہو اگر تم ایمان لائے ہو (خداوند کریم کا وعدہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہو سکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَا تَخْفَ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰیٰ در تہمہ۔ تو مت ڈر بے شک تو غالب ہے۔) جب مومن کی پریشان ہے کہ سب سے بلند، سب سے اعلیٰ ہے کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا، تو پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ ہماری موجودہ نسبت حالت کا سبب کیا ہے۔ غور کیجئے تو نظر آئے گا کہ

ہر چہ نسبت از قامت ناساز و بداندامست ورنہ تشریف تو برابر لائے کس کو تا وہ نسبت سوچئے کیا یسے پاک اور مقدس مواعد کے ہوتے ہوئے ہماری اس ذلت و نکبت کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے ادبار و افلاس کا کیا سبب ہے۔ آخر اس مشکوک الحالی پر غور کی مصائب الالم، رنج و بلا کی کوئی وجہ تو ضرور ہے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی۔ حضور کے بعد اصحاب کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی مسلمان باقی اقوام کے مقابلے میں بہت کم تعداد میں تھے۔ یہ کیا وجہ تھی کہ انھوں نے جبر کا رخ کیا تمام عالم کو مستخر کیا۔ مملکتوں کو ترو بالا کر ڈالا۔ بڑے بڑے گردن کشوں کو طبع و فرماں بردار بنالیا۔ بڑے بڑے باج بردار بادشاہ مسلمانوں کے نام سے کانپتے تھے اور تمام عالم ان کے زیر فرمان تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ اسلام کے سچے قلیل تعداد علماء و اولیاء نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت و ایمان، تہور و مردانگی، عالی ہمتی، دریاوہی، فیاضی، حریت، مساوات کا تمام عالم میں سکھایا تھا، اور ایک آج کا وقت ہے کہ باوجود دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں قریب چالیس کروڑ کے مسلمان موجود ہیں مگر باوجود اس کثیر تعداد کے وہ ادبار و فلاکت اور ذلت و نکبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی سلطنتیں غیر اقوام نے یکے بعد دیگرے برباد کر دیں۔ ان کے اموال، املاک کو تاراج کیا۔ ان کے علم کی دولت ان سے چھین لی گئی۔ ان کی عزت جاتی رہی۔ تجارت ان کے ہاتھ سے غل گئی۔ اور وہ اقوام عالم میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

ان تمام خرابیوں، بے عزتیوں، ذلت و ادبار کی کچھ وجہ ضرور ہیں۔ اسلام، پاک اور مقدس اسلام اپنے اصولوں میں ولیہای ہے جیسا پہلے تھا۔ اس پر کار بند ہونے والے آج بھی ویسے ہی پر جوش صاحب ایمان ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں پھر ویسی ہی گرمی پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں کے اعتقادات بھی صحیح ہیں کہ نہیں۔ کیا نور ایمان و الیقان ہمارے دلوں میں موجود ہے؟ کیا ہم میں وہ محبت رسول اور اتباع سنت، جو ہمیں فاشیعونی کے درجہ میں لاکر شان محبوبیت پر پہنچاتی ہے، پائی جاتی ہے؟

حضور است! خداوند کریم جو دونوں جہان کا بادشاہ ہے کبھی اپنے محبوب کو ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ اس لئے آؤ! اس صحیح معیار پر اپنے اعتقادات اور اعمال اور محبت اور نور ایمان کو پرکھیں۔ اگر ہم میں وہی محبت ہو جو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، یا مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں پائی جاتی تھی تو ہم کو محبوبیت اور مومن کی شان، جو تمام عالم سے اعلیٰ اور رفیع ہے نصیب ہو سکتی ہے۔ اور اگر ہم میں نہ محبت رسول ہو، نہ اتباع سنت ہو، نہ ایمان صحیح ہوں، نہ اعمال صالح ہوں، نہ نسبت مشائخ حاصل ہو، تو پھر ہم نہ مومن ہیں نہ مسلم۔ بلکہ ہم مرف "بدنام کندہ نکونامے چند" کے مصداق ہیں۔ اگر ہمارا ایمان صحیح نہیں اور ہم ارکان اسلام کی پابندی نہیں کرتے، ذکر خدا کے نور سے دل کو گرم اور روشن نہیں کرتے، نماز جو معراج مومن ہے ادا نہیں کرتے، شعائر اسلام کی پروا نہیں کرتے، تو پھر بھی عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب! کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب یا در کھو خداوند کریم کے وعدے کبھی غلط اور جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ ہم ہی ان وعدوں کے اہل نہیں ہیں۔

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا دیکھو تو خداوند کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا ۚ وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الرِّقَابَةِ اَعْمٰیۃً اَعْمٰیۃً قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰیۃً وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۗ قَالَ كَذٰلِكَ اَتٰتَكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۖ وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْفَسٰی ۝

(ترجمہ) اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا ٹھائیں گے، کہیں گے اسے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا ٹھایا میں تو آنکھوں میں لالٹھا فرما کر کیا ہوں تیرے پاس آیتیں آئی تھیں تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا۔

عزیزان و برادران! قرآن پاک وہ کتاب ہے جس کا ہر حکم اہل ایمان کے لئے موجب از دنیا و ایمان ہے جس کے ایک حرف کا بھی انکار کفر و کفر بنا دیتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ خداوند تبارک تعالیٰ کو جس نے صرف اسلام کو پسندیدہ مذہب بنایا ہے، اور جس نے حکم فرمایا ہے کہ بدون اسلامی طریقہ کے اور کوئی عبادت قبول نہیں ہو سکتی مسلمانوں سے کوئی ضد نہیں ہے۔ نہ ہو سکتی ہے۔ بلکہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چونکہ مسلمان نے ہی شعار اسلام کی خلاف ورزی کی، ان کے اعتقادات صحیح نہ رہے، ان کے اعمال و افعال غلط ہیں، اور ان کے اعتقادات کے ہمراہ نور حقین کی تائید نہیں رہی، نیز بزرگان دین اور مشائخ عظام سے جو نور ایمان اور نصرتیں کا حشر پہنچیں، انھوں نے منہ پھیر لیا، اور یاد خداوندی کا سرشتہ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا، اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم ان سے چھٹ گئی، چنانچہ وہ سزا کے مستحق ٹھہرے۔ خداوند کریم کے ذکر اور احکام سے منہ موڑنے کی جو سزا ملی وہ یہ تھی کہ ان پر دنیا تنگ کر دی گئی۔ معیشت زندگی تنگ کر دی گئی سلطنت چھین لی گئی۔ عزت و آبرو دولت و جاہ و شہرت جاتی رہی۔ اس پر بھی اکتفا نہیں ہو گا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو عاقبت میں اور بھی بھاری سزا ملے گی۔ اور قیامت کے روز ان کو اندھا ٹھایا جائے گا۔ تاکہ وہ دیدارِ الہی سے محروم رہیں۔

ہر کہ امروز نہ بیند اثر قدرت او غالب آنست کہ فردا اش نہ بیند دیدار
ارشاد ہو گا کہ چونکہ تم نے دنیا میں آنکھوں والا ہو کر اندھوں کی طرح ہماری آیات کو نہ دیکھا
اور ان کو بھلا دیا۔ تو آج وہ دن ہے کہ ہم تم کو بھلا دیں۔ خدا پناہ میں رکھے اس سزا سے !!
دنیا میں بھی دولت اور آخرت میں بھی رسوائی۔ انہیں سوراخہ و ازاں سودرماندہ۔
اس جانم معیشت آنجانم سزا عییاں آسایش و گیتی برما حرام کردند

اؤ! باز اؤ! ابھی وقت ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ خداوند کی بارگاہ عالی ہر وقت تمہاری دعاؤں کو، بشرطیکہ اضطراب و تقصیر کے سے جا نہیں، مقبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ ندامت کے آنسو بہاؤ۔ گزشتہ گنہوں سے توبہ کرو۔

باز آ۔ باز آ۔ ہر آنچہ سبقتی باز آ۔ اگر کافر و گنہگار دست پرستی باز آ
اس درگہ مادرگہ نویدی نیست۔ صمد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اصلاح

دیکھو! کون سی بد عادت ہے جو مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ ہر قسم کے عیب اور گناہ میں ہم گرفتار ہیں۔ ہر موقع کی رسومات بدجن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہم میں پائی جاتی ہیں۔ بیاہ، مشادی، منگنی وغیرہ پر بھی ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرتے ہیں۔ فضول اور بری رسموں نے ہم کو جادہ و مستقیم سے گھسوں دور لے جا کے ڈال دیا ہے۔

بڑے اخلاق اور بری عادات والے ہم میں بے شمار پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی بہت ہیں جو ان برائیوں پر ساتھ ہی فخر بھی کرتے ہیں۔ اے عباد اللہ!۔ چوری، رہزنی، ڈاکہ، بد اخلاقی اور دوسرے جرائم ہماری ہی قوم میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ حقہ نوشی، بھنگ، چنڈو، گانجا، افیون، مے نوشی وغیرہ سارے افعال بد فحشہ کئے جاتے ہیں۔ تعلیم کی طرف سے بالکل بے پروائی۔ ارکان مذہب سے باطل نادانیت۔ دنیاوی تعلیم میں ہمسایہ قوم سے بہت پیچھے۔ تجارت میں کوئی حصہ ہی نہیں۔ ملکی ملازمتوں میں بھی صفر۔ جاہل و اہلک غیروں کے قبضے میں۔ غرضیکہ ہماری ذات کی کوئی حد نہیں۔

ہماری بے کسی اور بے بسی کی بری حالت ہے نہ ہماری کوئی مرکزی انجمن ہے نہ کوئی تنظیم۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ جیسی اول اپنی دینی اصلاح کریں۔ دنیاوی اصلاح اس کے ساتھ ہوتی جائے گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اول اپنی دینی حالت کو درست کرے۔ یعنی اپنے دل میں اسلام کی صحیح محبت پیدا کرے۔ اسلامی اصول و ارکان کا پابند بنے، شعار اسلام کی دل سے عزت کرے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بن جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے

کہ اپنے گزشتہ گناہوں سے تائب ہو کر حضور کے مقدس اسوۂ حسنہ کی پیروی اختیار کرے۔ اور اس نور نقیض کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو منور کیا تھا۔ اور جو نور باطن آج بھی صوفیائے کرام کے سینوں میں آفتاب و خورشید کی طرح موجود ہے۔

ہمارے دل! آپ کو معلوم ہے کہ صرف دو مقدس صوفیائے کرام خواجہ محمد یعقوب اور خواجہ محمد درہندی رحمۃ اللہ علیہما کی دعا سے سارے ترک مسلمان ہو گئے تھے۔ وہی توجہ وہی نور وہی دعا، اب بھی اہل اہل باب بصیرت کے سینوں میں موجود ہے۔ اگر موجود نہ رہتا تو ان کے زبوں حال مسلمان اپنے اعمالِ سیئہ سے تائب ہو کر صوفیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں، ان سے نور ایمان و ایقان حاصل کریں، اور عقاید اہل سنت والجماعت کے مطابق اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں، تو پھر وہی کچھ بن سکتے ہیں جو قرونِ اولیٰ میں تھے۔

نورِ کرد کہ وہ نور ایمان و ایقان و محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ عطار کے پاس جاؤ گے تو عطر کی خوشبو پاؤ گے۔ آہن گر کے پاس جا کے بیٹھو گے تو نہ صرف کپڑے جلاؤ گے بلکہ ایسا بھی ہوگا کہ منہ بھی کالا ہو جائے گا۔ نور ایمان صرف صوفیائے کرام اور عاشقان و متبعان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نصیب ہو سکتا ہے۔ محبت رسول اور معرفت خدا کے عطا کرنے والے یہی پاک وجود ہیں۔ دوسرے لوگ جو محبت سے نا آشنا ہیں، جو محبوبیت کی شان اور خلقِ محمدی سے ناواقف ہیں، ان کے پاس بیٹھنے سے وہی آہن گر کی صحبت کا سا حال ہوگا۔ صوفیائے کرام صبحِ آئینہ یا صبحِ نظر کمالاتِ محمدی ہیں۔ وہی فدائیانِ سرور و عالمِ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا باطن نورِ محمدی سے منور ہوتا ہے۔ اسی نورِ باطن سے وہ تمام عالم کو منور کرتے ہیں۔ مگر جو غویٰ نور کے حصول کی خواہش نہ کرے، اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان عاشقانِ محبوب رب العالمین کی غلامی اختیار کریں۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر محبت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نور ایمان کے حصول کی سرگرم خواہش ظاہر کریں۔ تو پھر ان کے لئے دنیا و آخرت میں بہتری ہو سکتی ہے۔

شوہم پرواز تا سوختن آموزی با سوختگان غیشیں شاید کہ تو ہم سوزی
خود ارکانِ دین اور علم دین سے واقفیت حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلاؤ۔ ان کو مہل و ارکانِ اسلام حفظ کراؤ۔ ان کی پابندی کی ان میں بچی عادت ڈالو۔ ان کو بدکاروں، بربوں اور غیروں کی صحبت سے بچاؤ۔ اپنے علمائے کرام کی عزت کرو۔

دنیا میں سولے ہندوستان کے اور کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں اپنے بزرگانِ دین کی توہین کی جاتی ہو۔ جو اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا زمانہ اس کی عزت نہیں کرتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ علمائے اسلام کی، جو تمہاری دینی اور دنیاوی بہتری کا راستہ بتاتے ہیں، اور جو پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں، ان کی عزت و تکریم کیا کرو۔ ان کے مراتب کا لحاظ رکھا کرو۔ خوب یاد رہے کہ تمہاری قومیت کی عزت انہی کی عزت و تعظیم پر منحصر ہے۔ اس لئے علمائے دین کی تعظیم و تکریم تمہارا اولین فریضہ ہے۔

دنیاوی تعلیم

علم و فن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جہاں سے ملے اس کو حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ اس لئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا جو فی زمانہ مروج ہے، نہایت ضروری ہے۔ تاکہ اہل اسلام غیر اقوام کے مدوش بدوش نشاہ راہ ترقی پر چل سکیں۔ کوئی قوم جب تک وہ زمانے کے علوم سے واقف نہ ہو دوسری قوم کے مقابلے میں ترقی نہیں کر سکتی۔ نیز حکومت وقت کے ماتحت ملازمت حاصل کرنے کے لئے بھی موجودہ علوم میں سہارت اور تعلیم حاصل کرنی ضروری ہے۔ بدولتِ تعلیم کے حصول ملازمت ممکن نہیں۔ اور ملازمتوں میں بھی اہل اسلام کا دوسری قوموں کے مقابلے میں تناسب حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔

رسم و عبادت

مسلمانوں کا ان تمام بُری رسموں سے، جو اسلام کے مقدس اصول و ارکان کے منافی ہیں، بالکل کنارہ کش ہونا لازم ہے۔ یک قلم ایسی تمام بُری رسموں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ تمام رسومِ بد سے توبہ کرنی چاہیے۔ تمام عاداتِ بد سے صحیح توبہ کر کے صحیح اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ فضولِ خرچی اور اسراف کے لئے مقرر آن پاک کا حکم ہے کہ اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ درجہ بے شک حد سے بڑھے لئے

اسے پسند نہیں ہے) نیز ارشاد ہے کہ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ الْمُشْرِكِينَ وَلَا تَبْتَغُوا عِشَاءَ الْمُشْرِكِينَ وَلَا تَبْتَغُوا عِشَاءَ الْمُشْرِكِينَ وَلَا تَبْتَغُوا عِشَاءَ الْمُشْرِكِينَ (ترجمہ) اور فضول نہ آراء بے شک آراء اُن کے شیطانوں کے بھائی ہیں)

اخوت و یگانگت

اپنے غریب اور نادار اہل سنت مسلمان بھائی کو اپنا بھائی سمجھو اس کے ہمراہ اخوت و محبت قائم کرو۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہے۔ اگر تم اس کی عزت نہیں کرو گے، تو اس کو کون اپنا بھائی اور محبت سمجھے گا۔ ذرا غور کرو۔ ممکن ہے تمہارے پاس دنیا کا زر مال اس سے زیادہ ہو، مگر خدا ہی جانتا ہے ممکن ہے کہ اس کے دل میں نور ایمان اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بہت زیادہ ہو۔ اس صورت میں اس کا درجہ تم سے بہت بلند ہوا۔ یاد رہے خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں نیاو نہ وال تنظیم و تکریم کا معیار نہیں ہے۔ وہاں تو حکم خداوندی اِنَّ اَكُوْهُكُمْ عَنْْدَ اللّٰهِ اَتْقٰوْہُ (ترجمہ) بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے، کے موجب منتفی اور پرہیزگار کا درجہ بلند ہے۔ تو شاید خدا اور اس کے رسول پاکؐ کے نزدیک وہ غریب مسلمان تم سے زیادہ عزت و تکریم کا مستحق ہو۔ برادران! جس طرح تم سرکارِ مدینہ کے غلام ہو اسی طرح وہ بھی سرکارِ دو عالم کا غلام ہے۔

من و تو ہر دو خواجہ تاشائیم بندہ بارگاہ سلطانی

تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رب العزت کا فرمان ہے۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (ترجمہ) مسلمان مسلمان بھائی ہیں) جہاں مومنین کے آپس میں بھائی بھائی ہونے کا مشرہ سنایا گیا، وہاں زر و دولت کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی۔ یاد رہے کہ اگر ایک مومن کو دیکھ کر دوسرا اس سے محبت سے پیش نہیں آتا یا اس کے دل میں اس مومن کو غشم و مصیبت میں مبتلا دیکھ کر دل بچ و غشم پیدا نہیں ہوتا، تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے ایمان میں کمی ہے۔ مومن کو مومن سے محبت اور اخوت لازمی ہے۔

تمام اہل سنت و الجماعت سے ان خرابیوں کو دور کرنے کے لیے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ تاکہ اہل اسلام کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات پیدا ہوں۔ پرلے خدا اور پرانے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو صحیح معنوں

میں غلام بنایا جائے۔ تاکہ قرآن پاک کی مقدس تعلیم پر ان کو ائمہ کرام اور سلف صالحین کی طرح عمل کرنے کی راہ دکھائی جائے۔

آخر میں فقیر ایک بار پھر یہ بات دہراتا ہے کہ ایمان کی تکمیل، جو نور الیقین کی تائید بغیر ناممکن ہے، حضرت سرور کائنات فخر موجودات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول غلاموں کی غلامی میں نخل ہوئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمام مسلمانوں کے بے فردی ہے کہ صدق دل اور خلوص ارادت کے ساتھ ان مقبولانِ بارگاہِ صمدیت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے تائب ہوں۔ اور محبوبیت سرکارِ دو عالم کا مرتبہ حاصل کریں۔ اور یاد رکھیں کہ بدول ان کی مہربانی اور عنایت کے حصولِ ایمان مشکل ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ باشد ورق

ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہل سنت کا

ذیل میں وہ نظم درج کی جا رہی ہے جو حضرت حکیم سید نذر اشرف اشرفی صاحب فاضل کچھو چھوی نے آل انڈیائی سنی کانفرنس منعقدہ ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۶۵ء میں پڑھی۔ جس سے سامعین میں ایک جوش و ولولہ پیدا ہو گیا۔

یہ مجمع اہل سنت کا یہ منظر شان و شوکت کا
یہ جوش دین حق ہے یا کرشمہ حق کے رحمت کا
سنبھالے سے سنبھال ہی نہیں کہ جد ہے دل کو
لگائے جلدائے تائید غیبی اپنے سینے سے
بڑھا دے سطوت جہوویت کو لے میرے خالق
اہل اتحاد باہمی کی دھاک ہو متائم
الہی جوش یہ بننے نہ پائے جوش سوڈا کا
الہی پاک ہو یہ انجمن اعراض ذاتی سے
ہمیں نے راست بازی رحمت عالم سے کبھی ہے
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر سے سبق پایا
دخشاں ہو گیا ہر سرفروز غلٹ بیضا
نکاحوں میں ہونی پیدا چمک برق بجلی کی

ذرا دیکھ کوئی اس وقت چہرہ میری حرمت کا
یہ یاد مان سبق ہے یا تماشہ اُس کی قدرت کا
یہ خوش وقتی کی حالت ہے یہ عالم ہے مرث کا
کہ ہر سنی تو ابھڑا ہوا بندہ ہے مدت کا
دکھا دے صورت مقصود صدقہ اپنی وحدت کا
ہو شہرہ چار سو آل انڈیائی جماعت کا
یہ دل کا ولولہ ہونے نہ پائے آگ شہرت کا
چراغ بزم قوی داغ ہو سبھی محبت کا
ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہل سنت کا
صدراقت کا عدالت کا مروت کا سخاوت کا
ہوا پیش نظر نقشہ یہ کس کے فیض محبت کا
تصور آگیا یا رب یہ کس نوری کے صورت کا

حقیقت کے رخ زیبائے پردہ اٹھ گیا سارا
اٹکے مینا چلے ساغر سے وحدت بلا ساقی
در پاک نبی پر گرج جانتا زوں کا مجمع ہے
بھکاپے سر سارا نام لکھ لے سرفروشنوں میں
خداوند تری درگاہ میں اسلام آیا ہے
لے دولت مگر قائم رہے اسلام کی سطوت
ہمارا حسن خدمت دیکھ کر یا رب کہے دنیا
ہمارا شور ہو کوئین کی عزت کا سرمایہ
کہاں ہیں عالم و فاضل کہاں ہیں مرشد و کامل
جو مثل گرد اٹھتا ہے تو اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے
عدوئے خاناں لوٹا ہوا رسوا وطن چھوٹا
ضرورت کے موافق دین کی کرتاہے جو خدمت
بتایا ہے میں انداز اصحاب پیمبر نے
کہ ہر میں مال و نذر دے کہ ہر میں بال و پرواے
کوئی عریاں کوئی گریباں کوئی افتاں کوئی خیراں
معاذ اللہ یہ دولت یہ رسوائی کہ دنیا میں
خیانت کے لئے دنیا میں مسلم ڈھونڈے جاتے ہیں
جہالت کی یہ حالت ہے کہ لاکھوں ایسے مسلم ہیں
بنادے قوم کو یا رب بہا رحن بیداری
خدا کے واسطے بیدار ہو جاؤ مسلمانو!
کہیں ایسا نہ ہو جس گور کے تاریک گوشے میں

مزہ ملے نگادل کو شریعت سے طریقت کا
کرم کی ہے گھٹنا چھائی اٹھا ہے ابر رحمت کا
دلوں میں موج زن ہے شوق روحانی شہادت کا
الہی اب اوٹھے خامہ تری دست عنایت کا
سنا ہے تیرے در پر فیصلہ ہے آج قسمت کا
مٹے دنیا گمزدہ ہے اعزاز ملت کا
کہ یہ اک ناز پروردہ ہے آغوش کرامت کا
ہمارا دروہو یا رب خزانہ مال و دولت کا
علاج اگر کریں اسلام کے درد و مصیبت کا
سناؤں حال کیا میں دین کی صنعت و نقاہت کا
دقیقہ کوئی باقی ہے نزولت کا نہ مغرب کا
وہی عالم ہے شیداول سے تبلیغ و ہدایت کا
سلوک معرفت ہے نام مذہب کی حمایت کا
ذرا انداس دیکھیں آگے اپنے ملک و ملت کا
عجب عالم ہے غربت کا عجیب نقشہ حیرت کا
گردانی آج پیش ہے حبیب حق کی امت کا
یہ اک ادنیٰ اساقصہ ہے مسلمانوں کی شامت کا
جو پڑھ سکتے نہیں پوری طرح کلمہ شہادت کا
اتھا دے اُسکے چہرے سے الہی پردہ غفلت کا
کہ ہے یہ وقت بغیرت کا زمانہ ہے حمیت کا
مٹے موقع جناب شاہ مرسل کو شکایت کا

یہ کیا بندہ نوازی ہے خداوندائیں صدقے کہ تو یہ ایک تحفہ ہے تری و گاہ عظمت کا
 الہی یہ کرم تیرا کہ جو شرمندہ ہوتا ہے تری دلداریاں منہ چوم لیتی ہیں ندامت کا
 بہت بیتاب ہیں تو میں بہت اسلام مضطر ہے الہی جلد دکھلا دے زمانہ خیر و برکت کا
 اٹھے بادل بہار آئی پھلیں شاخیں چن بھولے غزل یہ بلیں گائیں سناں رقصاں ہونگہت کا
 ستارہ قوم کا چکے بڑھے اجاع کی سطوت لئے دولت بٹے بازہ بجے نقارہ نوبت کا
 رہے یہ جوش مذہب یا الہی حشر تک قائم یہی دو حرف مطلب ہے غلامہ عرض حاجت کا
 مجھے کہتے ہیں سب فاضل میں ایسا مفاضل ہوں
 مگر دل سے دعا گو ہوں میں اپنے ملک و ملت کا

سہ ماہنامہ اشرفی کچھوچھو شریف (ضلع فیض آباد) اپریل ۱۹۲۵ء ص ۱۴ — ۱۶

علامہ اقبال ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی تجویز تقسیم ہند اور آلے انڈیا سنی ہے کانفرنس

دسمبر ۱۹۳۰ء کا حضرت علامہ اقبال کا تاریخی خطبہ الہ آباد جو بعد میں قیام پاکستان
 کی اساس بنا — اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے والے ہندوؤں اور ان کے ہم نوا
 کانگریسی علماء کے لئے پیغام مرگ سے کسی طور کم نہ تھا۔ چنانچہ ہندوستان بھر میں
 کانگریسی اخبارات نے علامہ کی اس تجویز کے خلاف پروپیگنڈے کی ایک منظم مہم
 شروع کر دی۔ مخالفت کا یہ طوفان اتنا پُر زور تھا کہ ہمالہ سے راس کھاری تک
 علامہ اقبال کے انکار کی تائید میں کوئی موثر آواز سننے میں نہ آتی تھی۔

بقول چوہدری ظیق الزمان "خود الہ آباد مسلم لیگ کے اجلاس میں بھی بے رخی
 اور لاتعلقی کی کیفیت پائی جاتی تھی۔ لیکن چونکہ علامہ مرحوم کی یہ تجویز عمائد اہل سنت
 کے دل کی آواز اور ان کے اپنے انکار کی ترجمان تھی۔ لہذا انہوں نے نہ صرف یہ کہ علامہ
 کی تجویز کی بھرپور اور واضح تائید کی بلکہ کانگریسی ذرائع ابلاغ کے گمراہ کن پروپیگنڈہ
 کے توڑ کے اقدامات بھی کئے۔ اس سلسلہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے خصوصی ترجمان

”السود الاظم“ مراد آباد کا کردار قابلِ حد ستائش ہے، جس نے صدر الانا منل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (ناظم اعلیٰ، آل انڈیائی کانفرنس) کی زیر سرپرستی اس تجویز کی تشہیر کے لئے گراں قدر کام کیا۔

السود الاظم ماہ شعبان ۱۳۲۹ھ / جنوری ۱۹۱۱ء کے شمارہ میں شائع شدہ مضمین کا ایک عکس ہدیہ ناظرین ہے۔



گول میز کانفرنس اور ہندوستان کا مستقبل

میتوں سے گول میز کانفرنس کی طرف دنیا کی سب سے بڑی ہمتیں لگی ہوئی تھیں۔ لوگوں کی توقعات اس کے ساتھ وابستہ تھیں اور وہ انتظار کر رہے تھے کہ ان کی قسمت اس موقع پر کیا فیصلہ کرے۔ بہت لوگ خائف تھے کہ اس سے بھڑکے ہوئے ہندوؤں کے خلاف سختی ہو جائے گی اور اس کا نتیجہ اس کی طرف سے کانفرنس کے قائم ہونے کا رنج تھا۔ انہوں نے اس کی راہ میں بہت رکاوٹیں ڈالی تھیں اور جب آخر کانفرنس کا افتتاح ہوا تو اس کے ساتھ اظہارِ ناراضگی کے لئے بازار بند کیے گئے۔ کیا یہ لوگ سمجھتے تھے کہ گول میز کانفرنس کے لئے مضمر اور نقصان دہ ثابت ہوگی غرض دنیا کے خیال اس کی طرف مختلف تھے لیکن ہر ایک گروہ اور جماعت اس کی کارروائی دیکھنے کے منتظر تھے۔ یہ کانفرنس ہوائی اگلی مجلس منعقد ہونے والی ہندوؤں کے مسائل کی زیر بحث آئے اور ایک حد پر وہ ختم بھی ہو گئی۔ مسلمانوں نے اس کانفرنس کے ساتھ ابتدا ہی سے نہایت معتدل روش اختیار کی۔ انہوں نے مخالفتوں میں سرگرمیاں کیں۔

نہ بگمائیوں کے طواریق سے اور نہ اس کے مدح سے اس نے ایک ملکی نظام ترتیب دینے والی مجلس میں انہوں نے اپنی استحقاق حقوق کے لئے نمائندے بھیجے۔ نمائندے ہندوؤں کے بھی گئے۔ جو جماعت گول میز کانفرنس کی مخالفت کر رہی تھی اور جس نے اس کی نسبت اظہارِ رعبہ اطمینان کیا تھا افتتاح کے وقت بازار بند کیے گئے۔ افراد اس کے بھی گول میز کانفرنس کی شرکت کے لئے پہنچے ہندوؤں کی سیاست میں یہ طرز عمل غور کرنے اور یاد رکھنے کی قابل ہے کہ ایک طرف تو وہ گول میز کانفرنس کے مخالف بنے مخالفت میں خوب سرگرمیاں کیں اور دوسری طرف اس میں جاکر شامل ہو گئے مگر مسلمانوں نے اس پر نظر نہ ڈالی کہ ہندو کیا تمنا کر رہے ہیں اور ان کا کیا طرز عمل ہے بلکہ انہوں نے صرف یہ دیکھ لیا کہ ولایت میں گول میز کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں ہندوستان کے لئے کوئی نظام تجویز کیا گیا تو یہیں پہلے حفظ حقوق کے لئے وہاں موجود رہنا ضروری ہے۔

کانفرنس کے دوران میں ہندو مندوبین نے مسلم نمائندوں کے ساتھ کیا طرز عمل رکھا اس کی بحث چنداں ضروری نہیں بلکہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ مسلم نمائندوں نے کسی نہ کسی حد تک مسلم حقوق کی حفاظت کی سی کی اور جس قوم کے وہ نمائندے تھے اس کے مفاد کا خیال ان کے دماغوں میں رہا۔ ابھی یہ تو ہم نہیں کہتے نتیجہ کیا ہوا لیکن ہندوؤں کا رنگ پلٹ گیا ہے اور اب وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہندوستان انھیں مل گیا اور ان کی مزدوری ہو گئی۔ اب پھر ہندوؤں کا جو من بہادری مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو گا۔ مسلمانوں کے لئے یہ وقت بڑے تدبیر اور دانائی سے گزارنیکا ہے ان کو اپنے مطالبات و حقوق کے لئے بھی مستعد رہنا ہے اور اپنے مستقبل کے لئے پین آنے والے خطرات سے بچنے کی تدابیر بھی کرنی ہیں اور آئندہ ملکی نظام کے متعلق جو مجلسیں ہوں ان میں اپنی استحقاق کا مسئلہ بغیر کسی سستی و تقاعد کے پیش کرتے رہنا بھی لازم ہے اور عیار ان خود کام کی حریفانہ چالوں سے اپنی جماعت کو محفوظ رکھنا بھی اپنی ہر طرح کے ضعف و کمزوری کا علاج بھی ہندوؤں نے کسی منزل میں بھی مسلمانوں کے حقوق معین کرنے کی ہمت نہ کی جب آج مسلمانوں کے حق کا زبانی لانا ایک قوم کو گوارا نہیں ہے تو اس سے یہ امید کر لینا کہ برسرِ اقتدار ہو کر وہ جس ملک مال میں برابر کا شریک کر لے گی انتہاء درجہ کی خام خیالی، یہی نہیں جنوں ہے۔ اب تو وہ ہندو پرست اصحاب بھی جو آنکھیں میکر تھیں ان کے عادی ہیں شاید تسلیم کریں گے کہ ہندوؤں کی خود غرضی میں کوئی شک مشبہ باقی نہیں رہ گیا۔ دوران میں بہت سے واقعات نے یہ بات ظاہر کر دی کہ ہندو مرکز خیال مسلمانوں کی بقا ہی

مخالفت ہے اور کسی صریح منصفانہ بات کو جس سے مسلمانوں کو بھی کچھ نفع پہنچ جاتا ہو منظور کرنے کے لیے قیاد نہیں ڈاکٹر اقبال کی رائے پر کہ ہندوستان کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ ہندوؤں کے زیر اقتدار ہو دوسرے مسلمانوں کے۔ ہندوؤں کو سکھد راس پر غیظ آیا یہ ہندو اخبارات کو دیکھنے سے ظاہر ہو گا کیا یہ کوئی نا انصافی کی بات تھی اگر اس سے ایک طرف مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا تھا تو ہندوؤں کو بھی اسی نسبت سے نفع ملتا تھا کیا چیز تھی جو اس رائے کی مخالفت پر ہندوؤں کو برا بھلا سمجھنے لگتی رہی اور انھیں اس میں اپنا کیا ضرر نظر آیا پھر اس کے کہ مسلمان کی بقا کی ایک صورت اس میں نظر آتی تھی اور انھیں بھڑکا مانتا تھا اس کو تو کون جانتا ہے کہ پروہ غیب سے کیا ظہور کر لیا اور مستقبل کیا صورت میں لائے گا لیکن ہندو اس وقت ایسی غالی بات بھی نوک زباں پر لانے کے لیے تیار نہیں ہیں جو مسلمانوں کو ابھی معلوم ہو اس حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان کہلائے والی جماعت ہندووں کا کھٹہ نہ ہوتی تو ادب اپنی اس بُرائی فرسودہ لکیر کو پٹا کرے تو آپس میں رافسوس۔ کاش اس وقت یہ حضرات خاموش ہو جائیں اور کام کرنے والوں کو کام کر لینے میں مسلمانوں کی طرف سے ایک مطالبہ ہو اور ایک آواز گونجے یا نہ دیشہ ہے کہ بعض صاحبوں کی لیدر اور بیٹوانی کا علم بلند ہونے سے رہ جائیگا مگر وہ اپنی اس خواہش کو کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھیں البتہ جو جماعتیں مذہبی یا کسی دوسری حیثیت سے مسلمانوں کے تحفظ حقوق کے لیے کوئی تدبیر سوچیں اس سے کام کرنے والی جماعت کو مطلع کر دیں اور اس کو توجہ دلائیں کہ وہ ان امور کو ملحوظ رکھے کام نظم سے ہونا چاہیے انتشار کو چھوڑا جائے اس میں اگر بھڑکا نقصان بھی ہو تو گوارا کیا جائے کہ متحدہ آواز کی قوت اس سے بڑا زیادہ مفید ہوگی۔

ماہنامہ السورۃ الاعظم ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۲ء میں مراد آباد سے جاری کیا گیا۔ یہ ماہنامہ مذہبی و قومی نظریہ کی بھرپور حمایت کرتا اور ہندوؤں کی عیاریوں کی خوب قلمی کھوتا تھا۔ تفصیل کے لئے کتاب ”تحریک آزادی ہند اور السورۃ الاعظم“ از پروفیسر محمد مسعود احمد مطالعہ کریں۔ مرتب

خطبہ صدارت

آل انڈیا کونگریس کانفرنس
منعقدہ بدایوں
۱۳۵۴ھ، ۱۹۳۵ء
حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری علیہ الرحمۃ

امیر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنے صدارتی خطبہ میں ملی و عالمی مسائل کا تجزیہ جس انداز میں فرمایا، اس سے آپ کی قومی ہمدردی اور سیاسی بصیرت کا پہلو نمایاں طور پر سامنے آتا ہے، آپ نے اپنے خطبہ میں جو کچھ فرمایا اس کا ملخص یہ ہے۔

(۱) کفر زار ہند میں ہمہ جہت تبلیغ کی ضرورت — شباب الدین غوری جیسے مجاہدین اور خواجہ عزیز رب نواز اجمیری جیسے صوفیاء کے نقوش قدم پر چل کر۔

(۲) علماء و روحانی زعماء میں اتحاد کی ضرورت اور ان کی ذمہ داریاں — فکر و تدبیر قربانی و ایثار، خشیت الہی۔

(۳) غیر اللہ سے ڈرنے والا عالم، علم و انسانیت سے عاری ہے۔

(۴) مسجد شہید گنج کی تحریک میں علماء کی ذمہ داریاں۔

(۵) برصغیر میں مسلمانوں کے مسائل اور ان کی ضروریات۔ شرعی قوانین — نکاح،

طلاق، خلع، ارتداد، وراثت، ہبہ کا نفاذ — اوقات اور مساجد و مقابر کی حفاظت
تت
وصیا

(۶) عالم اسلام کی حالت زار پر شدید صدمہ کا اظہار — نجد میں ابن سعود اور
جلبہ میں المالویوں کے مظالم۔

(۷) مقامات مقدسہ کے احترام و تحفظ کا مطالبہ و با بیت و حنفیت کا مسئلہ نہیں۔

(۸) مسلمانوں کی معاشی حالت کی بہتری کے لئے بیت المال کا قیام

(۹) مسلمانوں کی باوقار زندگی کے لئے سیاسی محرکات اور ضروریات اتحادین المسلمین،

معاشی خوشحالی، تجارت کی اہمیت اور طریق کار امرات و تہذیب سے احتراز۔

خطبہ صدارت کا عکس "سیرت امیر ملت" سے حاصل کر کے درج کتاب

کیا جا رہا ہے۔

خطبہ صدارت

آل انڈیا سنی کانفرنس، بدالین (یوپی)

منعقدہ ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۵ھ

از: امیر ملت سید جماعت علی محدث علی پوری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ • الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ
الْبَيَانَ - وَالْعَمَّ عَلَيْنَا يَا نَوَاحِ النَّعَمِ وَلَطَائِفِ الْإِحْسَانِ - وَفَضَّلَنَا عَلَى سَائِرِ
خَلْقِهِ بِتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ - وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ الرَّحْمَانِ، سَيِّدِنَا
وَعَوْثِنَا وَغَيَاثِنَا وَكَرِيمِنَا وَرَحِيمِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الْمَبْعُوثِ بِخَيْرِ
الْمَلَكِ وَالْأَدْيَانِ - وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ بِدَوْرِ الْإِيمَانِ - وَالْأَيْمَةِ
الْمُجْتَهِدِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ الْكَامِلِينَ نُجْمِ الْإِيمَانِ وَالْعُرْفَانَ - وَتَابِعِهِمْ
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ بِالْإِحْسَانِ -

أَمَّا بَعْدُ - أَيُّهَا الْعُلَمَاءُ الْعِزَامُ وَالْحَضَرَةُ الْعِظَامُ!

(ترجمہ) تمام تریفیں اس اللہ کے لئے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان کی تعلیم
فرمائی اور ہم پر نعمتوں کے اقسام اور احسان کے لطائف کا انعام فرمایا اور ہمیں تمام مخلوقات پر عظیم
قرآن کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی اور درود و سلام اللہ کے نبی پر ہو جو ہمارے سردار اور مددگار

والے اور ہمارے کریم اور عظیم پر جسم فرمائے والے اور ہمارے آقا محمد جو کہ بہترین مذہب اور دینیوں کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے اور آپ کی آل پر درود اور سلام اور مصحاب پر جو کہ ایمان کے چاند ہیں اور اجتہاد کرنے والے اماموں پر اور اولیاء کا طین پر جو کہ یقین اور عرفان کے روشن ستارے ہیں اور ان پر جو احسان کے ساتھ ان کے تابعدار رہے ہیں قیامت کے دن تک بعد حمد و صلوٰۃ کے اے علمائے کرام اور حاضرین عظام ۔

اَسَلَامُ عَلَیْکُمْ! فقیر رب العزت کی حمد بجالاتا ہے کہ اس نے مجھے یہ توضیح ارزانی فرمائی کہ میں
آمنت محمدیہ علی صابجاہ الف الف سلام و التحیۃ کی مقدور بھر خدمت کر کے اپنی عاقبت سنواروں
کہ روڑوں درود اس پیکرِ جود اور اس نورِ محمود پر جس کا اسوہ حسنہ نہیں ہدایت کرتا ہے کہ ہم
کسی حال میں بھی مفاد ملت کو فراخوش نہ کریں۔

محترم بھائیو! یہ آپ کی عنایت ہے کہ آپ نے ایک بوریا نشین و حجو و گزین کو اپنی غفل میں ایک ممتاز جگہ مرحمت فرمائی ہے۔ آپ علما و ہیں۔ آپ کی راہ میں فرشتے پہنچتے ہیں۔ آپ دُعا فرمائیں کہ اللہ آپ کی آبرو رکھے۔ آپ نے ایک مسکین صوفی کو اپنی بارگاہِ علم میں صدارت کی مسند پر بٹھا کر بہت بڑی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے انتخاب کو کامیاب ثابت کرنے کی توفیق دے۔ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ۔ (ترجمہ) اور اسی سے امداد کا مطالبہ ہے اور اسی پر توکل ہے۔

عزیز و اوس وقت جبکہ میں نے مسجد شہید گنج لاہور کی واکزاری کے لئے اپنی ناچیز خدمت قوم کے سامنے پیش کی ہیں میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ میں بدایوں پہنچ کر کچھ عرض کرتا لیکن اس کا کیا اعلان کہ یارانِ طرلیت نے مجھے اجیر شریف بلایا۔ اربابِ شریعت نے مجھے بدایوں حاضر ہونے کو کہا۔ خدا کرے کہ جیسے طرلیت و شریعت میں بے نگاہ حقیقت قطعاً کوئی فرق نہیں ایسے ہی صوفیوں اور مولویوں میں بھی خالص اتحاد ہو جائے۔ اور دونوں اپنے اختلافات و مناقشات فردعی سے بے نیاز و بالاتر ہو کر متحد و مقاصد کے حصول کے لئے یک قالب و یک جان ہو جائیں۔

اجمیر شریف میں حاضری اس لئے بھی مفید تھی کہ وہاں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا

مزار پر انوار ہے۔ اس خاک پاک کا ایک ایک ذرہ یہ سبق دیتا ہے کہ مصیبت پر بیٹھنے والے کا مدد عالمی
وہی تھا جو غازی شہاب الدین غوری صاحبِ سیف کا تھا۔ کاش کہ سیاسی لیڈر شہاب الدین
بن جائیں۔ یسوی خواجہ غریب نواز کا رنگ اختیار کریں۔ اور لیڈر، عالم، صوفی تینوں مل کر اس
گھمڑا میں توحید کا علم بلند کریں۔ اپنا عزم تو یہی ہے کہ اپنی عمر کے چند باقی ماندہ لمحات اس کا ذخیرہ
کے لئے وقف کر دوں۔

ہم تری راہ میں مٹ جائیں گے چاہے یہی دروندانِ محبت کا تقاضا ہے یہی
علمائے کرام! اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے لیکن ہر منصب کی جیند
ذمہ اریاں ہوتی ہیں جو عالم اپنے فرض سے غافل ہے، وہ اپنے تلامذہ کے نزدیک تو عالم
ہو سکتا ہے مگر ملائکہ کی فہرست سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے سنیئے رب العزت فرماتا ہے
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ درجہ آپ فرمائیے کیا برابر ہیں
وہ لوگ جو صاحبِ علم ہیں اور جو علم الٰہی نہیں اس قدر کوئی کہ پیرا یہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کوئی
سلیم الفطر انسان نہیں کہہ سکتا کہ عالم اور غیر عالم برابر ہیں۔ عالم کا درجہ بہت بلند ہے۔
عالم پر قوم کے مصائب آشکار ہوتے ہیں۔ لہذا اس کا فرض ہوتا ہے کہ قوم کی مشکلات کا
خاتمہ کرنے میں غیر عالم سے بڑھ کر تشریف بانی و امین اور نکر و تدبیر سے کام لے۔ اگر وہ اس
فرض سے غافل رہتا ہے تو اس کا جنبہ و حکم امر اسی کے لئے روز قیامت پچاسی کا کڑا ثواب ہوگا۔

عالم کا وصف عن اللہ یہ ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (مذہبہ)
 (اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں)۔ یہ آیت مبارکہ وضع الفاظ میں بیان کر
 رہی ہے کہ عالم صرف خدا سے ڈرتا ہے خشیت الہی اس کا حسن ہے۔ غیر اللہ سے ڈرنا
 شریعت و طہریت میں کفر و زندقہ سے بدتر ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر کہ دہر مصطفیٰ فہمید است شرک اور خوف مضمر دیدہ است
اگر عالم انگریز کے عرب جلال سے ڈر کر، اس کے سامان حرب و ضرب سے گھبرا کر،
حق کی حمایت نہیں کرتا، تو اس کا وجود علم اور انسانیت کے لئے ننگ پیسے۔ اگر
عالم کسی سچائی کو اس لئے بیان نہیں کر سکتا کہ ایسا کرنے سے بلکہ ناراض ہو جائیں گے،

یا ہندوؤں میں اس کا وقت رکم ہو جائے گا، یا اس کے مقتدی روٹھ جائیں گے، تو اسے کہہ دو کہ وہ اپنے نفس کو دھوکا نہ دے۔ وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اسے کہو کہ اپنے ایمان کی تجدید کر۔

کیا علماء کو معلوم نہیں کہ لاہور میں مسجد گرا دی گئی ہے؟ کیا مسجد پر کسی غیر مسلم کا قبضہ جائز ہے؟ یاد رکھو۔ اگر تم نے اپنی مصلحتوں کی بنا پر ایک مسجد کے انہدام کو معمولی حادثہ خیال کیا، تو ہمیں اپنی ان مساجد کی بھی فکر کرنی چاہیے جن کے منبروں پر بیٹھ کر تم مسائل بیان کرتے ہو۔ وقت ہے کہ ایک ایسا اعلان شایع کیا جائے جس پر ہر عالم کے دستخط ہوں۔ کہ کسی مسجد پر غیر مسلم کا تصرف از روئے اسلام جائز نہیں۔ جمعیت العلماء اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے جو عالم اس پر دستخط نہ کرے، اعلان کر دو کہ اس کی اقتدا میں نماز درست نہیں مقتدیوں اور متوکیوں کو سمجھایا جائے کہ ایسے ننگ اسلام عالم کو مسجد کی امامت و خطابت سے محروم کر دیں۔

جہاں کہیں بھی کوئی مسجد ہے، وہ شاخ یا کونپل ہے اس بیت اللہ کی کہ اصلہا ثابت و قدر عطا فی السمآء درجہ جس کی جو قائم اور شاخیں آسمان میں کی مصداق ہے۔ وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا خلیل ایک معمار جس بیت کا ازل سے مشیت نے تمنا جس کو تاکا کہ اس گھر سے اُبلے گا چشت مدبرا کا بیت اللہ عرب میں ہے عرب کی نسبت حضور سرور کائنات علیہ الف السلام و تحیات کا ارشاد منسب نہاد یہ ہے کہ اخرجوا الیہود والنصارائی من جزیرۃ العرب یعنی جزیرہ عرب سے یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دو۔

اے عالمان دین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان نجد ابن سعود نے ایک انگریز کمپنی کو عرب کی زمین میں معدنیات اور تیل کے چشمے معلوم کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے؟ دین کی حمایت کرنے والو! عرب سے کچھ فاصلے پر حبشہ کا ملک ہے، وہاں حکومت اطالیہ کیوں ظلم ڈھا رہی ہے؟ اس لئے کہ وہاں تیل ہے۔ اور اٹلی کو اپنی بلند پروازیوں یا اپنے ہوائی جہازوں کے لئے تیل درکار ہے کیا دنیا کے واقعات شاہد نہیں کہ یورپ کی کسی قوم کو اگر کہیں بیٹھنے کی اجازت دیدی جائے، تو مکان بنانے کی راہ خود نکال لیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ

ابن سعود کی اس روش کے خلاف صدرائے احتجاج بلند نہیں کی جاتی؟ یہ ولایت اور حنفیت کا سوال نہیں۔ یہ امامین مقتدر کی صیانت کا سوال ہے۔ اگر کسی کو ابن سعود کا ذلیفہ اٹھا رہی سے روک رہا ہے، تو اسے چاہیے کہ اللہ کے اس فرمان پر توجہ کرے۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَتَّبِعُوا بآیَاتِنَا ثَمَنًا قَلِيلًا (زبور) اور میری آیتوں کے بدلے تمہاری قیمت نہ لو، اور تمہیں قلیل کی پروا نہ کرتے ہوئے لغو حق بلند کرو۔ تاکہ دہ جلیل کی بارگاہ سے اجر جزیل ماصل ہو جائے۔

میری بات پر کان نہیں دھرتے تو مجاہدوں سے پوچھ لو۔ کہ حیران رسولی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ساکنان مدینہ کا کیا حال ہے حکام نجد کے دسترخوان پر تو طوطی طرح کے کھانے موجود ہوتے ہیں، لیکن تمہیں بتاؤں کہ مدینہ طیبہ کے مظلوم قدوسی کھجوروں کی گھلیوں کو ترک ہے ہیں۔ کیا رعایا کی پرورش راعی کا فرض نہیں؟ کیا شریعت کی رو سے جو سلطان رعایا کے خورد و نوش کا انتظام نہ کرے، اسے تابع سنت سلطان کہا جاسکتا ہے؟ بزرگ عالمو غفلتے راشدین کی پوری سوانح عمریاں تمہیں از بر ہیں۔ کیوں تمہاری زبانیں حیران رسولی کی حمایت و اعانت کے لئے نہیں کھلتیں؟

سنو! ارشاد ہوتا ہے۔ فَلَا وَرَقَکَ لَا یُؤْمِنُونَ حَتّٰی یُحْکَمُونَ فِی مَآبِجِرَ بَیِّنَتِهِمْ (احزاب) تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپ کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ کیا اس پاک فرمان کی رو سے آپ پر یہ شرعی فرض عاید نہیں ہوتا کہ آپ ”قاہنی ایکٹ“ بنائیں؟ عدالتوں میں فیصلے شریعت کے مطابق ہوں۔ کیا آج طلاق۔ خلع۔ ارتداد۔ وراثت۔ نکاح۔ ہیہ وغیرہ امور شرعی کی ہندوستان میں انتہائی تذلیل نہیں ہو رہی؟ اس تذلیل کا انداد علماء سے بڑھ کر اور کون کر سکتا ہے؟ میصیح ہے کہ اس غرض کو برائے کار لانے کے لئے کافی سرمایہ کی حاجت ہے۔ کیا اس کے لئے بیت المال کا قیام شرعی تجویز نہیں؟ کب تک مجروں میں لئے رہو گے؟ میں ہر عالم سے عرض کرتا ہوں کہ آج وقت اُن نیست کہ در حجرہ نشینی بے کار۔ جیسے حکومت بصرہ کیس کے نہیں چل سکتی، ایسے ہی بیت المال کے بغیر تنظیم ملت کا خیال خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

ضروری ہے کہ ان مقاصد کے لئے آپ ملک کی مجالس آئین و قوانین سے بھی استفادہ کریں جس کی عملی صورت یہی ہے کہ ہر کونسل میں کپ کی قوم کو ٹھوس اور مضبوط حیثیت حاصل ہو اس کے لئے ”جدوا گانہ نیابت“ ایک ضروری حق ہے جس سے اس وقت دست بردار ہو جانا ممکن ہے۔ کونسلوں میں جاؤ۔ اپنے حقوق منوائو۔ تہذیب و تمدن کو قائم رکھو۔ اوقات کی حفاظت کرو۔ مقابلہ و مساجد کو اغیار کی دستبرد سے بچاؤ۔

یاد رکھو! کہ کونسلوں یا حکومت کی ادارہ گیر میں آپ کی عزت جیسی ہے کہ آپ منظم ہو جائیں۔ آپ میں ایک ہو۔ آپ میں ٹھوس ہو۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ کی مالی حالت شاندار ہو۔ مادہ پرست سلطنت و دولت کی کچبازی ہے۔ ہم مفلس ہیں، موقوف ہیں۔ افلاس و دولت کے لئے اور دولت بچانے سے دور ہو سکتا ہے۔ دولت کمانے کا بہترین طریقہ ”تجارت“ ہے۔ تجارت میں فروغ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ مسلمان دوکانداروں سے سودا خریدیں۔ آپ کی قوم کا شکر ہے کہ آپ کی قوم کارگیر ہے۔ آپ کی قوم مزدور ہے۔ لیکن اس کی زراعت، اس کی صنعت، اس کی محنت سے فائدہ غیر اٹھاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ کاشتکار تجارت بھی کریں۔ یعنی اپنا مال خود بیچیں۔ آڑھت کی دکانیں خود کریں۔ کارگیر اپنی مصنوعات خود فروخت کریں۔ دولت بچانے کے لئے لازمی ہے کہ آپ ہر نوعیت کے اسراف سے بچیں۔ اور یاد رکھیں کہ قرآن کی رو سے مُبْتَدِئِیْن اور مُتَسَرِّفِیْن شیطان کے بھائی ہیں۔ یہ ہے وہ مختصر پروگرام جس پر عمل پیرا ہو کر آپ فلاح دارین حاصل کر سکتے ہیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ •

خُطْبَةُ صَلَاتِ

سید مصباح الحسن مودودی سجادہ نشین پھونڈہ صدیق علیہ السلام

آل انڈیا سنی کانفرنس پھونڈہ ضلع اٹارہ

۸ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ / ۱۱ فروری ۱۹۲۷ء

صدارت: حضرت ابو الحامد سید محمد محمد رشید کچھوچھو

دیگر تقریریں: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی،

مولانا محمد عبدالحامد بدایونی

انتخابات ۱۹۲۶ء کی نزاکت و اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آل انڈیا

سنی کانفرنس میں حیثیت الجماعت کے نصب العین اور طرز عمل کی وضاحت کرتے ہوئے

قیام پاکستان کی ضرورت اور کانگریس کی مخالفت اور دئے شریعت ثابت کرتے ہوئے

مولانا سید مصباح الحسن نے جو کچھ فرمایا، اس کا ملخص یہ ہے:

(۱) بلاد ہند میں بے دینی و لاد مذہبیت کے خلاف علمائے اہل سنت کی مساعی جمید

کا تذکرہ

(۲) الحاد و ارتداد کے فتنوں کی داستان

(۳) دین کا لبادہ اڑھ کر ”متحدہ قومیت“ کا دیو مسلمانوں پر مسلط کرنے والوں کا کردار

لے تقاریر کے لیے صفحہ نمبر ۳۱۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) باہمی افتراق و الشقاق پیدا کرنے والوں کے متعلق سنی کانفرنس کا طرز عمل

خاموشی — تا نگدہ کانفرنس کے مقاصد حزن سے متفق ہو جاتے ہیں۔

(۵) سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ — علماء و مشائخ کا ارتباط و خانقاہی

نظام کی اصلاح، مدارس و مساجد کی تنظیم و اشاعت دین، مسلمانوں کی

اقتصادی اور تجارتی ترقی کی تدابیر، احکام اسلامیہ کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے —

موجودہ حالات میں — نظام عمل۔

(۶) سیاسیات ہند اور ہندوستان کے سلسلہ میں سنی اکابر کی صف اول کی مجاہدانہ

کوششیں اور انتخابات کے موقع پر ان کی نمایاں خدمات کا جائزہ۔

(۷) بنارس کانفرنس پر مکمل اعتماد اور اس کی نوعیت و اہمیت کے اعتبار سے ملکی

سیاسیات میں اس کا مقام۔

تحرک پاکستان کے اس نازک دور میں، یہ خطبہ عام مسلمانوں کی راہنمائی

کے لئے ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں اہل سنت بقی پر لیں میں چھپوا کر مراد آباد سے شائع

کیا گیا تھا۔ آئندہ صفحات پر اس اہم اور تاریخی خطبہ صدارت کے سرورق کا عکس بھی پیش

خدمت ہے۔

ملہ بعد ازاں اخبار دبدر سگندری رامپور نے اپنے شمارہ ۱۵، جلد ۸، مطبوعہ ۱۲ اپریل

۱۹۶۶ء میں مذکورہ خطبہ من و عن نقل کیا تھا۔

ملہ اصل نسخہ کا فوٹو سٹیٹ پرد فیئر محمد ایوب قادری نے برائے اشاعت مرحمت

فرمایا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں، (مرتب)

خطبہ صدارت

حضرت الاناموی شیدہ مصباح الحسن حب

مودودی مدظلہ صدر جماعت استقبالیہ سنی کانفرنس پھونڈ

صنلے اٹا وہ

نے

۸ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ کے اجلاس سنی کانفرنس پھونڈ

میں پڑھ کر سنایا

(مولانا حکیم ظفر الدین احمد صاحب نے اپنے)

اہل سنت بقی پر لیں محل بازار دیوان مراد آباد میں

چھاپا

خطبہ استقبالیہ

سُنی کانفرنس پھپھوند منفقہ ۸۷، بیچ الاول شریف ۱۳۶۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ و
اولیاء امتہ و علمائے ملتہ اجمعین۔

حضرات علمائے کرام و مشائخین عظام :-

میرے اور مسلمانان ضلع اٹاواہ کے لئے آپ حضرات کا پھپھوند جیسے خطبے میں
تشریف لاکر اپنے افکار عالیات و حیات مذہبی کی دعوت کی خاطر ورازی سفر کی
صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود تشریف لانا باعث ہزاراں برکات ہے۔
میں صمیم قلب کے ساتھ آپ سب لوگوں کی خدمات میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش
کرتا ہوں اور مجلس استقبالیہ کی طرف سے ان فرد گزاشتوں پر معافی خواہ ہوں
جو اقامت کے اوقات میں پیش آئی ہیں۔ آج آپ حضرات کی آمد اور ورود مسعود
کے مناظر میں ایک ایسے وجود باوجود کی تشریف آوری کی جھلک پارہا ہوں جنہوں
نے حضرت اقدس مولانا تاج الفحل قدس سرہ سے انوار و تجلیات اور آستانہ عالیہ
قادریہ بدایین کے فیض علمی سے مالا مال ہو کر بارگاہ حضرت مولانا افضل رسول حساب
رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادہ روحانی کوہا کر ضلع اٹاواہ کے خطبے میں تشریف لاکر الحادو
بے دینی ضلالت و غفلت و تاریکی و جہالت کو دور کر کے مشعل ہدایت روشن

فرمادی اور اس پھپھوند سے قصیدہ کو علم و عرفان کا مخزن بنا دیا اور آج آل انڈیا سُنی کانفرنس
جس پیام و دعوت کے لئے سرگرم عمل ہے اُس کا اولین نقش قایم فرما کر ہزاروں گم کردہ
راہان منزل کو راہ ہدایت پر لگا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی آمد سے جو مسرت
ہمیں ہے اُس سے کہیں زائد خوشی اپنی قبر منور میں جلوہ افروز ہونے والے شیخ المحدثین حضرت
مولانا شاہ سید عبدالصمد صاحب مودودی کو یقیناً ہوگی کیونکہ جس دور میں حضرت اقدس
نے سرزمین پھپھوند کو نازا۔ یہ وہ دور تھا جبکہ بے دینی و لامذہبی ابتدائی زندگی کے ساتھ
سامنے آرہی تھی مگر آج کا حال اُس ماضی کے مقابلہ میں اپنے گندے ماحول کے ساتھ
پوری ملت اسلامیہ کے لئے تباہ کن ہے اُس وقت کفر و زندقہ اپنی محدود طاقتوں سے آراستہ
ہو کر نور اسلام کو زائل کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت کی حالت یہ ہے کہ کفر۔ شرک
الحاد اور ارتداد کے بادل سروں پر محیط ہیں۔ اس دور میں نہ ایسے برقعہ پوش تھے جو اپنے
مذہب پر معاذ اللہ دین اسلام کی چادر ڈال کر دعوت اسلام کی بجائے شرک و کفر میں ادغام
و متحدہ قومیت کا دیو مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط کرتے، مانا کہ اس وقت بھی شرذمہ قلیل
کی طرح محدودہ چند عناصر و افراد بد اعتقاد و بیدینی کی تعمیر کا آغاز کرنا چاہتے تھے لیکن
سوارِ انظم اور جمہور اہل سنت کے عوام نے ان فتنوں کا استیصال فرما دیا۔ آج کا دور
اپنی ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ جس ہمت شکن مرقعہ کو پیش کر رہا ہے اُس سے سطحی افراد
مضطرب الحال نظر آتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قوموں کی بقائے حیات کے لئے
تاریخ نے ہر زمانہ میں ایسے حوادث پیش کئے ہیں اور ایسے مواقع پر حضرات علمائے
حقانین نے کمر بستہ ہو کر باطل کا مقابلہ کیا ہے اور اعلیٰ کلمۃ الحق فرمایا۔ پس موجودہ دور
فتن بھی ہمیں ماضی کے آئینہ میں سبق دے رہا ہے کہ ہمارے اعضاء و اجزاء ہمسکنت
ایک مرکز پر مجتمع ہو کر بارگاہ رسالت اطہر سے استعانت حاصل فرما کر میدان عمل میں
نکل جائیں اور ملت اسلامیہ کو وہی پیام دیں جو ان کے اسلاف نے دنیا کو پہنچایا۔ علمائے

گرام و مشائخین عظام نے جس طرح ہر سختی و صعوبت کا مقابلہ کر کے اپنے فریضہ ہدایت کو پورا کیا، اُن کے خلاف بھی اُن ہی مضبوط ارادوں سے اٹھیں اور طبقہ اہل سنت کو گرداب بلا سے نکال بیجانے کی کامیاب سعی شروع فرمادیں۔

مقام مسرت ہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے عالی قدر ناظم حضرت صدر الافاضل مولانا حافظ محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی مدظلہ اور کانفرنس کے دوسرے اکابر و کارکنان نے تین سال سے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد سنی کانفرنس کی تشکیل کا مبارک کام آغاز فرمادیا۔ اور آج الحمد للہ اس ادارہ کی ہر صوبہ کے اندر شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور سنی کانفرنس کی اہمیت و ضرورت کا احساس طبقہ اہل سنت میں پیدا ہوتا جا رہا ہے۔

لیکن اس خصوص میں بعض وہ عناصر جو طبقہ اہل سنت کو ایک شیرازہ میں منسلک ہوتے دیکھنا پسند نہیں کرتے اور یہ چاہتے ہیں کہ باہمی انتراق و انشقاق قائم رہے اور ہماری جماعت کا اپنا کوئی متحدہ نظام نہ ہو وہ مختلف النوع حیثیتوں سے لب کشائی فرما رہے ہیں، میں سب سے پہلے تو اس طرز عمل کے اختیار کرنے والوں کے طریقہ تنقید کو دیکھتے ہوئے اپنے اکابر سے صرف اسی قدر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد حق کی تبلیغ کو متلازم کا خیال کئے بغیر جاری رکھیں انشاء اللہ مستقبل قریب میں جو ہم سے بعید ہیں قریب آجائیں گے، کچھ وہ لوگ ہیں جو سیاسی میلانات و رجحانات اور قومی تحریکات میں مہنک رہ کر سنی کانفرنس کو اپنے دماغوں میں ایک ایسی جماعت سمجھ ہوئے ہیں جو بلاکت و افتراق کا باعث ہوگی۔ مجھے حیرت ہے کہ ایسا تخیل کیوں پیدا ہوا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے اعراض و مقاصد کا مطالعہ نہیں فرمایا ہے، سنی کانفرنس کے اہم ترین مقاصد کا ملخص یہ ہے کہ (۱) طبقہ اہل سنت و علماء و مشائخین کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دینا (۲) خانقاہی نظام طریقت کو حضرات

صوفیائے متقدمین میں حضرت سلطان المبلغین خواجہ خواجگان سیدنا معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجیری کے طریقہ تبلیغ پر منظم کر دینا (۳) مکاتب و مدارس و مساجد کی تنظیم کرنا (۴) مدارس کے لئے ایک مشترکہ نصاب تیار کر کے عمل کرانا (۵) جاہل مسلمانوں میں تبلیغ و اشاعت دین کرنا (۶) مسلمانوں کو ارتداد و بے دینی سے بچانا (۷) مسلمانوں کی اقتصادی و تجارتی حالت کو درست کرنے کی تدابیر اختیار کرنا (۸) مسلمانوں کو احکام اسلام کی روشنی میں اُن کی حیاتِ قومیہ کے لئے راجع عمل پیش کرنا، مذکورہ بالا مقاصد پر نگاہ رکھنے والا اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسے مقدس اعراض و مقاصد پیش کرنے والی سنی کانفرنس کی تشکیل و ترقی کہاں تک خدا نخواستہ نقصان رسا ہو سکتی ہے، آج ہندوستان میں جس قدر اور جتنے ناموں سے جماعتیں قائم ہوتی رہی ہیں اُن کے وجود و آغاز پر اگر کوئی اعتراض نہیں ہے تو آخر اہل سنت کی تنظیم کرنے والی جماعت پر زلہ کیوں گر رہا ہے۔

میں معتز مبین و نکتہ چیں حضرات کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سنی کانفرنس کا کاروان اب بڑھ چکا ہے، جو قدم خدائے برتر کی نصرت سے متحرک ہو گئے ہیں اب اُن میں جمود نہیں آسکتا۔ ذمہ داران سنی کانفرنس کی ہمتیں، اعتراضات و تنقیدات سے پست نہ ہوں گی وہ اپنے اعراض و مقاصد کے حصول و کامیابی کی دُھن میں لگے رہیں گے۔

سیاسیاتِ حاضرہ

عصرِ حاضرہ میں مسلمانانِ ہند کی سیاسیات نے ۱۹۴۷ء سے جو نئی کروٹ بدلی ہے اور مسئلہ پاکستان یعنی قیام حکومتِ اسلامیہ کا جو جذبہ عوام و خواص میں پیدا ہو رہا ہے اُسے ہمارے طبقہ علمائے اہل سنت نے یہی نہیں کہ دورِ بلیڈہ کہ صرف مطالعہ ہی

کیا بلکہ ہمارے جماعت کے محترم علماء مجاہدانہ جہنیت سے اذلول تا آخر اس جذبہ کے محرک و مؤید بنے ہوئے ہیں اور کانگریس جیسی ہندو جماعت کے مقابلہ پر دس سال کے طویل زمانہ سے بے پناہ خدمات انجام دے کر کانگریس کی ہر تحریک کو مردہ کر چکے ہیں، اپنی جماعت کے افراد کی خود ستائی مقصود نہیں بلکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ صرف ہمارے طبقہ کے علماء و مشائخین میں چین کی مسلسل خدمت و سعی سے مسلم لیگ اپنے مقاصد میں کامیاب نظر آ رہی ہے وہ کونسا وقت ہے جس پر ہمارے افراد نے انتہائی قربانیاں نہیں فرمائیں۔ مرکزی اسمبلی کے حلقہ انتخاب میں وہ کونسا قریب تھا جہاں ہمارے افراد نے کاروائے نمایاں انجام نہیں دیئے اور صوبہ جاتی انتخابی مہم میں بھی الحمد للہ صف اول میں موجود ہیں۔ اور کانگریس کو حلقہ جات انتخابات میں شکست دینے کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس سے تعلق رکھنے والا ہر بزرگ اپنی نہایت بیش قیمت خدمات انجام دے رہا ہے۔ پس ان حالات و خدمات سے ظاہر و عیاں ہے کہ سنی کانفرنس پاکستان اور مسئلہ انتخاب میں الحمد للہ اپنا کام کر رہی ہے۔ اور اس کی اعانت و قدر شناس لنگاہوں میں وزنی ہے۔

الحمد للہ کہ سنی کانفرنس کے سامنے اسلامی حکومت کے تصورات ہی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے پاس ایک مکمل دستور العمل رکھتی ہے جو مستقبل قریب میں مسلمانوں کے سامنے پیش کرے گی، وہ دستور العمل ایک ایسا دستور ہوگا جو آیات بنیات و احادیث بنویہ اور احکام فقہیہ کی روشنی میں مغربی تہذیب اور عدوی راؤں کی کثرت و قلت کی شملہ و گنتی سے بے نیاز ہوگا اور جس پر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے فرد کا عمل کرنا ناگزیر ہوگا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس بنارس انشاء اللہ سنی دنیا میں ایک ایسا تاریخی اجتماع ہوگا جو اپنی نوعیت اور مسائل کی اہمیت کے لحاظ سے بے مثال و یادگار

ہوگا۔ جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے حضرات علماء و مشائخین شرکت فرمائیں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اس کانفرنس کو اپنے تمام مقاصد میں کامیاب کامران فرمائے اور طبقہ اہل سنت کی تنظیم و اتحاد کے رشتہ کو یہ کانفرنس مضبوط کر دے۔

میں آخر میں مجلس استقبالیہ کی طرف سے ایک بار پھر تمام اکابر علماء و مشائخین کے درود و مسعود پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

خطبہ صدارت

رئیس الملتکلمین ابوالحماد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قدس سرہ

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

۲۴ — ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ / ۲۴ — ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء

قیام پاکستان کی منزل کو قریب تر کرنے، سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے جماعتی موقف کی وضاحت و تائید اور سنییت کی تنظیم کی شوکت کے اظہار کے لئے پانچ سو شاخ عظام، سات ہزار علمائے کرام اور دو لاکھ سے زائد سنیوں کے اجتماع میں بڑھے گئے اس معرکہ الارا خطبہ میں حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ نے اپنے فصیح و بلیغ انداز میں جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کی چند جھلکیاں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) گردش لیل و نہار کے مانتوں مسلمانوں پر سنے مظالم اور حالات دائرہ پر طائرانہ نظر
(۲) سنی کانفرنس کے انعقاد کے لئے بنارس کا انتخاب؟ — برصغیر کے وسط، بنارس اور اس کے نواحی علاقہ میں اسلامی معاہدہ، متاثر اور شعائر کی کثرت، گویا حواشی بنارس —
اولیادنگر ہے۔ یہیں اسلامی سیاست و اقتدار، ادب و تمدن اور علم و عرفان کے امتیازی نشانات ہیں۔

(۳) عالم اسلام کی مظلومیت — حجاز مقدس میں نجدی فتنے، فلسطینیوں پر بے رحم یہودیوں کے مظالم، انڈونیشیا پر جنگ کا تسلط۔

(۴) ہندوستانی فتنے — سنیوں کو ختم کرنے کے مختلف حیلے بہانے، سنی بورڈ

کا قیام، امکان کذب اور امکان نفیر کے جال، ختم نبوت کی خاند ساز تشریح، مدح صحابہ کے بہرہ میں قدح صحابہ

(۵) تبلیغ اور اسلام کا تعلق — مسلمانوں کا ہر فرد مبلغ ہے، بادشاہ، رعایا، سوداگر مزدور — سب مبلغ ہیں۔

(۶) اسلامی زندگی کا وسیع مفہوم — محنت و مشقت، بچوں کی پرورش، صنعت و حرفت، تجارت، علق کی خدمت، رزم، بزم — سب عبادت ہیں۔

(۷) قانون سازی صرف اللہ اور رسول کے اختیار میں ہے، لہذا غیر اسلامی قانون مثلاً خلع بن اور شاد ایکٹ سب لعنت ہیں۔

(۸) تعلیم کی ضرورت، مدارس و میہ کی تنظیم کے ساتھ انگریزی خواں حضرات کیلئے دینی تعلیم کا انتظام، سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ و جغرافیہ علوم کی تدریس کا انتظام — اس مقصد کے لئے ہر سنی خانقاہ نشر علوم کا ادارہ ہو ہر محفل میلاد اور عرس مقدسہ بزم تبلیغ ہو۔

(۹) دور حاضر کی ضروریات — سنی پر سنی، سنی وقت کی حفاظت، نوجوانوں کے لئے ورزش کا اہتمام

(۱۰) مسلمانوں کی ترقی کے لئے ان کی موجودہ حالت کے گوشوارے مرکوز میں موجود ہونے ضروری ہیں جس میں ان کی تعلیمی حالت، مالی حالت، قرضہ کی صورت میں اس کی مالیت اور اس کی ادائیگی کے امکانات، ہر علاقہ میں مدارس و مساجد کی تعداد اور ان کے گوشواروں — وغیرہ کا اندراج ہو۔

(۱۱) پاکستان کا مفہوم اور اس کی شرعی ضرورت — قیام پاکستان پر اعتراضات کے جوابات، پاکستان کی اچھوتے انداز میں تاریخ۔

(۱۲) مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے پروگراموں میں فرق — مسلم لیگ

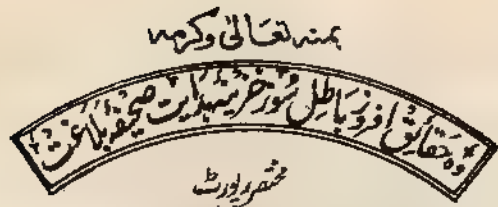
مسلمانان ہند کے لئے علیحدہ وطن کی طالب ہے۔ لیکن سنی کانفرنس کا نصب العین اور طرز عمل اسلامی سلطنت۔ پاکستان کے قیام کے ساتھ ساتھ مجوزہ مملکت میں خلافت راشدہ کی طرز کی حکومت قائم کرنا۔ گویا اس کے مقاصد وسیع تر اور دائمی نوعیت کے ہیں۔

(۱۳) آل انڈیا سنی کانفرنس۔ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی بے دریغ تائید کرے گی اور مسلم لیگ مذہبی امور میں سنی کانفرنس کی راہنمائی قبول کرے گی۔

(۱۴) آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شریک جہان علماء اور مشائخ کا نرالی انداز میں ٹکڑے نہ یہ جہان اور نہ ہم میزبان۔ بلکہ یہ میعاد میں اور ہم مرئیان جان بلب۔ اسلامی طرز فکر کے مطابق اپنی بے بسی اور مجبوریوں اور علماء و مشائخ کی شفقت اور کرم نوازیوں کا ذکر۔

یہ تاریخی خطبہ (خطبہ صدارت جمہوریت اسلامیہ) جس کا ایک ایک حرف حضرت محدث کچھوچھو کی بالغ نظری اور مقصد سے عشق کا ترجمان ہے، ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں مولانا ظفر الدین احمد نے اہل سنت برقی پریس، مراد آباد سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔ آئندہ صفحات پر مذکورہ تاریخی خطبے کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

سلہ و بدبہ مکندری نے اپنے پانچ مختلف شماروں ۲۰ مئی، ۲۷ مئی، ۳ جولائی، ۱۷ جولائی، ۲۲ جولائی اور یکم اگست ۱۹۴۶ء میں اس تاریخی خطبہ کو من و عن نقل کیا تھا۔ مرتبہ



خطبہ صدارت

جمہوریہ اسلامیہ

۶

حضرت حامی سنت ناصر شریعت سبحان ہند راس المحدثین رئیس المتکلمین مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھو صدر جماعت استقبالیہ جمہوریت اسلامیہ دامت برکاتہم نے

آل انڈیا سنی کانفرنس

کے بینظیر عظیم المآثر تاریخی اجلاس منعقدہ ۲۲ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۱ اپریل ۱۹۴۶ء کو ہزار مشائخ و علماء اور ساٹھ ہزار سے زائد عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور صحیح لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم کیا تحسین و مرجاہ و تعریف و تکریم سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جگہوں کے بار بار اعادہ اور تکرار

کی استدعائیں کی گئیں، اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المؤمنين
خالق السموات والأرضين مالك يوم الدين اللهم نحن نو من بك أياك نعبد
وأياك نستعين اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ طَرِيقَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالْحَقِّ وَ
الْيَقِينِ صِرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَ
الصَّالِحِينَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ مِنْ الْيَهُودِ وَالْمُشْرِكِينَ وَلَا الضَّالِّينَ مِنْ
التَّضَارُّيْ وَأَهْلِ الضَّلَالِ وَالْمُرْتَدِّينَ آمِينَ آمِينَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ
وَيَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ الْأَكْمَلَانَ عَلَى مَنْ أَرْسَلَ
إِلَى كَافَّةِ الْخَلْقِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا أَنَا
بِالشَّرْعِ الْمُبِينِ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ الْمُنِيرِ وَبِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَاطْمَرِ الْغُيُوبَ وَنُورِ
الْأَفْئِدَةَ وَالْقُلُوبَ تَنْوِيرًا أَلَا إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
حَبْلُ اللَّهِ وَعِزُّهُ الْوَقْفِيُّ وَنِعْمَتُهُ الْكَبْرِيُّ جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ
ظَهِيرًا مَنْ اعْتَصَمَ بِهِ فَقَدْ نَجَّى وَمَنْ خَالَفَ فَقَدْ غَوَى فَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا وَلِيًّا
وَلَا نَصِيرًا وَعَلَى آلِهِ وَاصْبِحَا بِهِ وَاتَّبَاعُهُ وَأَوْلِيَاءُ مِلَّتِهِ وَعُلَمَاءُ أُمَّتِهِ وَشُهَدَاءُ
مُحِبَّتِهِ صَلَوةً وَسَلَامًا أَبَدِيًّا دَهْرِيًّا كَثِيرًا كَثِيرًا أَمَّا بَعْدُ

مشائخ کرام علمائے اعلام اعیان اسلام و برادران اہل سنت و جماعت میں آپ کا
ایک لمحہ بھی اس دورِ مذکور کا بحث میں ضائع نہ کروں گا کہ مجلسِ استقبالی کی صدارت کی حد

کے لیے میرا انتخاب قابلِ شکوہ ہے یا لائقِ تشکر ہے اس کو اراکینِ مجلس ہی جانیں میں تو آج
اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ یہ مقدس اجتماع میرے لیے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیا کو
بے شمار معالجین مل گئے ہیں یا ایک فریادی کو ہزاروں اصحابِ عدل و داد میسر کر گئے ہیں مجھے
یاد ہے کہ ۳۰-۲۱-۲۲-۲۳ شعبان ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ شعبان ۱۹۲۵ء کی تاریخیں تھیں
مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ کا عظیم الشان میدان تھا، اور ملکِ ملت کے حقیقی رہنماؤں کا جھگڑا
تھا اور بحیثیت صدر مجلسِ استقبالی حضرت بابرکت شیخ الانام حجتہ الاسلام مولانا شاہ حاد رضا
خاں صاحب قبلہ قدس سرہ کا تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا جا رہا تھا جس کا لفظ لفظ آج بھی
وہی معنویت اور نور ہدایت رکھتا ہے جو اُس وقت اُس میں تھا اور جس کی کھلی کھلی پیشین گوئیوں
کو ہماری قیامت آنکھوں نے دیکھا اور عالمِ ربانی و عارف باللہ کے نور فراست کو آخر دنیا کو
مان لینا پڑا جس کو یاد کر کے کھڑکی کی گھرائیوں سے جیسا خندہ آہ نکلتی ہے کہ کاش ہم درمیانی نہ
کو ضائع نہ کرتے اور کاش دشمنانِ نظامِ اسلام کو ہم اُسی دن پہچان گئے ہوتے تو آج ہم کتنے
بلند مقام پر پہنچتے اور درندگانِ زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بھیتوں کو جو شکا کر لیا ہو ہم اس
عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے (آئیے ہم اور آپ سورۃ فاتحہ و اخلاص کا تحفہ روح حضرت
حجۃ الاسلام کوہدیر کریں اور ان تمام اعیانِ اسلام کو ہدیر کریں جن کو ہم اس عزم میں کم کر چکے ہیں۔
حضرات! زمانہ اب اس منزل سے دور نکل چکا ہے کہ اظہارِ مدعا سے پہلے کوئی تنقید
عزم کی جائے اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لیے خطابت کے جوہر دکھانا
جائیں اب تو یہی ہمارے سبیل و ہمارا کی گردش اور یہی رات دن کا چکر اور ہمارے نظام
اور فتنوں پر نکلنے والا آفتاب اور نئی نئی تارکیوں اور ظلمتوں کا گواہ ماہتاب مسلمانوں کی
بے نظمی اور سینوں کی بے کسی اور اعدا کی تیاریاں دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی غرور والوں

اس کثرت آمد و رفت اور یہاں سلسلہ عالیہ شریفیہ کی وسعت کا نتیجہ ہو کہ میرے بنارس بھائیوں نے مجھ کو بڑی ہی قرار دیا اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے اپنی جماعت استقبالیہ بنارس کی ترجمانی کر رہا ہوں میں اس موقع پر اپنے بنارسی بھائیوں کے محوطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی لغزش کی چشم پوشی اور یہ کسی خطا پر پردہ ڈاری کی گئی تو میں میدان حشر میں دعویدار ہونگا میرے بھائیوں نے مجھ کو یقین دلادیا ہے کہ حیر قدم قدم چکر لفظ لفظ اور ہر سکون و حرکت پر ان کا مکمل کنٹرول رہیگا یہ منہ پر ہے کہ ہر روز شہر احمد۔

میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان کے اس تاریخی شہر کی اہمیت اسلامی مسلمانوں نے اولیاء کاملین نے علماء ربانین نے جو محسوس کی تھی اس پر ہر تصدیق ثبت فرمانے کے لیے جس پر حضرت کو یہاں مجتمع کرنا اب ایسی بات نہیں رہی جس پر زرا بھی تعجب کیا جائے ہم اے ہمارے بزرگو اور مقدس رہنماؤں ہم نے آپ لوگوں کو اس گرمی کے زمانے میں اور سفر کے ناقابل برداشت دور میں ایک باورگی ایک ساتھ ایک میدان میں رونق افروز ہونے کی رحمت کیوں دی، حالانکہ آپ ہمیشہ اپنی اپنی جگہ پر رہنمائی فرماتے رہے اور ہم آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے اپنا مادہ حاصل کر سکتے تھے، نہ آپ نے رہنمائی میں کبھی ٹھل فرمایا نہ آپ کے قدم تک پہنچنے میں ہمارے لیے کوئی رکاوٹ ہوئی بائیں ہمہ ملک بھر کے اعظم کو رحمت دینے کی میا خستگی ہم سے اس وجہ سے ہوئی کہ واقعات نے ہمارے اس گم گم کو دیے اور اہل زمانہ کو غیر معنوی مظالم میں اتنی شدت اتنی کثرت طغیانی کہ ہم نے اس کو دیکھ کر ہمت نہ رکھ سکے۔

میں نے دیکھا ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی حکومت ہے اور مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔ ہندوؤں کی حکومت ہے اور مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔ ہندوؤں کی حکومت ہے اور مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔

گیا ہے وہ ارض مقدس اب تک ان فتنوں کا آماجگاہ ہے فلسطین کے سنی بھائیوں پر بے رحم یہودیت تم آرائیوں کی مشق کرنے کے لیے مسلط کی جا رہی ہے ہمارے جاوا انڈونیشیا کے کے سنی بھائیوں پر توپ اور بم کی بارش ہو رہی ہے اور ان بے گناہوں کی خطا صرف اتنی ہے کہ وہ سنی ہیں اور اپنے مقدس بن کی گارڈی کو کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں صرف اہل سنت و جماعت کو پامال کرنے کے لیے اکثریت کا ساند چھوڑ دیا گیا ہے، اہل اہل کی ٹولیدوں کو سنیوں پر بھونکنے کے لیے پالا جا رہا ہے اور قیامت یہ ہے کہ سنیوں کو ختم کرنے کیلئے جی دنوں کو روشن کیا جاتا ہو گا کلام بھی لکھا گیا کہ ابن عبدالوہاب کا پرستار اپنے کو سنی کہتا ہے یزید و ابن سعد کا پجاری اپنے کو سنی کہتا ہے۔ سنیوں کو تباہ کرنے کی سازش کا نام سنی ہوڑ رکھا جاتا ہے۔ سنیوں کو اپنے ملک میں زندہ نہ رہنے دیں، سنیوں کو ان کے وطن سے نکالیں، سنیوں کے ایمانیات پر حملہ کریں، سنیوں کے عقائد پر ڈاکے ڈالیں، سنیوں کی سیاست میں روڑا اٹھائیں اور پھر بھی سنی کے سنی بنے رہیں۔ یہ وہ مصیبت عظمیٰ اور قیامت کبریٰ ہے، جس نے سنیوں میں لوٹ چار کھی ہے۔ آج کا دہائی کل سنی تھا، آج کا دہائی کل سنی تھا آج کا خارجی کل سنی تھا۔ اس طرح سنیوں کے گھر میں آگ لگا دی گئی ہے، اور ایک ایک کا شکار کھیل کر سنیوں کے خلاف شکاریوں نے مستقل سازش کر رکھی ہے اور انہیں پالنتو اور شکار کیے ہوئے افراد کے بل بوتے پر آگ مار کر لیڈر سنیوں کو آنکھیں دکھاتے ہیں سول جنگ کی دھمکی دیتے ہیں کہ ہندوستان کو ہندوستان سنی مسلمانوں کا ملک تھا سنیوں نے ہندوستان کو سنیوں کا ملک بنایا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی حکومت ہے اور مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔ ہندوؤں کی حکومت ہے اور مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔ ہندوؤں کی حکومت ہے اور مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔

یہودیوں کی

امیر شریعت اپنے کو کہلایا جاتا ہے، ہمارا وہ مقدس دبر گزیدہ نام جو ہمارے آقا حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور ہمارا یہی مکمل پتہ بتایا تھا کہ ما انا علیہ واصحابی یعنی اہل سنت و جماعت اس کا حیرانہ استعمال اپنے لیے وہ کر رہا ہے جو سنیوں کو ہلاک کر دینے پر حلف اٹھا چکا ہے سنیوں کے پیسے سے مدرسہ چلایا جاتا ہے اور اس میں ایسے دل و داغ تیار کیے جا رہے ہیں جو سنیوں کو تائیں، جمہوریت اسلامیہ سے ٹکرائیں، اسلامی اتحاد و میں انتشار پیدا کریں، اسلامی ہم آہنگی کو صدمہ پہنچائیں، ہمارے سلاطین و امراء و خواص و عوام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر قبضہ ہمارے دشمنوں کا ہماری تعلیم گاہوں پر جھنڈا ہمارے حواریوں کا ہماری خانقاہوں میں رسائی۔ خائفانہ شکوک کی ایک بات ہو تو عرض کی جائے۔

۶۔ تنہم داغ و داغ شدہ عیب کجا کجا انہم؟
غضب یہ ہے کہ یہ سارے نظم فقہ اور تمام مہلک خطرے آپ کے سامنے ہیں آپ کے دیکھتے ہوئے سنیوں کا جینا دشوار ہو رہا ہے، آپ کی آنکھوں کے سامنے سنیوں پر گھیر ڈال دیا گیا ہے اور آپ کی موجودگی میں آپ کے رسول کی امت بدن دلاڑے لٹی جاتی ہے۔ سنیوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر ان کے سبوح و قدوس خدا جس کے سر ذات جاوہر جلال تک کسی عیب کی رسائی نہیں اس کو بلا مکان چھوٹا کہا جا رہا ہے سنیوں کو ایذا دینے کے لیے فضیلت علم شیطان کو رسول پر بڑھایا جا رہا ہے رسول پاک کے علم کو پاگلوں چوپایوں کی طرح قرار دیا جاتا ہے۔ آج ختم زبانی نبوت کا انکار ہے توکل کوئی مدعی نبوت نکل پڑا ہے بے دین مشرک پرست خود ہیں اور ہم دینداروں کو جتنی مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی ملت فروشی وہ کریں اور سنیوں کو ملت فروشی بتائیں نام لیں مدح اہلبیت کا اور تبرائیں اصحاب پر دعوت دیں مدح صحابہ کی اور کلام کریں قدر اہل بیت کا۔ یہ تو دین پر مبنی ہے۔ دنیا میں سنی بازار

کافر و مشرک کی فروزاں

سے نکالا جا رہا ہے اس کو مقروض بنا کر دیا جا رہا ہے، اس کی وراثت حکومت کو غصب کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو صرف غلط ہے۔ جو نہ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور خلقی سردار ہمارے علماء ہمارے مشائخ اس ملک کے دین آسمان کو سنبھالنے والے اتنے ہیں کہ کج ملک ان کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی۔ تو پھر کیا وہ ہماری سنتیں نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں، یہ بھی غلط ہے۔ وہ نہ سنتیں تو پھر سنتوں والا کون ہے۔ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے تو کیا وہ غافل ہیں، یہ بھی غلط ہے جس کی گہری نیند پر غفلت کا گورنہ ہو سکے وہ بیداری میں کیسے غافل رہیگا تو کیا وہ ہم سے بے پرواہ ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ ہمارے لیے گاؤں گاؤں پھرنا۔ وادی وادی چوٹی چوٹی، شہر شہر قریہ بقریہ پھرتے رہنا، ہمارے ایمان کو سوزانا، ہمارے عمل کو سجانا، ہماری گئی ہوئی حکومت کو یاد دلانا ہماری تاریخ کو دہرانے کی سعی فرمانا اور ایسے دور میں جب پیری مریدی پرچہ کرنا فیشن ہو۔ دین اور علم دین کا نام لینا قہقہے کی نذر ہو۔ مشائخ کو قوم پر بارگراں کہا جا رہا ہو علماء دین پر انگشت نمائی کا دستور بنا لیا گیا ہو پھر بھی دین کا ذریعہ اور سنیوں کا سردار طبقہ ہر طبقہ سے بے نیاز ہو کر وہی کر رہا ہے جو ان کا منصب ہے، ان کے آقا کی سلطنت مصطفویہ نے ان کو جس کرسی پر بٹھادیا جو نہ تعالیٰ پوری ذمہ داری کے ساتھ وہ ڈیوٹی میں لگے ہوئے ہیں ان پر فرقہ وارانہ ذہنیت کی بھینٹ کسی گئی، ان کو پرانی لکیر فقیر کہہ کر مہنسا گیا اور وہ کونسی اذیت ہے جو ان کو نہ پہنچی مگر مر جبا اور بار مر جبا ہمیں مر جبا۔ ان کے عزم و ثبات کو ہمت و استقلال کو کہہ یہ مبارک طبقہ اپنے کام میں لگا رہا اور اپنے پاک مقصد سے کہیں نہ ہٹا اور اپنے مقدس فتویٰ کا ایک حرف کہیں نہ کہا اور اپنے علم و عمل کی نیچائیت میں فرق نہ آنے دیا۔ یہ اسی گروہ پاک کے عزم پاک کا پاک نتیجہ ہے کہ ان کے پیغام کی آواز

مشائخ و علماء کے خلاف

پیشوایان دین کے کارنامے

مشائخ و علماء کو امر کی ہمت

بارگشت کی یونیورسٹی سے کالج سے اسکول سے، کوچہ و بازار سے درو دیوار سے آرہی ہے
 اور ہندوستان کا کون سا سنی ہے جو نعرہ پاکستان سے بے خبر ہے دنیا نے بڑی تلاش کے بعد
 اس شخص کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو کج سمجھنے کے اس پیغام
 کے لیے قدرت نے عہد حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا وہ ہاری آل انڈیا
 سنی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور بانی ہمارے صدر الافاضل استاذ العلماء کی مقبول و برگزیدہ ذات
 گرامی ہے اور ان سے سب سے پہلے جو اس دولت کو لے کر باٹھنے لگا اس میں ڈاکٹر اقبال
 کی شہرت آگے نکلی، بات دور نکل گئی میرا کہنا یہ تھا کہ ہمارے رہنما ہم سے بے پردہ نہیں ہیں
 پھر کیا بے رحم ہیں؟ تو یہ تو یہ کہنا تو سفید جھوٹ بولنا ہے ان کی باتیں ہمارے لیے آہیں
 کشیں، ان کے دن ہمارے غم میں بسر ہوئے ان کے پاس کوئی ایسی دعا نہیں جس میں
 ہماری یاد نہ ہو ان کی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ ہماری تڑپ اس میں نہ ہو پھر یہ
 اندھیر نگری کیوں ہے۔ یہ ظالموں کی غارتگری اور سنیوں کی بیکسی کیسی ہے میرے خیال
 میں اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر ہمارا کوئی
 نظام نہیں ہے ہم میں کوئی رابطہ نہیں، ہمارا ہر ایک رہتا ایک دوسرے کی حدود سے
 الگ، ہمارا سردار طبقہ ایک دوسرے سے بے خبر ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں، کہاں
 ہیں، کتنے ہیں۔ سندھ اہل ہند کی محکاہ میں کوئی آسمانی آبادی ہے، ہند اہل سندھ کے
 خیال میں کرہ زمین کے آخری سرے کا نام ہے، کتنے ہمارے پنجاب میں ہیں کہ لکھنؤ
 دیکھا نہیں، بنارس سنا نہیں کتنے یوپی ولے ہیں کہ لاہور دیکھا نہیں، ہنگامی کوئٹہ
 آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے ملک کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے جب ہم کو یہ پتہ چلا کہ ہم
 تو دس کروڑ عیان اسلام میں سے نو کروڑ ہیں۔ بنگال کے ایک ضلع چائیکام در اس کے

پاکستان کی پہلی کڑی

سنی کانفرنس کا ایک

کلیسیہ میں کی مشاعرہ

حواشی میں سولہ علماء اہل سنت و جماعت میں مبلغین مصنفین و ارباب فتاویٰ ہیں۔ ہمارے سارے
 ملک میں صرف علماء کا شمار میں ہزار سے زائد ہمارے دفتر میں آچکا ہے۔ تو ہم اس قدر تحیر
 ہوئے جس قدر ہمارے سنی بھائی ہم سے اس حقیقت کو سن کر حیران ہیں اگر مصطفیٰ علیہ التحیۃ
 و الثناء کے اس قدر لشکر منظم ہو جائیں اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت مجتمع ہو جائے تو پھر
 کھلے بند غیر مسلم ہوں یا مسلم نا غیر مسلم ہوں کیا مجال کہ کوئی ہم سے ٹکرا سکے اور کیا طاقت کہ
 ہمارے سامنے آسکے کشتی لڑنا درکنار ہاتھ ملانے کی جرات نہیں کر سکتا ساری سازش
 ہمارے غلبہ ہو جائے، ساری چیخ پکار کھٹی کی بھنبھناہٹ سے زیادہ وقیع نہ رہے۔ ہم کو جب
 یہ محسوس ہوا تو ملک و ملت کی حالت لمحہ میں ہمارے لیے کوئی چارہ کار اس کے سوا نظر
 نہ آیا کہ ہم آپ سرداروں کو ایک جگہ بٹھادیں اور خود وفاداری کا عہد کریں۔ آپ ججوں کی ایک
 عدالت بنائیں اور اپنی تقدیر کا فیصلہ چاہیں۔ آپ معالجین کو ایک مقام پر بٹھا کر اپنی بیماریوں
 کا علاج کرائیں۔ اب آپ کے کریمانہ اخلاق ہیں اور ہماری قابل رحم حالت ہے جس نے
 جرات دلائی اور اللہ تعالیٰ کا ہزاروں شکر ہے کہ ہم نے مرنے سے پہلے آپ حضرت کے ایک مقام
 پر جمع کر دیا نہ ہم میزبان ہیں اور نہ آپ مہمان بلکہ ہم جاں بلب ہیں اور آپ مسیحا دم ہیں۔ آپ
 ہماری کردہ سے نہ گھبرائیں آپ ہماری بچپنی سے چین بچیں نہ ہوں ہم آپ کی خاطر کب
 کر سکتے ہیں؟ ہمارے پاس کھلانے کو روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ہے۔ ہم آپ کو کہاں
 ٹھہرائیں، ہمارے پاس تو پھوس کا چھپر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کو ٹھہرانے
 کے لیے ہمارے خانہ دل کی دیرانیاں ہیں اور آپ کی خاطر کے لیے جان حاضر ہے جگر
 حاضر ہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ سر حاضر ہے۔

علاء کی تعداد

مشائخ عظام و علماء اعلام

مشائخ عظام و علماء اعلام، ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو ہماری

پُرانی تاریخ یہی تھی کہ بادشاہ مبلغ رعایا مبلغ علماء مبلغ عوام مبلغ پیر مبلغ مرید مبلغ سوداگر مبلغ
مزدور مبلغ۔ کوئی ہے جو رسول پاک کے دست پاک پر اسلام قبول کر کے مبلغ نہ بنا ہو۔ کوئی
مثال ہے کہ صحابہ کرام سے دولت ایمان پانے والا مبلغ نہ ہوا۔ تبلیغ تو اسلام کا اصلی سوا
ہے۔ تبلیغ تو اسلام کا دوسرا نام ہے۔ یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا نصرانیت
کا مندرجہ بالا کان کے سوا میدان میں کتنے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اولاد و تحلیلات
میں تبلیغ کی روح کیسے آتی سب کے مبلغ دین کے نام کو اپنی پرائیوٹ جائیداد کی طرح چھپائے
رکھتے تھے کہ تبلیغ کا شمسوار اسلام میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا۔ صدائے
کی روشنی کو پھیلا دیا ہدایت کی دلوں میں ترپ پیدا کر دی، رشد و ارشاد کا دروازہ کھول دیا
جن و انس کو اپنے دائرہ میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مامور فرمایا کہ بلغ ما آتزل
الیک رسول پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا بلغوا عنی ولو بکلمۃ

میراجہ اعلیٰ جیلان میں پیدا ہوا اور گھر کو چھوڑ کر بغداد چلا گیا، میرے ہندوستان کا بادشاہ
چشت میں پیدا ہوا اور اجیر چلا آیا، میرا سلطان سمنان چھوڑ کر کچھ چھڑ آیا۔ میں غوث کی بارگاہ
میں سر نیاز چھکا کر میں خواجہ کی خواجگی کے حضور وفاداری کا حلف اٹھا کر میں اپنے سلطان کی
سرکار میں عقیدت کا تدارانہ لے کر کتا ہوں کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف تبلیغ دین کے لیے
تھا۔ تبلیغ ہماری اور صرف ہماری دولت تھی۔ مگر آہ کہ یہ امر اسم بے نظمی کی نذر ہوا، عیسائی
مشرقی ایک نظام کے ماتحت ہے، وہاں پرست مشرکین کا منظم سنگٹھن اور شدہ می کی ناپاک
تحریک ہے اور لائی گنگا ایسی بہہ رہی ہے کہ تبلیغ جس کا حصہ ہے اُس کا نہ کوئی مرکز ہے نہ
انتظام ہے۔ کاش ایک آل انڈیا دفتر ہو، ہر صوبہ میں اُس کی شاخیں ہوں ہر ضلع میں
اُس کا آفس ہو، تحصیل میں اس کا نظام ہو ہر قریہ میں ایک ہی طریقہ کار ہو تو آپ دیکھ

لیکن کہ ملک کی مردم شناری میں غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا اضافہ کس تیزی سے
ہو رہا ہے۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش
میں ہیں جو انسانیت کو انسانی شرف بخشنے۔ زمین کو گوارہ امن و امان بنا دے جہاں
روح برسرِ عمل ہو۔ اور نفس کا وجود و عدم برابر ہو اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہی چیز جو
جس کا نام پاک اسلام ہے۔ اسی تبلیغ کی ایک اہم اور ٹھوس شاخ تعلیم مذہبی ہے تعلیم
ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کی جاتی ہے تعلیم ہی سے صحیح تدبیر اور درست تفکر کی اہلیت
اُبھاری جاتی ہے۔ اور تعلیم ہی سے قوم کو اُس کے اصلی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اس
تعلیمی آوارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن و حدیث کا پیارا پیارا نام لے کر آپ کو ایسے لوگ
نظر آتے ہیں جو خود مسلخ ہو گئے اور اسلام کو مسلخ کرنے کا قصد کر لیا، گزشتہ ایک صدی کے
اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سائیس جنم لیا وہ سب تعلیمی خامی کی مانتی یا دگا دیں عقل کی
سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقہ سے
آگاہ ہیں، جو پیغمبر اسلام کی توجہ کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے۔ اس جنون
کی کوئی حد ہے، کہ شارع کی عظمت کو اُس کی شرع سے گھٹانے کی کوشش کی جائے
سائے ملک کو تجربہ ہو چکا کہ آوارہ تعلیم کا ہوں کے طلبہ نے قبلہ کی طرف سے کس طرح منہ
پھیر کر اپنی توجہات تغیر کو راشٹر باپ کی طرف پھیر لیا، مدسین نے مکہ چھوڑا، اور یمن کا
ناکر سننے والے سُن لیں کہ صلا المدسین نے یہ چھوڑا اور بالکل چھوڑا اور دشمنان زمین پر فتنہ جوڑا۔ اب
قرآن شریف اس لیے پڑھا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف
میں ان کو یہی نظر آتا ہے کہ غیروں کے ہاتھ کتنا ہی اسلام ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جمالت ہزار درجہ بہتر ہے کسی ناپاک تعلیم ہے جو پاکستان کے تصور سے لڑاٹھے اور پاکستان میں جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے، اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو کی مینیوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت اب اس قومی دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے کہ ایسی درس گاہ کو مدد دے کہ اس کو زندہ رکھا جائے ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل انصاف مدارس بکثرت موجود ہیں، اور ما شاء اللہ خوب کام کر رہے ہیں، صد اعلیٰ، سلامانہ ان سے فیضیاب ہو کر ہدایت و ارشاد خلق کی خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ درس، افتاء، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کے مساعی میں مصروف ہیں یہ جہتیں نہ ہوتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے تو اس زمانہ میں سیدینی اور بھی ترقی کرتی اور مذہب کے جاننے والے میر نہ آتے تو اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہو جاتی۔ مگر باوجود اس کثرت کے قابل افسوس اور لائق رنج یہ ہے کہ ان علمی دینی درس گاہوں میں کوئی نظم و انتظام نہیں۔ ایک کو دوسرے کی خیر نہیں۔ معیار تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں، انصاف میں یکسانیت نہیں، طریق تعلیم میں توافقی نہیں کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر مہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو، ہر جگہ ایک نصاب ہو، ایک ہی پرچہ سوالات کا جواب ہر مدرسہ کا طالب علم دے ضلع کا مدرسہ تحصیلوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلایا جائے کہ آنے والی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہ جائے اور چونکہ ہر مسلمان کو مسلمان ہوتے ہی صبح سے شام اور شام سے صبح کرنا ہر ہر منٹ ایک اصولی انسان کی طرح ہوتا ہے برکت تعلیم سے ہر آن اسلامی آن بن جائے تو پھر اس آن کی وہ آن و شان ہے

جس کو ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی دانوں کو لیا جائے، ان کو سہولت بہم پہنچی جائے، ان کے مساجد کا انصاف ہو اور کوئی امام بے سند نہ رہ جائے۔ ہاتھوں کے لیے شیشہ کا کھولے جائیں آسمان بلبلان میں بن کی تعلیم کے لیے کتب تصنیف میں اور تصنیف مجتہدہ اسلام کی نگرانی ہندی کتب سنی پچھو جس چھوڑیت اسلامیہ کی تصدیق ہو۔ علوم جدیدہ کو عربی و اردو زبان میں لایا جائے اور علماء ان سے واقف کیے جائیں۔ سیاسی و اقتصادی تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو، سنی مابقی سنی مدرسہ، سنی اسکول، سنی کالج، سنی یونیورسٹی دین و دنیا کی حامل بن جائے، اور اس کے ایسے دل و دماغ پیدا کیے جائیں جو صدق و صفا، عدل و وفا، شرم و حیا، جود و سخا، دشمنوں سے خدائے انہوں پر فدا ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں جن کا جینا و مرنا اللہ کے لیے ہو تو پھر آپ لعین رکھیں کہ ضلع بنگال اور بحیرہ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عمل میں، اخلاق میں پاک ہو جاتی ہے وہ جہاں قدم رکھ دیتی ہے اس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پر روشن ہے کہ سنیوں کی ساری کمزوریاں اسی صحیح تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے علم درست طور پر آجائے تو خود معلوم ہو جائیگا کہ دوسرے ادیان و مذاہب کی طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد کچھ خیالات کچھ اوہام پر اعتقاد کر کے اس کا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو خود حقائق کے اعتراف کے ساتھ اپنے پیرو کو میدان عمل میں کھڑا کر دیتا ہے۔ عقیدہ توحید سے لے کر محاد کی تمام تفصیلات کو اس لیے منواتا ہے کہ جو کچھ مانا ہے اس کو کر کے دکھا دیتا ہے انسان کو علمی انسان بناتا ہے۔ دینداری کی سند حسن کردار پر دیتا ہے۔ صاحب تخت و تاج ہو یا مسکین و محتاج سب کے لیے اسلام نے مکمل پروگرام بنا دیا ہے یہ اسلام کا وسیع روحانی نظام ہے جس نے خدا کی پرورش کو روع و سجود میں حمد و نہیں کیا

اور نہ مسجد ہی کو اس کے لیے خاص کیا بلکہ سلام سونے کو جاگنے کو، چلنے پھرنے کو، جگہ کو بیٹھنے کو کھانے پینے کو، اہل و عیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورشوں کو، صنعت و حرفت کو، کاروبار تجارت کو، مزدوری و محنت کو، خلق کی خدمت کو، بزم کو، بزم کو سب کو عبادت بنا دیتا ہے۔ یہ اسلام نے بتایا ہے کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے اور کارزاروں میں بھی ہوتی ہے۔ ہر کارکن صوم و صلوة و حج و زکوٰۃ سے بھی ہوتی ہے اور مسلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے بھی ہوتی ہے۔ ڈنڈوں اور ڈسپلین سے بھی ہوتی ہے، اور شتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اسلام کی بدست خدا کو پہنچتا ہے، پھر اسلام لے کر قہاں کے خون کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے۔ اور مفروضہ تعادلت مدارج کو میٹ کر لائن آکس مکہ عند اللہ انفسکہ فرما کر برتری کا مدار عمل صالح پر رکھ دیا ہے۔ اسلام کے پروردگار کا دنیا کو مجرب ہو چکا ہے ساری دنیائے دیکھا کہ امیوں کو استاذ زمانہ بنانے والا غیر متدن کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا بکری چرانے والوں اور اونٹ کے گلہ بانوں کو تخت و تاج کا مالک بنا دینے والا، بے امنوں کے گہوارہ کو دارالامن کر دینے والا، اسلام اور صرف اسلام ہی۔ مگر آہ کہ جہالت و بے خبری کے خطرناک نتائج ہلکے سامنے ہیں۔ بے عملی ملت پر چھا گئی ہے مسجدیں ویران ہیں۔ ان کے نام بیشتر بے سند ہیں۔ اسلامی کلچر پر تنصیر یا تہند کی لعنت لائی جاتی ہے۔ خاتماہوں کا صحیح استعمال چلا جا رہا ہے، ہر ایک نیا نیا لکھنے عمل اپنے جی سے بناتا ہے، قانون سے زکونسلوں کی بلا جب سے ملک میں آئی ہے تو ان ناداروں کو دیکھ کر جن کے پاس کوئی حقیقی قانون نہیں ہے، اور وہ اپنی سوسائٹی کے لیے قانون سازی پر مجبور ہیں۔ اب مسلم نشست پر پہنچنے والے بھی قانون سازی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر قوم کا قانون ساز جب قانون بناتا ہے، تو وہ گویا اعلان کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بلے میں کوئی قانون

مسلمان کا لکھنا صرف اسلام ہی
کونسل جاننا لازم کا کام

نہیں یہی مسلمان کہلانے والا مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہوا قانون سازی کر کے اسلام کو غیر مکمل قرار دینے کا حق رکھتا ہے ہرگز نہیں۔ پھر یہ منگولیت ضلع بل کیا بلا ہے۔ یہ شارکا ایکٹ میں تو مسلم کا شمول کون سی لعنت ہے اور جہالت کا ہلکا اثر یہ کہ کبے خبر ہیں اور اپنے کو اخبار سمجھتے ہیں۔ علم دین میں ایک ان پڑھ سے بھی بدتر ہیں۔ اور پھر علمائے دین کے منہ آتے ہیں۔ بھٹا نوی فقہ کے پست تصورات کا عادی اسلامی فقہ کی بلند یوں تک کیسے پہنچے کمزور انسان کے بنائے ہوئے کمرہ قافوں سے جو روزانہ بنا کر آتے ہیں پیشہ ورانہ اچھا و ادب کو انٹ اور الٹی قانون تک باریاب نہیں کرتا۔ اس کام کو مرکزی دارالتصنیف اپنے ہاتھ میں لے لیجئے و طلاق قدرت اور سارے معاملات میں اسلامی نظام کو قانون بنا دیا جائے غیر مشروع قوانین کو ختم کر دیا جائے مسلمانوں کے قصایا کے لیے اسلامی دارالافتاء، کو حکومت مٹوایا جائے کہ قانون سازی کے چکر کو کٹا قانون اسلام کی ہی مسلم نشست والوں کا کام رہ جائے۔ خاتماہوں کو نشر علم کا ادارہ بنا دیا جائے۔ میلادین کی محفلوں کو بزم تبلیغ کر دیا جائے۔ اعواس بزرگان دین میں سنی کاتفرس کی روح ڈالی جائے۔ مسلمان کی صورت کو مسلمان کیا جائے، اور مسلمان کی سیرت کو مسلمان کیا جائے مسلمان کی روح کو بھی بلند کیا جائے۔ اور مسلمان کی جسمانی صحت کو معیاری طور پر قائم کیا جائے اور بتا دیا جائے کہ ہر مسلمان اپنی قوم کا سرمایہ ہے جس کی ذمہ داری خود اس مسلمان پر بھی ہے۔ ہر کالج کے بچوں کو دیکھو تو چہرہ پر خون کا چھینٹا تک نہیں بھرے بھرے بازوؤں اور دہچنے اونچے سینوں اور لمبی لمبی داڑھیوں والی قوم بیمار ہو جائے۔ کر لہنے لگے، زمانہ روپ بھرنے لگے تو کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔

حضرات! وقت آگیا ہے کہ خلافت راشدہ کے عہد کو پلٹایا جائے، اور ملے نظام شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے، یہ کام بہت زیادہ سرمایہ نہیں مانگتا اپنا پس

مرواٹ اور سارے معاملات میں اسلامی نظام قانون

اپنا پیٹ خاوم اور اپنا ہر کام ایسا کر کہ غریب سنیوں کی برائے نام کمائی بھی اُس کے لیے کافی ہے سنیوں کے پاس اوقات اس قدر ہیں جن کو درست کر کے برطانوی اصول پر نہیں بلکہ اسلامی اصول پر خرچ کیا جائے۔ تو ایک سلطنت کا نظام چل سکتا ہے ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دینی تعلیم کے نام پر وہ قف ہے اور الحادی علم پر خرچ ہو رہا ہے۔ مسجد پر وقفہ کر اور سنی وقف بورڈ کے دفتری نظام پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اوقات کے آخر خرچ پر کٹرول کر لیا جائے، تو بجٹ میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔

حصرات! ہم کو داس اور خاٹا ہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی خدیہ حاجت ہے ہمارے پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کی عبادت گاہ فرمایا ہے۔ اور جسمانی صحت و تندرستی کے لیے تو بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ چیز کبھی صرف مسلمانوں کی تھی خواہی تیراکی شہسپاری اور لکڑی ہمارا وہ مشغلہ تھا جس میں ہمارا کوئی شافی نہ تھا، ہماری تندرستی ضرب المثل بن گئی تھی۔ ہمارے جوان کو ضخیم مزاد صفت شکن کسا جاتا تھا۔ مگر آج تندرستی کھو دینے سے بزدلی تن آسانی، کاہلی، چروں کی بے رونقی، اور پھر لازمی طور پر بیکاری و ناداری آگئی ہے۔ تعلیم کو بھی جامہ پہنانے کے لیے اکھاڑ ایک مستقل ادارہ ہے جس کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلا کر ان کو ایک نظام میں بنایاں مخصوص کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنا دیا ہے۔ ورنہ کمزور افراد کی نسل ابھی کمزور ہوگی۔ اور کمزوری وہ بلا ہے جس کے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔ بیکاری قرضدار بناتی ہے۔ معاش کے دروازہ کو بند کر دیتی ہے اور آخر میں روٹی کے لیے ضمیر فروشی قتل و غارتگری، پیسوں کے لیے قتل و غارتگری، سرکاری عہدوں کے لیے رش و بھیس، اور دیکھ رہے ہیں کہ کتنے بے گناہ جوانوں کی جانیں برباد ہو رہی ہیں۔

پاکستان کا پیٹ خاوم اور اپنا ہر کام

قائد

پاکستان کا پیٹ خاوم اور اپنا ہر کام

اے صد ہزار احترام و عظمت کے پیکر بزرگوں کا کام بہت ہے، ہماری بیماریاں حد سے زیادہ ہیں ہمارے کمزوریاں لاتعداد ہیں، اور آپ کو ہمارے لیے بہت دکھ اٹھانا ہے۔ آپ تبلیغی نظام سے ہم اشہ فرمائیں مبلغین پیدا کریں۔ اور میدان تبلیغ میں بھیج دیں اور ایک سال کے اندر سارے ملک کے سنیوں کی مردم شماری کر لیں۔ اس رجسٹر کا خاکہ ایسا جو کہ ہر سنی کا نام بقید ولایت ہو مکمل تہ موعر پیشہ، مالی حالت تعلیمی حالت، قرضدار ہے یا نہیں۔ مقدار قرض، ادائیگی کے امکانات وہاں کی غیر سستی آبادی مسجدوں کے امام، غیر مسلم آبادی، زمیندار، طریق زمینداری، تمام تفصیل ضلع حکومت کی مقامی پالیسی، کوئی مدرسہ یا نہیں۔ اس طرح اندراج ہو کہ ہر فرد میں دیکھ کر وہاں کا سنی مکمل طور پر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ اسی معیار میں تمام مدارس اہل سنت کی تعداد و نصاب تعلیم، ذرائع آمدنی کیفیت مصارف بھی درج رجسٹر ہو جائیں، تو بھونہ تعالیٰ، و بھون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قوم خود بخود ابھرنے لگیں۔ اور نظام و اجتماع کی روح تیزی سے ملت میں دوڑیگی اور دور دوری قومیں جو پچاس برس میں ذکر کر سکیں وہ مہینوں میں آپ کر سکیں۔ یہ تو بیکار کو تندرست کرنا ہے آپ حضرات نے تو مردوں کو جلایا ہے۔ اپنے اولیاء کی کرامات حق ہونے پر جا را ایمان ہے، اپنے علماء کے منصب نیابت رسول پر جا را اطمینان ہے۔ جو تاخیر تھی وہ آپ کے کچا ہونے کی تھی وہ ابھی بھونہ تعالیٰ امیر آئی اب ہماری شفا یابی یقینی ہے، ہماری کامیابی نظر آرہی ہے۔ اب ہم زندگی کی آس نکالنے میں حق بجانب ہیں اب آپ کو پاک نگاہی پاک تدبیر پاک تعلیمات ہم کو پاک عطا کر دیں گی۔

میرے دینی رہنماؤں میں نے عرض کیا تھا کہ پاکستان کا مستقبل کیا ہے؟ اور پاکستان کی جگہ پاکستان کا نقشہ کیا ہے؟ ملک میں اس مسئلہ کا اجماع نہ ہو گیا ہے۔ پاکستان زندہ باد، قائد کی زبان میں پاکستان ہمارا حق ہے، مگر ملک کی جگہ میں پاکستان

لے کے رہینگے مسجدوں میں، خانقاہوں میں، بازاروں میں، دیرافوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے۔
اس لفظ میں پنجاب کا یونیٹ لیڈر بھی استعمال کرنا ہے، اور ملک بھر میں ہر لنگی بھی بولتا ہے۔ اور
ہم سنیوں کا بھی یہی معاوہ ہو گیا۔ اور جو لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو اس کے معنی شکوک
ہو جاتے ہیں۔ جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔ یونیٹ کا پاکستان وہ ہو گا
جس کی مشنری سردار جگندر سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری
قویں جیتی ہیں کہ اب تک اس نے پاکستانی کے معنی نہ بتائے اور جو بتائے وہ لٹے پٹے ایک سرس
سے لڑتے تھے۔ اگر یہ صحیح ہو تو لیگ کا الٹی گمانڈ اس کا ذمہ دار ہے۔ لیکن جن سنیوں نے لیگ کے
اس پیغام کو قبول کیا اور جو یقین پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں۔ وہ صرف اس قدر کہ
کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی قرآن کی آواز حکومت ہو جس میں غیر مسلم ذمیوں کے جان
وال عزت و تہرہ کو حسب علم شرع اس میں بچائے۔ ان کو ان کے معاملات کو ان کے دین پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ
جائیں ان کا دھرم جانے۔ ان کو اکتوا اللہ محمد محمد سنا دیا جائے اور بجائے جنگ جہل کے
صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے پاس ہونے پر مطمئن ہو جائے۔ اگر سنیوں کے
اس بھی ہوئی تفریق کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی معنی قبول نہیں کریگا۔
ان سنیوں نے نہ دستور اساسی پڑھا نہ تجاویز ملیں ہیں۔ نہ اجازات کے ہفتوائی ایڈیٹریل دیکھے
ہیں، نہ غیر ذمہ داروں کے لکھنے۔ وہ صرف اتنا سمجھ کر کہ قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد
ہو، اس کے ساتھ ہو گئے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کے دستور
امامی کا کیا سوال ہو۔ اب تو تمام سنیوں نے جو یقین کر لیا ہے وہی دستور اساسی بھی ہے، وہی تہذیب
مستعد بھی ہیں لیگ ان کے لیے کوئی نیا دین نہیں ہے جس کو سوچ سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے
بلکہ لیگ کے جذبات کی گھنڑ جہاں جس کو وہ ہر عرض سے زیادہ خود سمجھتے ہیں۔ خیر تو لیگ زبان

پاکستان

پاکستان

میں پاکستان کی بحث تھی لیکن آل انڈیائی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس
میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہے جس کو مختص طور پر
ہوں کیسے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو چاری آرزو جو کراچی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے۔ لیکن
اگر عالم اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ حصہ چھوڑا اٹھوڑا کر کے پاکستان بن جائے تو اس کو بنایا جائے
کسی حصہ زمین کو پاکستان بنانا اس کے سوا دوسرے حصہ کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے بلکہ
عالم اسباب میں حکمت تدبیر ہر ہندوستان تک صحابہ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان
کے کفریات و شرکیات سے راضی تھے بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ الامور مہرونہ باوقاف تھا اصل حقیقت
کا یہ ترجمہ کسی جانور نے بھی نہیں کیا کہ اس میں کفر کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہے۔ بلکہ
عالم اسلامی کو صاف نظر آنے لگا کہ جلد پاکستان ہونے والا ہے۔ معاہدے اور صلح نامے واعدہ
اللہ ما استطعت کی تعمیل میں ہوتے ہیں اور بعد استطاعت خود ختم ہو جاتے ہیں آل انڈیائی
کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ دلوں
حشر کے سامنے کیا منہ لے کر جھینگے پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائیگا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو
مسی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

ہاں یہ عرض کرنا رہ گیا کہ ماں میں وفاداری مشن کے سامنے مٹا جاتا ہو کہ ڈاکٹر خان بھی پاکستان
کا فخر لگا کر گئے ہیں لیکن یہ پاکستان ایسا ہے جس کو سن کر پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی ناراض
نہیں۔ کیا عجب ہے کہ ۴۴ گز کے چالے پہننے والوں کے لیے ننگوئیہ پاکستان بنانا منظور ہو۔ دلا
حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرات مسطور بالا میں سلم لیگ کا نام آ گیا ہے۔ اور اس طرح آیا ہے کہ وہ مسی کانفرنس کے بالکل
جھاگہ ذابک نظام پر یہی حقیقت بھی کہ سلم لیگ کا پروگرام عارضی ہے جو صرف پاکستان پر ختم ہو جاتا ہے

پاکستان

پاکستان

پاکستان

اور آل انڈیائی کونفرس کا پروگرام دوامی ہو، پاکستان کی تعمیر کا اور مسلم لیگ کو سنی مسجدوں سنی اماموں، سنی خانقاہوں، مدرسوں، عرسوں، میلادوں، مذہبی تصنیف گاہوں سے کوئی سروکار نہیں اور نہ وہ صرف سنیوں کے نام پر کام کرتی ہو۔ پاکستان کا حق ملازم مسلم لیگ کو نہیں بلکہ جٹانوی مسلمانوں کو ملے گا اور ان میں غلبہ محمدی مسلمانوں یعنی سنیوں کا ہو تو پاکستان کا حق سنیوں کو ملے گا۔ سنی کیسا پاکستان بنائینگے، اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں۔ عہد صدیقی کو دیکھ لیا جا دو یہ فاروقی کی سیر کر لی جائے عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لایا جائے، خلافت علویہ کا دیدار کر لیا جائے اسی قسم کا پاکستان بنائینگے، اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا اپنے دین کی حفاظت کرنے کا اپنے مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا، اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا، اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہو اور ضرور ہو تو پھر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لیے آل انڈیائی کونفرس پر یہ ہم نے مانا کہ اگرگز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تھک گیا ہے۔ اور اس نافع کے سوا خطروں سے الگ ہونا چاہتا ہو اور وہ کونسل حکومت ہندوستان کو بے ڈالنا ہی چاہتا ہو اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی اکثریت کے منہ میں پانی بھرا ہو اور وہ بلا شرکت غیرے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اور مانا کہ اس کا جواب یہی رہ گیا ہو کہ قانون جس کو مسلمان کہہ دے اس کو کجا کر کے اکثریت کے نام لاج والے خواب کو شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا جائے۔ اور مانا کہ مسلم لیگ سی پوزیشن میں ہو اور یہ بھی بالضرور مانا کہ مسلم لیگ کے سوا احمد چاہر کی چال بازیوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں لیکن پھر بھی سنی مسلمانوں کو اپنی نئی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہو جس قدر پہلے تھی ہم سے مسلم لیگ کو کسی کی آمید رکھنی چاہیے کہ اس کا جو قدم سنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہو گا۔ اور اس کے جس پیغام میں اسلام و مسلمان کا نفع ہو گا آل انڈیائی کونفرس کی تائید ہی کو بیدار بیج حاصل ہوگی

سنی کونفرس کی اہمیت کا اہل

اور دینی امور میں ہاتھ لگنے سے پہلے آل انڈیائی کونفرس کی رہنمائی اس کو قبول کرنی پڑے گی ہلوار ضرور کرنی پڑے گی۔

اگر ہماری حق گوئی کسی کے نزدیک جرم ہو کر کسی لیگی کے نزدیک یہ ہماری طرف سے لیگ کی دشمنی تو نہیں دیکھیں میں ایک لفظ نہیں کہنا ہوا اور اگر لیگ کے دشمنوں کے نزدیک یہ ہمارا لیگی ہو جانا ہو تو ہم اس خوش فہمی کو بھی قابل مصلحہ سمجھتے ہیں۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس طبقہ نے عالمگیر وجہ گیری کی تلواروں پر حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا یعنی علما، حق، وہ نہ کسی مغرور کے دباے دیتے ہیں نہ کسی شکی دہی سے اٹھتے ہیں نہ کسی بد زبان بے لگام کو پر کاہہ برا سمجھتے ہیں وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں حق گوئیں حق پرست ہیں اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے ہمارے شغاب بخشنے والے حکماء اسلام! ہم نے اپنی بیاریاں بیان کر دیں اور بیاریوں نے اس قدر بڑھال کر دیا ہے کہ ہم تھک گئے اور ہماری بیاریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں آپ کی صداقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہر جھوٹا ہار علیحہ کیجیے اپنے رسول پاک کا صدقہ ہمارا دے دیا کیجیے غوث کے نام کی بھیک دیجیے خواجہ کے طفیل خبر لیجیے، نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجیے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ سے رسمی طور پر بھی کہیں کہ ہماری خادمانہ فروگزاشتوں کو معاف کیجیے یہ وہ ہے جو کچھ تو خدمت کرے ہم نے تو آپ کو اس شرط پر رحمت دی کہ اپنا رازش اپنے ساتھ لائیے ہم ایک نوا بھی نہیں دے سکتے ایک مرتبہ سنی کونفرس میدان کر بلا میں قائم ہوئی تھی کہ نہ فرات لوح تک شرم سے پانی پانی ہو گج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہو کہ ہمیشہ آب آب ہم شرم کے ہار اپنے سر کو بھگا کائے ہوئے آپ کی دفا داری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اپنی مجلس استقبالی کے غلصہ درویشوں کے لیے درخواست دعا کے ساتھ ساتھ خاموش ہوتے ہیں اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کریمانہ خلق کا اعتراف و اپنی مجبور یوں پر رحم کی بنا اور ادب درخواست ہو

آپ کا وفادار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فیض الرحمن دیگڑی جیلانی ابوالحاجہ سید محمد غفرلہ کچھوچھو (صدر مجلس استقبالی)

۲۷ اپریل ۱۳۸۶

آل انڈیائی کونفرس بنارس

مجلس استقبالی آل انڈیائی کانفرنس بنارس

جمہور اسلام آباد آل انڈیائی کانفرنس کے اجلاس بنارس منعقد ۲۶ تا ۳۱ اپریل ۱۹۴۶ء کے

عہدیداران و اراکین

(۱) حامی ملت ناصر ملت اس الحدیث رئیس الکلمین فرزند رسول نورنگاہ بٹول حضرت مولانا سید شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جلالی کچھوچھوی مظاہر مدظلہ بکلیں استقبال و حال صدر آل انڈیائی کانفرنس

(۲) عالی جناب مرزا اجاں گیسو بخت صاحب رئیس اعظم نائب صدر

(۳) عالی جناب حاجی جلال الدین صاحب رئیس اعظم خازن

(۴) عالیجناب ماسٹر عبدالصاحب کنٹرکٹر ڈیری اسٹیشن بنارس کینٹ ناظم ریل و سائل

(۵) عالیجناب اشیر الدین صاحب تاجر پارچہ بناری ناظم مالیات

(۶) عالیجناب خواجہ عبدالحق صاحب ناظم اسٹیج

(۷) عالیجناب داروغہ شہجیان علی صاحب ناظم قیام گاہ

(۸) عالیجناب مسٹر لاکھ صاحب امیر العسکر

(۹) عالیجناب نذیر الدین صاحب سوداگر پارچہ بناری نائب ناظم مالیات

(۱۰) عالیجناب عبدالقیوم صاحب تاجر پارچہ بناری رکن اعظم

(۱۱) عالیجناب حافظ محمد اسحاق صاحب رکن اعظم

(۱۲) عالیجناب عبدالعزیز صاحب ناظم مطبخ

(۱۳) عالیجناب مولوی سلیم اللہ صاحب رکن

(۱۴) عالیجناب منظور احمد خاں صاحب رکن

(۱۵) عالیجناب عبدالغفور صاحب رکن

(۱۶) عالیجناب مرزا معظم بخت صاحب رکن

یہ ہیں وہ چند پیش چہلوں نے بنارس میں وہ کردکھا یا کہنا راہ بند وستان جرت میں چڑ گیا۔ فوج اہم اللہ تعالیٰ
عناوین سائر اہل السنۃ والجماعۃ حسن المجاہد امین اللہ امین مجاہد نیل سیلہ امین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وجمعین

تجاویز منظور کردہ آل انڈیائی کانفرنس

منعقدہ ۲۶ تا ۳۱ اپریل ۱۹۴۶ء بمقام بنارس

بموجودگی ہزار ہا علماء و مشائخ و سائنس دان صوبیات ہند

مجلس اول ۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۵ بجے تا ۷ بجے شام اندرون بلخ فاطمان و تلاوت قرآن مجید بعد از اس سید ابی علیہ التحیۃ والثناء کے حضور صلوٰۃ و سلام اور بزرگان دین و ملت کو ایصال ثواب -

مجلس دوم ۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر اندرون بلخ فاطمان بعد تلاوت قرآن پاک و ایصال ثواب حسب ذیل تجاویز اتفاق کرار منظور ہوئیں :-

(۱) آل انڈیائی کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ تمام صوبائی سنی کانفرنسیں اپنی ماتحت کانفرنسوں کو آمادہ کریں کہ ہر مقام کی سنی کانفرنس کے اراکین کی ایک

جہازت اور جہاں سنی کانفرنسیں قائم نہ ہوئی ہوں وہاں کے منتخب افراد امام مسجد یا کسی بااثر

شخص کی رہنمائی میں ابتدائی تعلیم کو لازمی و ضروری قرار دینے پر مسلمانوں کو مجبور کریں -

اور ہر بر گھر کے بچوں اور بچیوں کی تعلیم کی نگرانی رکھیں - ابتدائی تعلیم مراد حرف شناسی

کھانا - عبارت خوانی بتانا اور ابتدا ہی سے ایمانیات ضبط کرانا اور اوامر و نواہی کی ترغیب

و ترہیب اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مشہور انبیاء کے مختصر معجزات اور حالات سے

باخبر کرنا یہ ابتدائی تعلیم میں داخل ہے -

(۲) آل انڈیائی کانفرنس کا یہ اجلاس صوبائی کانفرنسوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اپنی اپنی

زبانوں میں مندرجہ بالا اصول کے مدنظر ابتدائی تعلیم کا انتظام کریں، اور اسکی جسطورہ

درس گاہیں ممکن ہو سکیں جاری کریں -

و مسلم کوشش کی جائے کہ مسلمانوں کے ہر بچہ کو معتد بہ اردو، فارسی ضرور پڑھا دی جائے

تاکہ وہ اردو، اور فارسی کتابوں کو دیکھ کر مطلب حل کر سکے، اور جو علوم کی کتابیں اردو فارسی زبان میں ہیں ان سے فائدہ حاصل کرے۔

(۴)۔ عربی تعلیم کے لیے تین حصے مقرر کیے جائیں، ایک ان کو گویا کیلئے جو بہت کم وقت تعلیم کے لیے دے سکتے ہیں، ایک ان کے لیے جو علوم و فنون میں تکمیل چاہتے ہیں، اور ایک متوسطین کے لیے۔

(۵)۔ اس لحاظ سے ہر قسم کے نصاب بنانے کے لیے ایسی جماعتوں کی تشکیل کی جائے جو نصاب تجویز کریں، اور ان کو غور و خوض کیلئے کافی وقت دیا جائے۔ اس نصاب ساز جماعت کی حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ سید ابوالخیر سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھو۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالحمید صاحب قادری بدایونی۔ حضرت ملک العلماء مولانا مولوی شاہ غفر الدین صاحب رضوی بہاری۔

ان حضرات کو اختیار دیا جاتا ہے کہ ہر صورت سے قابل ترین اشخاص کو منتخب کر کے اپنی کمیٹی میں شامل کر لیں۔

(۶)۔ یہ اجلاس مرکزی دفتر آل انڈیا مسیحی کانفرنس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ مسیحی کانفرنس کی شاخوں کے ذریعہ تمام ہندوستان کے مدارس اہل سنت کے اعداد و شمار اور ضروری معلومات بہم پہنچائے تاکہ مدارس دینیہ اہلسنت میں باہم ربط پیدا ہو، اور اعانت کی تدابیر عمل میں لائی جائیں۔

(۷)۔ تاکہ مساجد کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(۸)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مدارس عربیہ اہلسنت میں حتی الوسع شعبہ طب بالخصوص اور بالعموم اردو دیگر حصول معاش کے اضافہ کی سعی کی جائے۔

(۹)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جلد از جلد ایک ایسا ادارہ تصنیف کو لایا جائے جو ہر قسم کی

عربی تعلیم

نصاب اور نصاب ساز کمیٹی

مدارس اہلسنت کے مدارس

تہذیب و تمدن

تہذیب و تمدن

مفید تصانیف مرتب کرے اور بہم پہنچائے۔

مجلس سوم ۲۹ مارچ ۱۹۴۷ء بجے صبح نالیک بجے دوپہر اندرون باغ قافلہ خان
حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں

پاکستان

(۱)۔ آل انڈیا مسیحی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی جبر و حمایت

کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ ملحد و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کیلئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ سید ابوالخیر سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھو۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدیق الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت شیخ اعظم مولانا مولوی عبدالعظیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی عبدالحمید صاحب قادری بدایونی۔ حضرت مولانا

مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجیر شریف۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر شہید شاہ عبدالرحمن صاحب بھر چوہندی شریف (نندہ)۔ حضرت حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانگی شریف۔ خان بہادر حاجی کفایتی مصطفیٰ علی صاحب (مدد اس)۔ حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳)۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت مصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہو گا کہ اضافہ میں تمام سوچاوت کے نمائندے لیے جائیں۔

پاکستان

کمیٹی برائے اصول پاکستان

فلسطین

(۳) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مجاہدین فلسطین کے اس مطالبہ کی پر زور تائید کرتا ہے کہ ارض مقدس فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو بند کر دیا جائے، کیونکہ یہودیوں نے فلسطین کی تمام اراضیات پر اپنا قبضہ کر کے عربوں کی زندگی کو تباہ کر دیا ہے۔

(۵) یہ اجلاس حکومت برطانیہ اور قوت متحدہ امریکہ سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ فلسطین سے یہودیوں کو خارج کر دیا جائے، اور مزید داخلہ کو روک دیا جائے۔

(۶) بے طے پایا کہ تجویز کی نقل فلسطین اور عربی اخبارات کو بھی روانہ کی جائے۔

خانقاہیں

(۷) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات مشائخ کرام کی خانقاہوں کو حضرات صوفیائے عظام کے قدیم طریقہ رشد و ہدایت اور تبلیغ

و اشاعت کا مرکز بنایا جائے۔

(۸) یہ اعزاز مبارک کے مواقع پر ایسا نظام نامہ تیار کیا جائے کہ جو نازنین کے قلوب میں ایک علی ولولہ دین و طریقت پیدا کرے، اور اس نظام کے کامیاب بنانے کیلئے ضروری ہے کہ مرکزی دفتر کی جانب سے تمام خاندانوں کے طریقہ سے مرسلت کی جائے۔ اور عبد اللہ ان کانفرنس اعزاز کے مواقع پر خود شرکت کر کے اس نظام نامہ کی دعوت دیں۔

مرکزی دارالافتاء

(۹) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے آستانہ پر

حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر قیادت ایک مرکزی دارالافتاء کا انتظام کیا جائے، جس میں کم از کم چار جید عالموں کی خدمات حاصل کی جائیں، اور فقیہ اعظم صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب دامت برکاتہم اسکی سرپرستی و نگرانی فرمائیں۔

(۱۰) وہ ملک کے کسی مقام پر جس کسی فتوے میں تردد یا اختلاف پیش آئے، آخری حکم معلوم کرنے کے لیے اس دارالافتاء میں بھیجا جائے۔ دینی و مذہبی رسائل چھپنے سے قبل یہاں سے چھپ کر

تصدیق و تصحیح بھی کرائی جاسکتی ہے، اس طرح مذہبی نظام انتشار و اختلاف سے محفوظ رہے گا۔ (۱۱) اس دارالافتاء کے مصلحت کے لیے اسلامی ریاستوں سے اور اہل ثروت مسلمانوں سے امدادیں طلب کی جائیں۔

(۱۲) اسلامی مدارس اس دارالافتاء کیلئے حسب حیثیت مالانے مقرر کریں۔

(۱۳) خانقاہوں کے اوقات سے اعانتیں مقرر کرائی جائیں۔

محرم۔ حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی محدث، صدر سنی کانفرنس ضلع مراد آباد

(۱۴) یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو

اصلاح اعمال

اسلامی زندگی بنائیں اور تمام منہیات و محرمات شریعت سے پرہیز کریں، شادی بیاہ کی بجائے رسوم منوعہ کو ترک کریں، شراب نوشی، قمار بازی اور

دوسرے خلافات سے محترز رہیں۔

(۱۵) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ ہر سنی کانفرنس کے ماتحت رضا کاران کی جماعتیں منظم کی جائیں جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بالعموم امد و تعین و منازکی خدمت خاص اہتمام کیساتھ انجام دیں۔

(۱۶) دیکھا جاتا ہے کہ بعض دفاتر حکومت اور کچہریوں

تعطیل جمعہ کے نماز

میں مسلمان ملازمین کیلئے جمعہ کی نماز ادا کرنے کا انتظام نہیں کیا جاتا، یہ اجلاس حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان ملازمین کو

نماز جمعہ کی چھٹی دیا جائے۔

(۱۷) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس

طباعت رپورٹ و خطبہ استقبالیہ

تجویز کرتا ہے کہ اس عظیم الشان کانفرنس کی رپورٹ کو مرتب کر کے جلد شائع کیا جائے۔ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں نشر کیا جائے۔ اس طرح

مجلس جمعہ استقبالیہ کے خطبہ کو طبع کر کے شائع کیا جائے۔

(۱۸) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تمام صوبائی طبقات

سنی کانفرنسوں کا انعقاد

اصلاح اعمال

تعطیل جمعہ کے نماز

طباعت رپورٹ

سنی کانفرنسوں کا انعقاد

اہل سنت کو متوجہ کرتا ہے کہ ہر صوبہ اور ضلع میں سنی کانفرنس منعقد کی جائیں۔

دارالمبلغین

(۱۹) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مسلمانوں کی اہم ضرورتوں پر نظر کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ ایک دارالمبلغین قائم کیا جائے،

جس میں ایک واعظین و مبلغین پیدا کیے جائیں جو تبلیغ و اشاعت کا بہترین کام کر سکیں، اس دارالمبلغین میں فارغ التحصیل یا ادنیٰ درجہ کے عربی و فarsi جانتے والوں کو داخل کیا جائے جو تقریر و مکالمہ کا مذاق رکھتے ہوں۔ نیز ایسے اشخاص کو بھی داخل کیا جاسکتا ہے جو مغربی تعلیم سے واقف ہوں، تاکہ نصاب کی تعلیم مکمل کیے مغربی طبقات میں بآسانی تبلیغ کر سکیں۔ اس دارالمبلغین کا نصاب مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا عبد العظیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت علامہ مولانا قیصر الدین صاحب شہید انصاری فرنگی محلی۔ حضرت مولانا عبد الحماد صاحب قادری بدایونی۔

(۲۰) مولانا عبد الحماد صاحب قادری اس کمیٹی کے ناظم ہوں اور دارالمبلغین کا مرکز بدایوں ہوگا۔

(۲۱) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ داخل ہونیوالے طلباء کے لئے مناسب وظائف کا انتظام کیا جائے۔ مجلس چہارم ۳۸ مارچ ۱۳۷۷ء بوقت ۴ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ فاطمہ حسب ذیل تجاویز بالقفاق آراء منظور ہوئیں

غیر مسلموں کے ہاتھوں سے قرآن کریم کی طبع و تجارت (۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے

پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ غیر مسلموں کیلئے قرآن کریم کی طبع و اشاعت ممنوع قرار دیے، کیونکہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں جا کر قرآن کریم کی بے حرمتی ہوتی ہے جسے مسلمان کسی وقت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

سنی کانفرنس ہائے صوبیات ہند (۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات علماء و مشائخ کرام جلد از جلد اپنے حلقہ جات میں صوبہ دار اور ضلعو ارشد سنی کانفرنسوں کی

دارالمبلغین

غیر مسلموں کے ہاتھوں سے قرآن کریم کی طبع و تجارت

سنی کانفرنس ہائے صوبیات ہند

تفصیل و قیام کا کام جلد شروع کر دیں اور جو تجاویز کانفرنس منظور کر رہی ہے ان پر عمل کرانے کے لئے سنی کانفرنس کی شاخیں عمل پیرا ہوں۔

(۳) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ محافل میلاد مبارک

میلاد مبارک کی توسیع و ترویج کی جائے، اور ان کے لئے بہترین انتظامات کیے جائیں تاکہ وہ اصلاح اعمال و اخلاق کے لئے مفید تر ہو جائیں۔

(۴) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ یتیم خانوں، یشقا خانوں اور مساکین خانوں، حیل خانوں کی نگرانی کے ضروری انتظامات کئے جائیں، تاکہ جو حضرات ان اداروں سے ہوتے رہتے ہیں ان سے یتیموں، بیماروں، قیدیوں کی محفوظ رکھا جاسکے، اور حیل خانوں میں قیدیوں کے اندر اصلاح اعمال کی تبلیغ کی جائے۔

(۵) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد مبارک کیلئے جہازوں کی معتد بہ تعداد کا جلد انتظام کرے اور جہازوں کے اندر حاجیوں کی سہولت کے معقول انتظام کرے۔

(۶) یہ اجلاس حکومت سعودیہ کے اس حکمران سے روئے کہ وہ طرز عمل پر کہ وہ حجاز مقدس کے اندر حاضر ہونیوالے

ان زائرین اور حجاج کو جو اعتقاداً نجدیوں کے ہم مشرب نہیں ہیں، اعتقادی امور کی ادائیگی سے روکے، نیز اس رویہ پر کہ حکومت نجدیہ کی طرف سے کھلے بندوں تحریراً

نجدی عقائد نہ رکھنے والوں کو کوٹھہ الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، سختی سے احتجاج کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ حرمین الطہین سے دینائے اسلام کا جو تعلق ہے، اس لحاظ سے حکومت نجدیہ کو یہ حق ہرگز نہیں پہنچ سکتا کہ وہ اپنے مخالف عقائد نہ رکھنے والوں کے ساتھ مذکورہ بالا طرز عمل اختیار کرے۔

(۷) یہ اجلاس بعض مطوفین کے طرز عمل اور اس ناجائز و ناجائز شکیں کے خلاف پُر زور

محافل میلاد مبارک

اصلاح ادارہ جاتی

حج

حکومت سعودیہ کا طرز عمل

سنی کانفرنس ہائے صوبیات ہند

اجتہاد کر لے، جو اوائے فریضہ حج و زیارت پر حکومت نجد کی طرف سے بکبر و وصول کیا جاتا تھا اور نہ دینے کی شکل میں حج سے روکا جاتا ہے، جبکہ مقدار سال گزشتہ تقریباً ایک ہزار روپیہ فی کس تھی۔ (۸)۔ اس تجویز کی نقل حکومت نجد کو بھی بھیج دی جائے۔

محرمک ۱۔ مولانا عبد العظیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

(۹)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مسلمانان ہند کیلئے ضروری ہے کہ جلد از جلد اپنی جسمانی حالت کو درست کریں، اور فنون قدیم، کسرت، بٹوٹ

ورزش، تیر اندازی، غلہ اندازی وغیرہ جیسے مبارک فنون کو فروغ دیں تاکہ انکی صحت جسمانی ترقی کر سکے، (۱۰)۔ یہ اجلاس تمام ماتحت شاخوں سے اپیل کرتا ہے کہ اپنے اپنے حلقہ میں ان مبارک فنون کی ترویج و ترقی کے لئے ہر ممکن سعی شروع کریں، نیز یہ اجلاس تمام مدارس عربیہ کے نظام و سے اپیل کرتا ہے کہ ہر مدرسہ کے اندر طلباء کو فنون شریفہ کے سکھانے کا نظم کیا جائے۔

(۱۱)۔ یہ اجلاس حکومت ہند سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ جو

دارالقضا کا مطالبہ مقدمت قانون شریعت کے مطابق فیصلہ کئے جاتے ہیں جیسے کہ نکاح، طلاق، مہر، نفقہ زوجہ کھال کرنا، مہر، وقف، میراث وغیرہ اسکے لئے اسلامی عدالتیں قائم کی جائیں، تاکہ ہمارے ناموس و عزت اور دین کا پورا تحفظ ہو سکے۔ ان عدالتوں کیلئے مجوز علماء و دین ہی مقرر کئے جائیں، اور وکالت بھی علماء ہی کریں۔

(۱۲)۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تجویز کرتا ہے جو نکاح کے بعد کثیر الوقوع مشکلات کے سد باب کے لئے ایسے کامیاب نئے ترتیب و تجویز کرے جس کی روش سے عورت و خدام ضرورت خلاصی حاصل کر سکے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب۔ حضرت صدر الافاضل آستانہ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مولانا ملک العلماء غفر الدین صاحب بہادر شریعت۔ حضرت شیر نگال مولانا عزیز الحق صاحب۔ حضرت مولانا مفتی

عبد القدیر صاحب بدایونی حیدر آباد۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب بدایونی بکری۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب بکری پوری بدایوں۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد صاحب اجیر شریعت۔ حضرت مولانا مفتی قدیر بخش صاحب بدایونی بکری۔ حضرت مولانا عبد الباقی صاحب ہمایوں ضلع سنگھ (سندھ)۔ حضرت مولانا سراج احمد صاحب وزیر خاں بھلو پور۔ حضرت مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں۔ حضرت مولانا مفتی عبد العزیز خاں صاحب کاشیہ دار۔ حضرت مولانا مفتی منظور اللہ صاحب فنجوری دہلی۔ حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ صاحب اگرہ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اڑیسہ۔ حضرت مولانا دمی احمد صاحب سہرام۔ حضرت مولانا مولوی مفتی عبدالرشید خان صاحب فی ناگیور۔ حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب فی بکرات۔

حضرات کرام دیگر مفتیان مقام سے بھی مشورہ استعواب فرمائیں۔

(۱۳)۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس نکاح خواں حضرات کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ انکی ضروری تعلیم اور معلومات کا فوری انتظام کیا جائے، اور ایک ایسی کتاب تیار کی جائے جس سے قلیل عرصہ کی بہت میں مسائل نکاح سے باخبر ہو کر اس سنت کی انجام دہی کا کام کر سکیں۔ ایسی کتاب کا مطالعہ جدید نکاح خوانوں کے لئے لازم کر دیا جائے، اور جو وقت وہ مسائل نکاح محفوظ کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کریں، سند نکاح خوانی دیکھائے۔

(۱۴)۔ چونکہ سنی کانفرنس ابتدائی دور سے ترقی کر کے کافی وسعت اختیار کر چکی ہے، اسلئے اسکے آئین میں مزید اضافوں پر کافی غور

کرنے کیلئے ایک مجلس ترتیب دیکھائے کم از کم سات ارکان پر مشتمل ہو۔ اس آئین کی نقلیں جملہ ارکان کے پاس بھیج دی جائیں، جب وہ اس پر کافی غور لیں اور اسوقت مجلس منعقد کر کے منظوری لی جائے، جب سالانہ جلسہ ہو اسوقت تک اس آئین منظور کردہ جمعیت عالمہ پر عمل ہوگا۔

(ارکان) حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھو شریعت۔ حضرت صدر الافاضل صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ صاحب۔ حضرت ملک العلماء صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند صاحب۔ حضرت مولانا عبد الحفیظ

حضرت مولانا عبد العليم صاحب مدلیقی میرٹھی۔

انطباعات

(۱۵) آل انڈیائی کونفرنس کا یہ اجلاس حضرت صدر الافاضل اُستاد اعظم دار
مولانا مولوی محمد عظیم الدین صاحب مغلہ ناظم اعلیٰ آل انڈیائی کونفرنس کو
حضرت فخریت و طریقت مولانا سید ابوالخاتمہ محمد صاحب محدث عظیم برید، حضرت مولانا عبدالحامد صاحب
قادر بدایونی ناظم شرواشاعت کی ان مساعی جلیلہ پر جو کئی کونفرنس کیلئے فرمائی ہیں انتہائی اخلاص و عقیدہ
کے ساتھ مبارکباد دیتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ ان حضرات کی مساعی جلیلہ کا نتیجہ ہے کہ کئی کونفرنس آج اس
بلند معیار پر پہنچ رہی ہے، مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کو اور عظیم عطا فرمائے، اور آئندہ بھی کونفرنس کو انکی
دہنمائی و مساعی سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

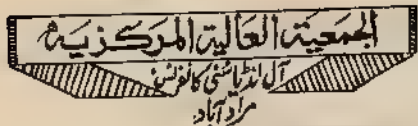
جلسہ پنجم، ۱۳ مارچ، ۱۹۴۷ء پورٹ بلاک، شام اندرون باغ فاطمہ خان !

حسب ذیل تجویز یا اتفاقاً اُمر منظور ہوئی

اُستاد محمد بدایران

(۱) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ آئندہ آل انڈیائی کونفرنس کے لیے صدر
حامی وقت نامہ شرکت راس المحدثین رئیس المتکلمین فرزند رسول خٹک صاحب
حضرت مولانا سید شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھو چھو مغلہ قرار دیئے جائیں۔
اُستاد ناظم اعلیٰ حضرت صدر الافاضل اُستاد اعظم مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد عظیم الدین صاحب مغلہ
مولانا آبادی بدستور رہیں۔ اُستاد ناظم شرواشاعت مولانا عبدالحامد صاحب قادر بدایونی مقرر ہوں
محرمک۔ مولانا عبد العليم صاحب مدلیقی میرٹھی۔

تمت



مکتوبِ محدث بنام پیرانی شریف

۴۷

حضرت بابر گرامی دامت برکاتہم
پاکستان کونفرنس پت در کلا دعوت نامہ دفتر آل انڈیائی کونفرنس بنارس میں
لکھتے ہیں کہ لیا جیلہ حضرت صدر الافاضل نعیم المذہب والہ دامت برکاتہم
آل انڈیائی کونفرنس سلیہ بنارس سے باہر شدید حاجت کی بنا پر تشریف لے گئے ہیں
اور ۲۱ مارچ کو واپس آئے ہیں کہ بنارس میں ہوں گی ظاہر ہے کہ پھر ۲۲ مارچ کو پت در
ہو ماسی طرح کئی نہیں حضرت کے علم میں آچکا ہو گا کہ آل انڈیائی کونفرنس کا اجلاس
بنارس میں ۲۷ مارچ پر چلے گا جسکا دعوت نامہ حاضر کیا جا چکا ہے اور انکی کونفرنس
حضرت امیر ملت صدر آل انڈیائی کونفرنس کی عداوت میں ہو رہی ہے حضرت کی صورت
میں تمام کونفرنس کی غائبی رنگی اللہ تعالیٰ آپ کے ایک مقاصد میں روشنی
اور جلیلہ کامیابی نصیب فرمائے جس میں ہمارا راز الہ منظر خاطر ہے اسلئے پاکستان
کونفرنس سے زیادہ آل انڈیائی کونفرنس اہمیت رکھتا ہے آپ کی تشریف آوری
میں ہر مذہب و مذاہب کے سیکڑوں ہیں بلکہ ہزاروں علماء و درخشاں شخصیات
ضمیمہ آ رہے ہیں جو کہ اور تمام اسلامی جموں کے حامل ہیں تو یہ جزائری اور پورے
میں یکساں طور پر متفقہ کہ جمیعت کو نمایاں کر دے گی لہذا حضرت امیر ملت کے نام پر اور
مسلمانان ہر حصے کا حق و فرائض نام پر اور پاکستان کونفرنس کے ایک مقصد کے نام پر اور سب سے
بڑھکر سب سے نام پر اور اسلام کے نام پر اسلئے کہ آل انڈیائی کونفرنس
ہمارے کے اجلاس میں اپنی شرکت سے یکساں کونفرنس کی حرکات فرمائے جائے اور
تشریف آوری کے وقت سے پندرہ تا مائیک کیا جائے لہذا میں آپ کو مکمل میل ملے گا
جو سید بنارس کے ہے حفظ آریکا و غلام

فیض شریفی دکنہ جیلانی

ابوالخاتمہ سید ابوالخاتمہ آل انڈیائی کونفرنس

تاثرات دل نشیں

جشن شاہی بادربار اہل سنت بنارس

۱۹ ۶ ۲۶
از حضرت محترم المقام ضیاء الملت جناب مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی
ذیل میں ان قطعات و منظومات کو حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب
بدایونی مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین کرام کرتے ہیں جنہوں نے اجلاس
آلی انڈیائی کانفرنس بنارس کے حاضرین میں شاعر و ترجمان اہل سنت کی
سان درخشان سے ایک مولانا و ذوق روحانی پیدا کر دیا تھا حقیقت یہ
ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کا کلام وہ کلام ہوتا ہے جس میں ادنیٰ بلاغتوں اور
علیٰ نکات کے ساتھ ساتھ ملت لطیفہ کی سچی محبت اور دل میں گھر کر نیوالے
جذبات ہوتے ہیں۔ مولانا عزوجل سے دعا ہے کہ وہ شاعر اہل سنت کا
سایہ تادیر اہل سنت پر دراز فرمائے اور ہمیں موقع ملے کہ ہم تادیر آپ کی
علیٰ ذمی قابلیتوں سے بہرہ اندوز ہوتے رہیں۔ آمین۔ (ملیر)

قطعات

مرکز رشد و ہدایت ہر بنارس آج کل
اللہ اللہ اجتماع سینان ارمن ہند

اجاب باصفا کے ضیاء میں آگے
اللہ کے یہ جذبہ اسلام کی کشش

مدن پورہ کی نشر گاہ !
ہیں اچھے لوگوں میں کچھ اس نے برکے ہم
ذائقہ نعمت ہے لیکن ہیں بے شکر سے ہم
خود آج بول رہے ہیں مدن پر سے ہم
ضیاء کو العین ملت جو نشر کرنا ہم

رام نگر اسٹیٹ کالج

انوار حقیقت ہیں نہاں قلب و جگر میں
دل کش ہیں صنم خانہ نکاشی کی فضائیں

گنگا کا عارضی پل اور آندھی
ضعیف ناتوانی رعشہ در براؤں دل
اندھیری رات آندھی تیزخوف دوری منزل
مسافر پلکتہ پلکتہ بھرے ساحل
شب تاریک ہم موج گرداب جنین حائل
دل افکندیم بسم اللہ مجربیا و مرہبا

پرستارانِ باطل کھاتے ہیں شہرِ مستی
نظر کشی میں آئیں کاش جلوے کچھ داکے

جہن میں ہے ہمیں مصروف کھیں گل تہشی میں
مگر شمعِ حرم کی صنوفِ نئی لے لے تعالیٰ اللہ

رحمت کے نمایاں ہیں آثار بنارس میں
خیر و برکت یہ سب عشاقِ نبی کی ہے

منظر دربار

سرسند یہ وہ خاصانِ حق ہیں یمن اُترا
زہرے یہ اجتماعِ اہل حق یہ جشنِ شاہانہ

کے پسند ہو اے مختصر مکان کی سیر
خدا کی شان بنارس کے گرم موسم میں

دربار اہل سنت

عیاں اللہ لہر شان توحید و رسالت ہے
زباں پر نعمتِ نعتِ شہنشاہِ جلال ہے

ہوا لغت دار
تار کا پتہ۔ دبدر بسکندی

حدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے
بظاہر سلطانی کو نین جادو دار ہیں سر کا صلف علیہ التجبہ والنسا

مکرم رئیس زادہ بسکندی بہ ہزاروں
روزی سہر بر جہش با سکر چپ کر
شکت و شوق و ہر طرف و سنی زیادہ
شہر شہر و در و در و در و در و در
اول باب و نالغ است معجزہ کفہ ذکا
سلطنت شاہ محمود و جہان سکندری
۱۳۸۳ ہجری

نواب کاج سر سید ملک لیاں بہادر خدائیاں کی علی گاہ
دبدر بسکندی
تمت دو آنہ

۱۳۸۳ھ میں جاری ہوا

مالک و مدیر فضل حسن صابری
۲۸ سبزی قعدہ ۶ سبزی مطابق ۵ نومبر ۱۹۴۵ء یوم مبارک دوشنبہ جلد ۸۳

ترانہ پاکستان

فرمودہ حضرت جہاں استاد علامہ عیشی مدظلہ العالی

اسید ہی نہیں بلکہ تین وطن ہے کلمہ انکسارات کے موزن و وزن و سانس اس قوی تر از گو ہے اسے موزن انکسارات کے

سزا بقدم قربانی۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی
سے پاک ہمارا بطن۔ ہے پاک ہمارا لہر
ہر ایک مت بل اپنا۔ تصویر سے یا آئینہ
خوشنودی حق زیت اپنا۔ نادانستی حق موت اپنی
سیرت میں بھی ہم کیست۔ صورت میں بھی ہم کیست
اسلام ہمارا دای۔ قسطنطنیہ ہمارا منزل
جنگل میں جند اس کے آگے۔ کرتے ہیں آسمی کو جند
افت فی ترکستانی۔ یہ لوگ ہیں نقشب اول
پیدا ہے حق و تم سے۔ ظاہر ہے شجاعت ہم سے
جوراء ہیں حال ہوگا۔ گھر کر دہ ساس ہوگا
ہمارا ہیں پر جسم اپنا۔ دکھائیں حقیقت اپنی
طرب ہیں انکی رحمت کے۔ قسمت پر انکسارات کریں

اب تک جو ہیں خالی دامن لے عیش وہن ہیں
کرتے ہیں گہرا نشانی۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی

نثار گلشن طیبہ بہارِ مہشت جنت ہے
عجب دل کش پیام اتحادِ اہل سنت ہے
مسلمانوں کو قاتل کعبہ الوں کی زیارت ہے
بنادیں کو میسر آج وہ فتح سعادت ہے
عجب دل کش یہ کاشی کے صمیم خانوں کی حالت ہے
ہے لطف بادہ ریزی بادشہاں بارانِ جنت ہے
سوا و شب حسین کے جلوے سے ہے روشن
تارے ٹوٹے پڑتے ہیں زمین پر سطح گردوں
ہے تہی حجاب دل رونقِ دربارِ شاہانہ
یہ برقی قمقمے یہ جگمگاٹ جیسے جلوے
یہ نازک نقش گفہ بھول گل لوتے ہیں غریب
نیم خند سے آنکھوں میں ٹھنڈک ہے مگر کون
بہاریں گت بھری کی فردوس تصور ہیں
چمک کر کہہ رہے ہیں چاند تارے سبز چمک
حسین آرائیں دربار کی ہیں دید کے قابل
زہے دربار انور لے رہے یہ بزم لورانی
یہ زریں شہ نشیں یہ خوشنما اورنگ پرستہ
یہ نورانی مقدس صورتیں اللہ والوں کی
یہ عالم ہے مٹانے کا یہ اکابر یہ خدا والے
یہاں الجھد اللہ مند کے گوشوں کے ہیں
چلیے جو شائے صاحب لولاک کا جلسہ
نظام سنیاں ہند کو جو منضبط کرنا
اکہی کامیابے کامراں میں جشنِ عالی ہو
منظم اسے خدا شیرازہ ملت کو فرما دے
عطا ہو جلد خود مختار پاکستان اسلامی
اکہی متحد کر سنیاں ہند کو باہم

جہن اندر چین زنجینی آثارِ رحمت ہے
خدا شہ صفت آرائے ایک کون پادشہ ہے
ہے کاشی یاد رکاشاں اہل عقیدت ہے
کہ مرغانِ سحر میں شور تکیہ عبادت ہے
حدھر دیکھو ہجوم کلمہ گویاں شہادت ہے
نیم صبح دامن میں لے جنت جنت ہے
چراغِ طور کے انوار سے کاغذِ ظلمت ہے
منور ہے جہاں پر نور بزمِ اہل سنت ہے
باندازِ بھل جلوہ آرائیں فطرت ہے
کو جیسے آسماں بادشہ انوارِ قدرت ہے
جہاں برکتِ نظر سے باطن میں عبودیت ہے
ہوا شہر میں سوزِ محبت کی حرارت ہے
بہشت آئندہ و گزرا طیبہ کی زیارت ہے
تشان نصرت حق ہر نشانِ اہلسنت ہے
مسلمانوں کی کثرت مائلِ تنظیم وحدت ہے
ہجومِ اہل ملت اجتماعِ اہل سنت ہے
لقد حق برادرِ اہل حق کی ہر شانِ بکرت ہے
صفائے قلب اربابِ نظر حق کی زیارت ہے
صدا و عظمِ سلامِ رحمن کی زیادت ہے
یہ دربارِ مبارک مرکزِ افرادِ امت ہے
یہ مجمع مجمع عشاقِ سلطانِ رلت ہے
وقارِ اہل سنت محسنِ اہل کی غایت ہے
سر دربارِ مصروف دعا ہر فرد امت ہے
جہاں کو اتحادِ اہل ایمان کی ضرورت ہے
دلِ مسلم کو یاربِ ساقی تجددِ خلافت ہے
جہاں کو احتیاجِ اتحادِ دین و ملت ہے

نبی کا واسطہ مسلم کو یارب فتح و نصرت د
صیا کی یہ دعا یہ التجائے اہل سنت ہے

ان کا نیاز مند جہاں کا بادشاہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ان کے خدام بصیرت کی نگاہ سے حقائق عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۲) ہند میں حضرت خواجہ عزیز نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے وسیع فیض کا اجمالی تذکرہ
(۳) اسلام اور کفر کا امتیاز۔۔۔۔۔ مسلمان کی تیز نگاہ اثر کو دیکھ کر موثر کا یقین کر لیتا ہے۔ صفات کو دیکھ کر موصوف ذات کا ایتقان کر لیتا ہے۔ اس کی تیز نگاہ افلک کی بلند یوں کے پار اور زمین کے دبیز پردوں کو پھاڑ کر معبود پر حق کی لذت دید سے سرشار ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن کافر کی عقل مظاہر قدرت کی حقیقت کو پالینے سے جب تھک جاتی ہے۔ تو اپنی مظاہر۔۔۔۔۔ سورج، چاند، آگ، پتھر اور درخت وغیرہ۔۔۔۔۔ کو پوجنا شروع کر دیتی ہے۔

(۴) دین کی اشاعت اور اس کی آزادی کی خاطر اسلاف کے کارناموں کا اجمالی ذکر۔

(۵) اندرون ملک اسلام پر مصائب۔۔۔۔۔ دین فروشی کی چند مثالیں۔ دیواندہ بندے ماتم کا تراتہ، گاندھی کی بجے، رنگ تہ بند۔

(۶) بیرون ملک مسلمانوں پر آلام۔۔۔۔۔ فلسطین میں مسلمانوں کی حالت زار، ابن حود کا حجاج کرام سے جبر یہ ٹیکس لینا، انڈونیشیا میں مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ۔

(۷) دنیا کے سینے کی تنظیم۔۔۔۔۔ مرکزی دارالافتاء، مرکزی دارالافتاء، مرکزی دارالتصنیف کا قیام اور خاتقاہوں میں ربط و ارتباط۔

(۸) آل انڈیائی کانفرنس۔۔۔۔۔ جہوہ اسلامیہ کے بیس ہزار علماء و مشائخ کا عزم مصمم۔۔۔۔۔ پاکستان کی منزل کو سینوں کے ہاتھوں قریب سے قریب تر کرنا۔

(۹) پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت۔۔۔۔۔ سنی کانفرنس سے مسلم لیگ کا

تحریری عہد۔

الخطبة الاشرفية للجمهورية الإسلامية

عمدة العلماء أبو الحامد سيد محمد اشرفي محدث کچھوچھوئی قدس سرہ

آل انڈیائی سنی کانفرنس اجمیر (خصوصی اجلاس)

۶-۵ رجب ۱۳۹۵ھ - ۸ جون ۱۹۷۶ء (خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک)

دنگاہ معلیٰ، جیسر شریف کی مسجد شاہ جہانی میں خواجہ عزیز نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقع پر آل انڈیائی سنی کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس حضرت دیوان سید آل رسول علیہا سجادہ نشین آستانہ اجمیر پاک کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی ایک لاکھ سے زائد عام مسلمانوں کا اجتماع رہا۔ حضرت مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوئی صدر آل انڈیائی سنی کانفرنس حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین ناظم عموی و حضرت مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت، حضرت مولانا شاہ عبدالعظیم صدیقی میرٹھی، حاجی محمد عارفین مولانا جیلانی میاں، مولانا نذیر حسین دہلوی، حضرت مولانا سید عبدالحمید مولانا محمد عابد القادری کی تقاریر و مساعی نے اس اجلاس کو کامیاب بنایا۔ صدر آل انڈیائی سنی کانفرنس حضرت سید محمد محدث کچھوچھوئی نے جو خطبہ اپنے مخصوص انداز میں ارشاد فرمایا اس کا مخلص یہ ہے۔
(۱) اولیاء اللہ کے حضور اور ان کے مزارات کی حاضری کی ساعات ہا برکت ہوتی ہیں

(۱۰) مسلمانوں میں اتحاد و پند اکرنا اور تمام نسلی — جمہوریہ اسلامیہ کے سب پر ملائ پرچم تلے جمع ہو جائیں۔

مذکورہ کانفرنس میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں:

(۱) دربار خواجہ سیدنا عزیز نواز رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم الشان اجتماع آل انڈیائی سنی کانفرنس بنارس کی منظور کردہ تجاویز کی پرزور تائید کرتا ہے اور آل انڈیائی سنی کانفرنس ہر اپنے کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ مسلمانان ہند آل انڈیائی سنی کانفرنس کی مذہبی رہنمائی پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

(ب) یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ حضرات علما و مشائخ اہل سنت و ہندوستان کے اندر اسلامی حکومت کا قیام ہوتے ہیں جو قرآن کریم احادیث نبویہ و فقہی اصول کے مطابق ہو یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ ذرا قی مشن کی تجاویز مسلمانوں کے لئے ہر گز تسلی بخش نہیں ہیں (ج) یہ عظیم الشان اجلاس راسٹریا سیدک سنگھ کی اس تحریک کو جو ملک کے ہر گوشہ میں اندرونی طور پر انقلابی شکل و صورت میں چلائی جا رہی ہے جس کی بدولت مسلمانوں پر جابر نہ اور سفاکانہ مظالم ہو رہے ہیں انتہائی نفرت کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس تحریک کے جراثیم کو فوراً روکے اور اسے خلاف قانون قرار دے بغیر مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے تحفظ سے غافل نہ رہیں بلکہ

اب آئندہ صفحات پر آپ اس تاریخی خطبہ (خطبۃ الاشرافیۃ للجمہوریۃ الاسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۳۴۵ھ) کا عکس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سہ۔ ایضاً

انزال نبی السحرا

خطبۃ الاشرافیۃ للجمہوریۃ الاسلامیۃ

بجوہر تعالیٰ مکرّمہ

امسال ۵-۶ اور ۶-۷ جب عجب و معجزہ کو آل انڈیائی سنی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلیٰ احمد شریف میں حضرت عالمی درجہ سربراہ برکت خیر الشیخ و الکبار امین خاں گلنداولیوان سید شاہ آل رسول علی خاں صاحب (دہلی برکاتہم) سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ عزیز نواز قدس سرہ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہونے جنکی ایک نشست میں خود حضرت ممدوح مظلّم نے منہ صدارت کو عزت بخشی، اسی اجلاس میں فرزند رسول جگر گوشہ قبول عالم نبیل فاضل طویل رئیس الشکلمین حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ ستید محمد صاحب محدث، کچھوچھوی مظلّم صدر آل انڈیائی سنی کانفرنس نے یہ نفیس خطبہ ارشاد فرمایا

اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اپنے مخصوص انداز میں سنایا

حسب فرمائش اراکین آل انڈیائی سنی کانفرنس

(جہانگیر علی مولوی) ظفر الدین احمد (صاحب دام مجدہم) نے اپنے

اہلسنت برقی پریس شیش محل مراد آباد میں چھاپ کر شائع فرمایا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي من علينا اذ بعث فينا رسولا وجعلنا على كلمة واحدة وكعبة واحدة وقرآن وادوين واجل جعل لنا سعيًا مشكولاً وعملًا مقبولاً والصلوة والسلام على من جمل الله المتقين العرفاء الوقي باليقين وهوالذين كفروا بآياتنا اذ كنا اعداء فاصفنا بنعمته اخوانا وباللّٰه مؤمنين وعلى الله اصحابه وانزله اجد الطيبين الطاهرين وعلى الائمة المجتهدين وعلماء ائمة واولياء ملتبة وشهداء محبته وجميع المتسككين بسنته والمعتصمين وعلينا معهم وبهم وطم - اعمالهم مشايخ كرام علمائے اعلام وبراہرین اسلام ! اللہ اللہ کیسے مبارک گھڑی اور کیسا مقدس مقام اور کس قدر بلند مقصد آج اور اس وقت قیصر ہے کہ اگر اس ساعت حیات کی برکتیں تمام زندگی کے ثمرات کو تقسیم کر دی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کا یار و یار ہو جائے یہ شاہجہانی مسجد ہے جسکی بنیاد سے لیکر چوٹی تک جہیز نظر کیجئے تو اس عقیدہ بند کی کی صاف شغاف وسفید جھلک موجود ہے جو ہمارے تخت وتاج والے حکمرانوں کو دلق و حکیم والے فرمانرواؤں سے تھی - آلال قلعه دہلی کے تخت طاؤسی پر جو سرب سے اونچا نظر آتا تھا وہ سب سے زیادہ جھلکنے والا اور جھلکانے والا خاک پاک آج میریں دکھائی پڑتا تھا سلطان السلاطین شہنشا کا لقب خواجہ خواجگان کی جا رو بکشی نے بخشا تھا - خزانہ عامرہ والے محل وجواہر گردشی والوں سے مانگ لیجاتے تھے - ثروا ز ماؤں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چمکٹ پر تیز کیجاتی تھیں کافن والوں کی کلفیاں ننگے تلوسے والوں کے تلوسے چوما کرتی تھیں - آنکھ والوں کے لئے شہرہ ستارہ بصیرت والوں کی خاکٹ ہوتی تھی - تدبیر والوں کی تقدیریں دعا والوں کی دعاؤں سے سنواری جاتی تھیں - جاں بازوں اور خطرات کی تولیوں کے دھانوں پر سینہ رکھ دینے والوں کی زبڑیں نصراً قوت اللہ وفتح قہر قیام پڑھکر مشرودہ نصرت وقع دینے والی بشارتوں سے بختی تھیں - عزم والوں کو آہنی عزائم ذکر خدا دی والے عطا فرماتے تھے - شرکوبوں کے طریقے ذکر آرزو والوں سے سیکھے جاتے تھے - پیرے والوں کے پیرے نظر بر قدم اقد قدم بر نظر والوں کے کنٹرول میں تھے -

ہوشیاری دبا فیری کی تعلیم پاس انفاس والوں کے سپرد تھی - ہمت واستقلال کی بھیک دل والوں سے مانگی جاتی تھی - حوائج و نتائج کی باگ اہلیاب کثف و شہود کے ہاتھوں میں رہتی تھی - جہانگیری شرک اور عالمگیری شہید کا طرہ مدار بور یا نشینوں پر تھا - اکبر سیدی یحیٰ ابن ربانی مالوں کی دہبانی کرتے تھے اور شاہجہانی حوصلہ کی تعمیر شاہ گرد و پیشوں کے ہاتھ میں تھی - مریض کے رسوائے عالم خاکو کے سر کر نیوالے ہاتھ میں خرقہ پوشوں کا فاسن رات دن رہتا تھا - فقیروں کی خانقاہوں میں راعی اور رعایا یکساں پوزیشن رکھتے تھے - اخوت و مساوات خیریت و موت کا آخری فیصلہ مریض بہ حق کا ارشاد حق تھا - آنکھوں میں دیکھنے کی صلاحیت تھی مالوں میں سننے کی اہلیت تھی گلوں کو شاہروں کی موت تھی - محتاجوں نے حاجت روائی کے دروازوں کو پچان لیا تھا - شیر و شیمک تجنیس جلی سے دھوکا نہیں پڑتا تھا - اہلیاب کی ہمسری کا خواب بھی جویم عظیم تھا دہلی و اجیر کی مصیاتی صاف سافت اور راجہ پوتہ کی سنگلاخ زمین اللہ چرچ پراشیاں بھی حقیقت کو گرد وہ میں چھپا نہیں سکتی تھیں اور دہلی کا قطب الاقطاب جہاں ہے اپنے بخت کی راہی اور عالم غیب کے روحانی کاک حاصل کر چکا تھا وہیں سے شغل تاجداروں اپنی مملکتوں میں اور جہاں بانیوں کی سند پاتی تھی - اس شاہجہانی مسجد کے سنگ مر مر سے پوچھو کہ شاہجہاں نے کس طرح مریض کر یہ سعادت حاصل کی کہ اسکی اس تعمیر پر شہنشاہ معز سلطان الاولیاء کی نظر ہے جسکی بدولت آن گنت علوفوں نے مقبوم بہ حق کے یہاں تعبدی مسجد کے اور شہلاٹھ کی یہ ہر وقت گن گاہ ہے - رانچ انچ پراہی الہی کی یاد گاریں ہیں - سچ تو یہ ہے کہ مقام کے تقدیس کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے کیجیہ تھرتاہے اور سر کے بل چلنے کو بل تڑپا رہتا ہے - یہ تو فاشہ خدا اور مسجد گاہ اولیاء کا حال ہے -

اور وہ سامنے سلطان السلاطین کا دیار اور خواجہ خواجگان کی سرکار ہے و خراج ولایت کی چنداں بلیاں ہیں تمام تاج کرامت کی تہ پاشیاں ہیں فیض حکم کا چشمہ آب حیات ہے - اور غریب نمازیوں کا سند روحیں دار ہے - قدس پان چرخ اگر آنکھوں سے دھو جائیں تو سرستان زمین ہی لایلا کیجیہ لیجے - سبحان اللہ کسی شیخ ولایت ہے کہ دنیا پر فائدہ وار خدا ہے ہی ہے - کیسا مالک تخت وتاج ہے کہ ایک زمانہ میں کا محتاج ہے جسکو ہم امیر کہتے ہیں وہ

یہاں کا فقیر ہے، اور جو کچھ فقیر جانتے تھے وہ میں کا دامنگیر ہے۔ سلطان کا سلطان
بادشاہوں کا بادشاہ غریب نوازوں کا غریب نواز۔ خواجوں کا خواجہ۔ ساتیوں کا ساتی۔ یہ وہی
یار۔ پیوں کا پیا۔ محبوبوں کا محبوب۔ دیکھئے دیکھئے، سنہری کلس ہے کہ نور کا بتکا۔ قبرستان ہے
کہ نور ظہور کا نور کلمہ ہے۔ تجلیوں کے خواجہ قمری ایسی تجلیاں۔ اسے خلعت نمایوں کے داتا تیری
یہ کا در فرما سیاں۔ آنکھوں میں چکا چونڈ ہے، دل سرشار ہے، دماغ خراج لے کہاں پہنچا ہوا ہے،
آسمان کا تارا تارا، چمنستان دہر کا پتہ پتہ زمین کا فتنہ فتنہ، ماہرین کا ہر چھوٹا بڑا۔ میری
روح کی آگہاریوں کا گوشہ گوشہ۔ میرے جسم کا رگھشا روگھشا کس منزل میں بابل حال سے گیا ہے کس
معینا۔ سنگیرا پارشا پارشا امر شاخا۔ طفیل رحمتہ للعالمین چشم کرم برما
آج جب شریف کی جیٹی شب ہے ہندوستان بھر میں جیتی عید ہے، یار حقیقی سے وصل خواجہ
کی تار بج ہے، عرش شریف کا دن ہے، خواجہ بزرگ کی یادگار ہے، قرآن کریم کی زبان
میں آیات اللہ میں سے ایک ممتاز یوم ہے، وحی الہی کی شہادت ہے کہ غاصبان حق و
مقبولان دیکھا مطلق الایوم ولادت و یوم وصال و یوم حشر، حقین تاریخ کے ساتھ لاپرواہی
اور ربانی رحمتوں کی بارش لایا کرتے ہیں۔ ان تاریکوں میں انکے تابستان دامن کی بن آتی
ہے، وگڑیاں بنادی جاتی ہیں، بیمار صحت پاتے ہیں، اسیران نفس و معصیت کو ربانی دیوانی پر
اپنے رب سے پانیوالے بے حساب پاتے ہیں اور بے محاشا بانٹتے ہیں۔ کمائی بدلے زیادہ کو زیادہ
آجرتیں حاصل کرتے اور اپنے دلبستوں کو عطا فرماتے رہتے ہیں، ان جیالائمتوں میں سے یہی
ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں، آنکھوں کو دنیا کی ملتی ہے، بینائی کو تیری بخش جاتی ہے،
ہاں اغ البصر ہو ما ظنک لہم تو ملتا ہے، اسلام کی بخش ہوئی تیرنگاہی کی حفاظت کا سرمہ
ملتا ہے۔ دنیا کی تاریخ بدلے سامنے ہے۔ تو میں نے اپنے گرد و پیش آگ پانی مٹی ہوا کو دیکھا تو
آنکھیں تھک گئیں اور حقیقت تک مارا بیاں نہ ہو سکیں، عقلیں سوخت ہو گئیں، پرچہ مندی ہو گئی
مرگئی، انسانی خرافات خاک میں مل گئی، اور قہم و فراست ہو اہو گئی۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں
تو باندہ سورج اور ستاروں سے آگے نہ بڑھیں، اور چکا چونڈ ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور لگا ہوا
پرستی ہے، یہ بھائی بھائی نگاہوں کی کمزور دیاں نہیں تو کیا بلا ہیں؟ چند ماہ بوجا، سورج بوجا

گر معن بوجا، اور ستاروں کی پرستش اندھا بین نہیں تو اور کونسی لعنت ہے۔ لیکن اسلام کی تیز نگاہی
اللہ اکبر اتہار کو دیکھا اور موثر کا یقین آیا۔ افضال سامنے آئے اور فعال کیا تیرید کی قدوس
نظر آئے، عفت کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرام فلکیات کے پرے چاک کر دیے
استحالة حرق والقیام کے نظریہ کا استحادہ کر دیا۔ اور جاتے جاتے لگا ہیں حقیقت تک پہنچ گئیں، شہدائے
جہاں کعبہ جسکے چہر میں آج تک سید پوش ہے، اور عرش اعظم کی پھٹائیاں جسکی لب بھی جویاں ہیں،
اسلامی آنکھ نے لذت و میں سرشار ہو کر اُسکو اپنے دل میں رکھ لیا۔

یہ اُس اسلام کی تیز نگاہی کی کرامت ہے کہ خواجہ خلوت کدہ قبر میں ہر وہ نشیں ہوئے، قبر کو
تعوذ قبر نے چھپایا، تعویذ قبر نے غلات کی چوندر اور تھلی مان سب برگندہ آکر چھپا لیا، لیکن اسلام
آج کیلئے کسی چھپلے والے نے خامہ کو چھپانے میں کامیابی حاصل کی۔ تعویذ قبر پر خسار رکھ دینے والوں
اور غلات قبر کو سر پر رکھنے والے آنکھ والوں سے پوچھو کہ ان سب کالائیں اور قبر کا مقبرہ کس کو پایا و
اور اگر پیش نظر نہیں تو لباس میں کیا رکھا ہے، اور اگر مقبرہ پر نگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ یہ دیکھتے
اندھا بین ہے کہ ٹوٹے ٹوٹے قبور کی پہنچ تو خاک تھر کے سوا کچھ باقی نہ لگا، اور محرم ازلی ہو کر رہ گئی۔ اور
یہ اسلام کی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقبرہ سے نسبت بخشی۔ کفار کی قبروں کو اکھاڑ دینے کی اجازت دی
کہ کفر و کفار کو کس احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اُس آقا و مولیٰ علیہ السلام علیہ وآلہ وسلم نے
قدم پاک رکھنا گوارا نہ فرمایا، جسکے تلووں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں، تو پھر مقبولان
بارگاہ کی قبروں کا کتنا بڑا رتبہ ہوا، یعنی وہاں بیت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو، ہاں اسلام کہتا ہے کہ مقبرہ کو دیکھو
یہ تو ہم مسلمانوں کا دھرمہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لیے لیا اور پہلے جزوان کو چوم لیا
پھر جلد کو چوما اور پھر کھوکھو لکڑی تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزوان کے کپڑے کو نہیں چوما، یہ جلد کے چمڑے
کو نہیں چوما، بلکہ جزوان کے اندر جلد میں چومنے کے قابل چیز کو پہلے ہی سے نظر آگئی، اُسکو چوم لیا،
وال کو نہیں چوما، بلکہ جلد کو چوما، یا مائل سے خال کی چوسنت ہے اُسکو چوما۔ ہاں ہاں غلات قبر
کو کوئی نہیں چومتا، اُسکی اُس نسبت کو چومتا ہے جو مقبرہ سے اُسکو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں کتنا مقدس مقام اور کتنا اہم ایوان اور کتنی خاص تاریخ شریف
زمان و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے، اور جو تعالیٰ اخوان کی شرط بھی موجود ہے۔ ہم

انہیں کہتے کہ ہم گنہگار نہیں، سب کا نہیں، خطا شعار نہیں۔ لیکن ہاں ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں ہم غدار نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پر لکھا کی تاریک آمدھیاں چلیں، دین فروشوں نے دین کے نام کو بیٹ کا دھندلایا، کھلے بازار میں قلت فروشی کی جارہی ہے، خمیر فروشی، قوم فروشی کا لٹیک مار کرٹ قانون کی زد سے ہی آزاد ہے۔ نام دارالعلوم رکھا اور کام و دیانت نہ رکھا۔ نا اچھوتو احترام بتائیں، اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اتر آئیں۔ یا رسول اللہ! شکر گھرائیں اور بندے ماترم کا ترازو کاٹیں۔ لغو نگیر سے انجلیں اور اپنے پاؤں کی جے منائیں مسلمانوں سے بیزار اور مشرکوں کے علمبردار اب تو تہذیب کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ میچ نہ روشن رہے کہ موتوی جی جس یا ماتوی جی ہیں۔ سب کچھ ہے گلا کے خواجہ تری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست تیرے ہی ہے، خیر قلم، تیرے پیغام سے ایک رنج نہ ہے، چودہ گھوڑوں کی پڑائی لکیر کے فقیر نے رہے، مشرک کے پاؤں پر توجید کو کھڑا نہیں کیا اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا، نہ یورپ کی جال ان پر چلی، نہ انشربت کی سرمایہ داری کا جال آنکھ بھانس سکا، یہ خواجہ کی ڈھائی دینے والے، یخس و فاختہ والے، یہ میلاد و قیام والے، یہ تہذیب و لغو رسالت والے اسی مقام پر رہے جہاں خواجہ کی کرامت نے اُن کو کھڑا کر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کبھی اچھے شہرے خواجہ والے، خوش والے اخوان میرے سامنے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا لکھ لکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے۔ آج ہمارا اجماع میں دینی مقصد ہے جو جنت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجیر ہی لاکھ ہے، جس نے حیلان والے خوش کو لقمہ دیا ہے، جس کے لیے اللہ کا حلیب نگر سے مدینہ اور پھر مدینہ سے قحطانہ خان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ جس مقصد کا مختصر لغو مافات نام خدا کے دین کے پیغام اور اُس جہنم داری کی آزادی ہے۔ ذوقِ دہ کو تسلیم نہانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے، انسان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو پاکستان بنانا ہے۔ ہم اپنے غلط سے ہی کہتا ہے کہ نہ ناب روشنی کی اہلیت و استعداد کو نہیں، بلکہ گریہ کو نہیں کی کثرت، قتل و دھمکتا ہے۔ گوہر و شباب والوں کو پتر اور اللہ کے پاک بندوں کو ٹچ کر کہا جاتا ہے جن غداروں کو زمین پر قدم رکھنے کا حق نہیں، یا انکو دیسی، اور جتنے لیے زمین پیدا کی گئی انکو دیسی کا لقب دیا جاتا ہے۔ فلسطین میں ظلت کے ملحدوں اور بے مسکن آواروں کو مسلمانوں کے سینہ پر دبایا جاتا ہے۔

کعبہ میں خرمن حج پر ایک ایک ہزار کا ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ اٹھ ویشیا کے مسلمانوں پر بے رحمی لگائی جارہی ہے، اور بڑا غضب یہ ہے خواجہ کہ آپ کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہوئے کچھ قلت فروش دستار کے شلوں کو چوٹیوں پر، شادروں کو دھوٹیوں پر، صوف چندنگوں کیلے پھیلا کر رکھتے ہیں نہ پڑھانے دوبارہ اپنا ایک تہرہ بنالیا ہے۔ اب ایک جیپال نہیں، بلکہ جیپالوں کی پٹن ہو گئی ہے، امدان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے مسلمان یعنی سنی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

اسے میرے خواجہ! آپ کے وفاداروں نے آپ کے اللہ اور آپ کے رسول یاد آپ کے اخوان اولیاء کے خلاف آواز سے سننے تو نہ گناہوں کے مجبے و دستار سے ڈرے، اور نہ ریش کی آرائش سے متوجہ ہوئے اور صرف ایسے آنکھو چوڑا کر کے انکے چھوڑے اسے خواجہ آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا، جو کسی طرح قابل برداشت نہ تھا، شاید ہماری ہی ایک ٹکی کام آئی اور اسی وفاداری پر خواجہ کو رحم آگیا، کیونکہ بلاشبہ ہندوستان میں یہ وحی اللہ ہند ہی کی کرامت ہے کہ ہمارے اُن رہنماؤں کو میدلری بخش جنکو رہنمائی کی سند زبان وحی سے ملی ہے، اب انکی نظر ہماری کمزوریوں پر نہیں، بلکہ اپنے بازوؤں کی قوت پر پڑنے لگی۔ وہ رہنما کون ہیں؟ یہی ہمارے پیر ہمارے علماء اہلسنت و جماعت۔ سارے پیر خانقاہ کی چار دیواری سے نکل بیٹے اور میدان میں ڈٹ گئے۔ سارے علماء مدرسوں سے باہر بھی آکر کھڑے ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ تو کہو رشتیوں میں تھٹھے ہوؤں کو منایا جائے، یا کو مبلغ بنا کر ذمہ داری سنبھالے کہ مرنے سے پہلے فی کس دس نہیں تو ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے، انکو تعلیم دین سے کراستہ کر کے، انکے علم کو انکے عمل کو انکے اخلاق کو پاک کر دینا ہے، تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں پاکستان چوبیسے۔ اب ایسے مدارس نا قابل برداشت ہیں جو سنیوں کی جیب پر ڈاکے ڈالیں اور سنیوں کے مفاد سے لڑتے رہیں، اور سنیوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام سنی مدارس کو ایک نظام میں لاکر اُن میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنی ہے۔ دارالافتاء و مشاورت سب کو کوئی شان سے چلانا ہے، خانقاہوں کو آزاد ستہ کرنا ہے اور انہیں تبلیغی تعلیم کی مروج چھوٹنی ہے۔ المشرق کلہم کہ نفس واحد کا کر کے دکھانا ہے۔ ان پاکوں کا پاک عزم یہ ہے کہ رفت و رفت ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھانا ہے۔

یہی علماء و مشائخ اور ان کے برگزیدہ عظام اور ارادے ہیں جو ہنگامہ آئل انڈیا سنی انڈیا سنی یا ہندو ہندو

اجلاس ممبئی

منقصد
۲ دسمبر ۱۹۴۵ء

تقریر: حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری
رکن، آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس

سیاسیات حاضرہ اور مسلمانان ہند

از جناب لیاقت حسین صاحب سکریٹری مجلس تحریک
اگر دی بارہ مئی
سیاسیات حاضرہ اور مسلمانان ہند کے عنوان پر ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو ایک جلسہ عظیم برپا ہوا جس میں
ہندوستان کے مشہور قلمی شخصیات نے شرکت کی۔
حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری
میرٹھی نے ایک زیورست تقریر فرمائی جس میں مذہب
نبوت اور دین و ملت و حکومت مسلمانان ہند
کے تاریخی حالات کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا کہ ہر
عہد میں پاکستان قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے
اور بحالات موجودہ اسلامی طرز پر زندگی گزارنے کا
طریقہ صرف اصول پاکستان ہے اور تاریخ ہند کا
وہ دور یاد دلایا جب مسلمان حکومتوں نے غلبہ
مسلمین کو ضرورت سے زیادہ آسانیاں ہم پیش کی
اور یقین دلایا کہ جس طرح پاکستان مسلمانوں کے لیے
مزدور ہے اسی طرح غیر مسلموں کے لیے بھی نفع مند
ہے علامہ محمد دے نے یہ بھی فرمایا کہ شیعہ و مسلم
میں مسلمانان ہند کے خلاف مشریت و شرک کا
وہ لغوہ پیش کیا جو اپنی مثال آپ ہے لیکن ہندوؤں

نے اس کے جواب میں شیعہ اور سکھوں کے جرائم
سے لے کر ذبح گاوینہ کرانے کی کوشش کی ساجد
فرمان کریم کی توہین کی گئی یہی نہیں بلکہ اپنی ڈھالی
سارے ہندوؤں میں وہ بے پناہ مظالم ڈھائے جو اپنا
وقت و عمر پرست کی بنا پر ناقابل فراموش ہیں۔ ان
حالات کے پیش نظر ختم نبیہ فرشتہ اور خدا و قوم
مسلمانوں کے علاوہ کوئی خود ارسلان کا مگر ایس
میں حرکت نہیں کر سکتا۔ یہ بھی بتایا کہ ہندوستان
کے علماء و مشائخ کی اکثریت مسلم لیگ کی حمایت میں ہے
حضرت علامہ محمد دے نے نظریہ قومیت پر بھی
دستی دلائی اور بتایا کہ مسلمان قوم کی تعمیر و ترقی
رنگ زبان و غیرہ امتیازات کو چھوڑ کر دین سے
ہوتی ہے۔ آخر میں نوجوانوں کو خاص طور پر خطاب
کیا اور طلبہ کو یونیورسٹی علی گڑھ و فیض آباد
کا پیسہ دیکھ کر بطور مثال پیش فرماتے ہوئے صوبائی
انتخابات میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی ہدایت
فرمائی جبکہ صوبہ و مسلم کے فلک شکستہ نعروں پر
ایک نکتہ شب کو ختم ہوا۔

مکمل، دیدہ سکندری شمارہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء

عرش اعلیٰ حضرت بریلوی

اور تائید تحریک پاکستان

تقریر: حضرت صدر الشریعہ مولانا آجمل علی مصنف بہار شریعت
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے پیسوں میں
مبارک منقصد ۲۳-۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ/۲۸-۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو بریلی شریف
میں حضرت صدر الشریعہ اور حضرت صدر الاناضل نے مسلمانان ہند پر جو پُروردہ تقریریں
فرمائیں ان کا ضروری حصہ اخبار دیدہ سکندری مطبوعہ افروزی سٹیشن میں محفوظ ہے،
اسی موقع پر دیدہ سے لے کر ذیل میں درج کی گئی ہیں۔

(۱)

”...کا مگر اس نکتہ عظیم سے وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے استیصال کا ارادہ کر چکی
ہے اس کی سب سے بڑی آواز یہی ہے۔ یہی اس کا سورج ہے یہی اس کی آزادی
ہے ہم ہمیشہ سے مسلمانوں کو اس کے دام تزدیر سے بچانے کی سعی کرتے رہے اور اس کی
اسلام دشمنی کا بیزاریغ اظہار کرتے رہے۔ خلافت کیٹی کے زمانے میں مسلمانوں کی بہت سی
جماعتیں اس کے تعلق و چا پلوسی سے دھوکہ کھاکر ان کے دام فریب میں آگئیں تھیں، مگر روزمرہ کے
تجربوں نے ان کی آنکھیں کھول دیں اور جوبات ہم بتاتے تھے ان کے معاینہ میں آگئی اور وہ
ہندو جو اس وقت محبت کے پردہ میں دشمنی کرتا تھا اب مالا اعلان مقابل ہے اور کانگریس

اس بات کی مدعی ہے کہ وہ تمام ہندوستان کی خود ہی نمائندہ ہے اس باطل دعوے کی تائید کرنے کے لئے اس نے وہی مولوی حاصل کئے ہیں جنہوں نے خدا و رسول سے غداری کی تھی اور جو طبع ذریعہ میں آج مشرکین ہند کی زبان بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے دام ترویر میں پھانسا جاتے ہیں انتخابات کے موقعوں پر وہ کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا تو ساتھ نہ دیں کانگریس کی حمایت کریں۔ کانگریسی امیدوار کو کامیاب بنائیں علمائے اہل سنت مسلمانوں کو اس فریب کے جال میں پھنسا دیکھ کر صبر نہیں کر سکتے اس لئے ہم مدت سے اعلان کر رہے ہیں اور ہماری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے الیکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی۔ سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے کھڑے ہوئے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعتوں جمعیت علماء دیوبندی پارٹی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار و خاکسار نیشنلسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مدد دیں پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہوا خواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا کی تقریر بڑی غور سے سنی گئی اور اس اجتماع عام میں ہر فرد بشر گہری عقیدت کے جوش میں وارفتہ تھا بار بار تحسین و مرجبا اور تکبیر کی صدا اُٹھ بلند ہوتی تھیں اور مسلمان جو پہلے سے اپنے علماء کی ہدایت کے منتظر تھے اس رہنمائی کے بعد مطمئن ہو گئے۔ انشاء اللہ ان میں سے کوئی بھی کانگریس کی تائید نہ کرے گا بلکہ سب اس درس کے مبلغ ہو گئے جو دوسروں کو بھی یہ پیام پہنچائیں گے اور اپنی پوری قوت سے مسلمانوں کو کانگریسیوں کے پھندے میں آنے سے روکیں گے؟

(۲)

تقریر :- حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس

حضرت صدر الشریعت کی تقریر کے بعد حضرت صدر الافاضل نے ان کی تائید فرماتے ہوئے رشا لکیشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہی ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس کی خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر رضائے الہی کے لئے انجام دیتے ہیں مسلم لیگ کو اس سے فائدہ پہنچے تو ہم اس کے انتہا یا شکر گزاری کے متمنی نہیں ہیں جو تحریک مسلمانوں کے نفع کیلئے ہو مسلمانوں کی ہمدردی و محبت سے اس کی تائید ضروری ہے اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تقریر فرمائی اور تباہی اک پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت طاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو مسلمان یہ عزم کریں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی حکومت قائم ہونے سے روک نہیں سکتی اگر آپ کو پاکستان حاصل کرنا ہے تو آپ اسلامی زندگی حاصل کیجئے اور اسلامی قوانین کے خود پابند ہو جائیے اپنے گھروالوں کو یا بند بھائیے متب محلہ والوں پر ان کی بات کا اثر ہوگا۔ پاکستان حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ظاہر و باطن سے اسلام کے فدائی ہوں اور آپ کے عمل اور آپ کی وضع بنائی ہو کہ جو مطالبہ آپ کی زبان پر ہے اس کا جذبہ صداقت آپ کی رگ و پے میں سرایت کر چکا اور جب آپ کا اس جوش صادق کے ساتھ عزم راسخ ہو تو پھر پاکستان کا کوئی بھی روکنے والا نہیں۔

اس تقریر کی دل کشی نے عجم کو مست بنا دیا اور ہر شخص پاکستان کے جذبہ میں سرشار نظر آ رہا تھا؟

آل انڈیائی سنی کانفرنس کا فیصلہ

انحضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں

مولانا محمد نعیم الدین صاحب نظم آل انڈیا

سنی کانفرنس - مراد آباد یو۔ پی

آل انڈیائی سنی کانفرنس کے مخصوص ارکان کی ایک جمعیت و تدارقی مشن کی تجاویز اور دائرے اور کیا فیصلہ جمعیت کی تقریروں پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ان تجاویز میں مسلمانوں کے خطرات کا کوئی شائبہ ہی نہ ملتا ہے۔ اس آواز میں ان کے لئے کوئی بہتری نظر آتی ہے۔ لہذا

جاری سنی بیئر پاکستان کے نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کے متعلق یہ اعتراف کرنا ضروری ہے کہ وہ دو ریاستوں پر مشتمل ہو گا اور ان کے درمیان صدیق اکبرؓ کا خالص ہو گا اس صورت میں ایک پاکستانی ریاست دوسری پاکستانی ریاست سے تعلقات قائم رکھنے اور نہ ہی پیام جاری رکھنے میں درمیان بی بی حکومت کی مداخلت اور چین سوک کی محتاج ہوگی اس اعتراف سے ہمیں یہ بتایا کہ ہم اپنے مطالبہ پاکستان میں استقامت اور کوشش کرنا دو نئی ریاستوں کے مابین مصلحت قائم کرنے کے لئے بعد ضرورت و قیاس میں اور بھی مل جائے۔ مغربوں کے اشارے کا شکر یہ سنی کانفرنس پر ہو گا۔ پاکستان سے دست بردار ہوگی۔

اگر بالآخر اس شرط مناج مطالبہ

پاکستان سے دست بردار ہو جائیں تو بھی

سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی

اور اپنا مطالبہ پاکستان ضرور حاصل کرے گی

مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ

وہ اپنے وزارت میں

نے یہ صاف نہیں کیا

کہ ہندو گروہ کے

صوبہ جات میں مسلمان

اقلیت کے جان مال

عزت آبرو دین کی

زبان تہذیب کی حفاظت

کون مناس ہو گا۔

سنی کانفرنس پھینچو (ضلع اٹاوا) منعقد ۱۱ فروری ۱۹۴۶

زیر صدارت حضرت مولانا ابوالحاج محمد محدث کچھوچھو
تقدیر: حضرت صدیق اکبرؓ مولانا نعیم الدین مراد آبادی
حضرت مولانا محمد عبدالحمید قادری بدایونی

گزشتہ صفحات میں مذکورہ بالائی سنی کانفرنس کا خطبہ صدارت
سید مصباح الحسن مودودی درج ہو چکا ہے۔ اس اجلاس کی دو
اہم تقریروں کا خلاصہ جو مولانا اعجاز حسین، ناظم سنی کانفرنس پھینچو
(ضلع اٹاوا) نے قلمبند کیا تھا، درج ذیل ہے۔

در سنی کانفرنس پھینچو کا آخری شاندار اجلاس ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء کو بعد نماز عشاء شروع

ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہزار ہا تھی..... حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب
مراد آبادی (ناظم اعلیٰ آل انڈیائی سنی کانفرنس) نے اپنی فاضلانہ تقریر میں مسلمانوں کو بتایا
کہ وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان کے حصول کی کوشش کریں اور اپنے
انداز اسلام کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اگر مسلمان دین متین کا جذبہ پیدا کر کے متحرک ہو گئے
تو مستقبل قریب میں پاکستان کامل جانا دشوار نہیں اس کے بعد آپ نے کانگریس کی ہندوانہ
ذہنیت پر تبصرہ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب مفتی اعظم
نے اہل سنت کی تفسیر اور اتحاد و اتفاق پر زبردست تقریر فرمائی۔

تمام مجمع حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحمید قادری بدایونی رپورٹنگ ڈسکریٹری

مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء

اجلاس انجمن نعمانیہ منڈلاہو

منعقدہ ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء بمقام شاہی مسجد

ذیہ صدارت :- حضرت خواجہ محمد قمر الدین، سجادہ نشین سیال شریف
فخریت مولانا عبدالحامد بدایونی، ناظم نشر و اشاعت، آل انڈیا سنی کانفرنس
کی تقییر کا خلاصہ

۳۰ مئی ۱۹۴۶ء کو شاہی مسجد، لاہور میں مرکزی انجمن نعمانیہ ہند کا ساٹھواں سالانہ اجلاس شروع ہوا، صدارت کے فرائض حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد قمر الدین، ذیہب آستانہ سیال شریف نے انجام دیئے، مولانا عبدالحامد بدایونی نے تقرییر کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہندوستان کے مسلمانوں کی تمام خلیوں کا واحد حل قیام پاکستان میں مضمر ہے۔ پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے ہم آزادانہ زندگی بسر کرنے کے لئے یا تو پاکستان حاصل کریں گے اور یا مٹ جائیں گے دو ٹوک فیصلہ کی گھڑی آپہنچی ہے ہم پاکستان کی راہ کے ہر دوسے کو ہٹا دینے کا عزم بالجمہ کر چکے ہیں، وزارت مشن کو تنبیہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا اگر دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت (مسلم لیگ) کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج نہایت المیہ کن ہوں گے۔"

۴۰ مئی کو انجمن نعمانیہ کے سالانہ اجلاس کی نشست اسلامیہ کالج کے میدان میں منعقد ہوئی۔ حضرت پیر صاحب مانگی شریف (صوفیہ سرحد) نے سہ پہر کی نشست کی صدارت کی اس اجلاس میں مولانا عارف اللہ صاحب میرٹھی اور مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی نے تقریریں کیں۔
(اخبار دبہ سکندری رامپور، مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۵)

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تقریر کے لئے مضطرب تھا اور برابر تقاضے کئے جارہے تھے کہ حضرت ممدوح تقریر فرمائیں، چنانچہ آپ نے کپتان عبدالرشید صاحب کی رہائی کے مطالبہ کا ردیوشن اپنی پرجوش تقریر کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت نے کپتان عبدالرشید کی سزایابی کے معاملہ میں جو نا عاقبت اندیشانہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ مسلمانان ہند میں ایمان عظیم پیدا کر رہا ہے اور عام و خاص طور پر ہر مسلمان اپنے ایک خادم بھائی کی اعانت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہے میں مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قائد کے احکام کا انتظار کریں کیونکہ انتخابات کی مہم کا کام ہنوز سر پر ہے اسے کامیاب بنانا سب سے مقدم ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد حضرت مولانا سید محمد اشرفی صاحب محدث مدظلہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے اپنا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں پاکستان پر قوی ترین دلائل تھے کانگریس اور اس کے کارندوں پر تنقید فرماتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حلقہ جات میں کانگریس کو ہزیمت دینے کی ہر ممکن سعی کریں آل انڈیا سنی کانفرنس اور اس کے تمام کارکنان اپنی تمام تر کوششیں حلقہ جات انتخابات میں کانگریس کی مخالفت میں صرف کر رہے ہیں۔
حضرت کے خطبہ کے بعد مولانا مصباح الحسن صاحب مدظلہ نے حضرات علمائے انجمن کا شکریہ ادا کیا۔ اہم تجاویز منظور ہوئیں۔ ۱۲ فروری کو تمام اکابر علماء و اہل ہونے۔
(اخبار دبہ سکندری رامپور، مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۶)

سنی کانفرنس شاہجہان پور (یوپی)

منعقدہ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ / مئی ۱۹۴۶ء

تقریب: حضرت مولانا مفتی محمد دانش علی فریدی صدر مدرس مدرسہ فیضیہ شاہجہان پور

جس پاک مقصد کے لئے ہم اور آپ یہاں جمع ہوئے ہیں وہ نہایت ہی اہم ہے۔ ضرورت ہے ہندوستان میں سنیّت کی تبلیغ و اشاعت کرنے والی پہلی جماعت ہے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس سے قبل آپ حضرات اپنے اس فریضے کو بھولے ہوئے تھے یہ بھی مطلب نہیں کہ قبل ازیں تبلیغ مفقود تھی بے شک کسی زمانہ میں ہماری تبلیغ کا سلسلہ منقطع نہ تھا یہ مقدس کام حاطان دین تین ہمیشہ انجام دیتے رہے ہاں ضرورت تھا کہ پیشتر یہ سب کچھ انفرادی طور پر ہوتا رہا ممکن ہے کہ از مہ ما ضیہ کے لئے وہی طریقہ النسب ہو مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ آج جبکہ دنیا کا ہر فرقہ منظم ہے عالم میں انقلاب کی آندھیاں چل رہی ہیں جو نہ صرف ملکوں کو بلکہ قوموں کو اپنے طوفانی تھپیڑوں میں لے کر تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں۔ ہمیں اس نازک دور میں طوفانی کشمکش میں اپنا سچا مذہب و ملت باطل کے اختلاط سے بچا کر محفوظ رکھنا ہے اپنی تہذیب و کچر۔ روایات و دنیا کی تمام قوموں اور مذہبوں سے ممتاز رکھنا ہے۔ دنیا کی ہر قوم عالم کا ہر فرقہ اپنی اپنی تنظیم کر رہا ہے اپنی پوری قوت کے ساتھ حوادثات زمانہ کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے ہندو ایک طرف اپنی طاقت بڑھا رہا ہے اور چاہتا ہے

کہ مسلم اقلیت کو اپنی اکثریت کے محدہ میں متحدہ قومیت کا چورن کھا کر سفیم کر جائے دوسری طرف ایک وہ فرقہ بھی ہے جو ہمارے ہی بھائیوں کا ہے ان میں ہمارا ہی غلن دوڑ رہا ہے کوتاہ فہمی نے انہیں باطل عقائد کا شکار بنا دیا ہے ہدایت کے سیدھے راستہ سے ہٹ کر گمراہی پر مجتمع ہو گئے فرعون و قارونی طاقتوں کی حمایت بھی انہیں حاصل ہو گئی ہمارے مد مقابل منظم ہو کر آگئے کھلم کھلا ہم کو گمراہ کہہ کر عامۃ المسلمین میں عناد و بے دینی پھیلانے کی شرمناک کوشش کر رہے ہیں عامۃ المسلمین ان کی مقدس صورتوں سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔ گمراہ اور کور باطل فرقہ ایک حد تک عام اور جاہل مسلمانوں میں اپنی علامیت و شیخ تقدس و توسع خطابت و کتابت کا سکہ جانے میں کامیاب بھی ہو گیا ہے تیسری طرف وہ گروہ ہیں جو مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں ملا اللہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں مگر سچے مسلمانوں عالمان سنت نبویہ کو کافر سمجھتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں تہذیب جدیدہ اور علوم مشرقیہ کے بل بوتے بہت کچھ گمراہ کن اور مہلک پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور سب کے سب منظم ہیں اگر کوئی فرقہ غیر منظم تھا تو وہ جس کی ہرادیں تنظیمی پردہ گرم مہم رہے۔

آج جبکہ آزادی ہند کا مسئلہ درپیش ہے وہ دن قریب ہے کہ قومی حکومتیں بنائی جائیں قومی حکومت کا ٹھوس ضروری اور منصفانہ مطالبہ کرنے والی جماعت صرف مسلم لیگ ہے جس نے نہایت بیدار مغزی کے ساتھ عامۃ المسلمین کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ قومی حکومت بنے گی اور ضرور بنے گی خواہ مسلمانوں کو قربانیاں دینی پڑیں۔ خون بہائے کی ضرورت پیش آئے۔ بدر اور احد کا خاکہ دوبارہ مرتب کرنا ہو۔ پانی پت کا میدان سر کرنا ہو ہر حال مسلمان پاکستان حاصل کرنے کے لئے سب

کچھ کر سکتا ہے۔ بحمد اللہ مسلمان مرنا بھی جانتا ہے اور جینا بھی۔ وہ حصول پاکستان میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے سے دریغ نہ کرے گا۔ کیونکہ پاکستان ہی میں مسلمانوں کی آزادی کا راز مضمر ہے۔ ہندوستان میں اسلام بغیر پاکستان کے آزاد نہیں رہ سکتا ہے تبلیغ سنت کے لئے پاکستانی اسلامی حکومت کا قیام از حد ضروری ہے تاکہ جمہوری حکومت ہو فقہی قانون، خدائی دواج ہو۔ ہر رنگ پر شہیت کی بہار، رحمت کی پھوار ہو۔ آزاد ہندوستان میں آزاد جمہوری مملکت ہی اس کی ضمانت ہو سکتی ہے۔ مسلم ہند کا فرض ہے کہ ہر گراں سے گراں قیمت پر پاکستان کا سودا خریدنے کے لئے کمر بستہ رہے ہم حق پر ہیں خدا ہمارے ساتھ ہمارا مطالبہ کم سے کم ہے۔ منصفانہ ہے خدا بھی ہماری ضرورت مدد کرے گا انشاء اللہ در سولہ ہم اس مقدس نصب العین کو حاصل ہی کر کے ہی دم لیں گے۔

ہندو ہماری آزادی کا مخالف ہے وہ ہمارا سبھاؤ ذہنیت رکھتا ہے رام راج کے قیام کے خواب دیکھ رہا ہے۔

ہر طرف سے مخالفت کا ہجوم جو سیاسی و تمدنی ٹیلٹوں کی آڑے کر دین بیضا کو شکار کرنا چاہتے ہیں علمائے اہل حق نے اس ماحول کی بنا فی کی عالم با عمل حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب فریدی سمتی پوری مدظلہ نے بدایوں اور بریلی کے علماء کے پھرے ہوئے دل ملانے کی کامیاب کوشش کی جس کا نتیجہ آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کی کوششوں نے حضرت محدث اعظم سید محمد صاحب کچھوچھو کی امداد نے حاطان سنیت کا منتشر شراذہ مجتمع کیا اور سب کو ایک مرکز پر متحد کر دیا جس کا پہلا اجلاس خطیب مشہر حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی کوششوں سے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ ہمارا تنظیمی دور نہایت کامیابی کے ساتھ شروع ہو کر ترقی کی راہ

میں گامزن ہو رہا ہے پر آشوب اور پر فتن زمانے میں ضروری تھا کہ اسلامیان ہند کی سیاست کے علاوہ ایک ایسی مذہبی تنظیم قائم ہو کہ جو آفتاب نبوت کی روشنی میں عام مسلمانوں کو سیاسی و مذہبی راستہ دکھائے مفاد عامہ پر دینی نقطہ نظر سے غور کرے ان کے فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہو۔ سنتے ہیں کہ اتحاد کسی زمانے میں مسلمانوں کا حصہ تھا کہتے ہیں کہ اتفاق وحدت کو مسلمانوں کے علاوہ کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ مسلمان حکماء کا قول ہے کہ خدا کی وحدانیت اور کعبۃ اللہ کی مرکزیت نے دراصل کوئی و قبائلی امتیازات کو مٹا کر اصل انسانی وحدت کی خبر دی ہے اسی اتحاد کے بل بوتے پر ہم نے دنیا کے اکثر حصے پر حکومت کی ہے اور ہندوستان پر بھی۔ تفرق و انتشار کبھی ہندوؤں کا طفرائے امتیاز تھا۔ اسی بنیاد پر ہم ہمیشہ ان پر خدا کا نام لے کر فقیاب ہوتے رہے اب یہ اخوت و اتحاد خواب خرگوش ہو گیا ہندو ہم سے زائد منظم ہے ہماری ایک ایک کر کے اچھی عادتیں اس نے اختیار کرنا شروع کر دیں ہم ان کو بھلاتے گئے۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے جن پر کل ہم حاکم تھے ان کی وراثتیں آج ہمارے سروں پر مسلط ہیں علی الاعلان ہم پر مظالم ہو رہے اور سوچتے ہیں، علی گڑھ بھجور جی بھانسی کے واقعات تازہ دل و جگر میں غراش پیدا کر رہے ہیں مسجدوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ ہم سُن کر سوائے اسوس کرنے یا چند غلامانہ تجویزیں پاس کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ دہری غلامی محیط ہے ایک انگریز کی دوسرے ہندو کی ایک مشرک دوسرے اہل کتاب ایک وزارت دوسرے سامراجی ذہنیت کی شہنشاہیت یہ لعنت ہم پر کیوں ہے، غلامی کا جو ہماری گردنوں پر کس لئے ہے جواب ایک ادھر ہے ایک ہے اور وہ یہ کہ ہم صرف نام کے مسلمان ہیں نہ ہمارے اعمال و احوال ہر ایک ہیں اور نہ تنظیم ہی درست ہے۔

پس اگر ہم شعائر اللہ کی حرمت چاہتے ہیں تو اعلائے کلمۃ اللہ کر کے مسلمانوں کو بائبل بنائیں اگر ہم ماضی کی تاریخ دہرا کرنا چاہتے ہیں کھوئی ہوئی عظمت واپس لینا چاہتے ہیں تو ہمارا

اویں فریضہ ہے کہ ہم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر سر جھکا میں اور دوسروں کو اس طرف متوجہ کریں۔ سنی کانفرنس اسی مقصد کے لئے قائم ہوئی ہے کہ فرزندان توحید کو جیل اللہ کے رشتہ میں جکڑ کر باطن بنادے اقتصاد و مذہبی کمزوریوں کا قلع قمع کرے مسنی نبی کی عزت و عظمت کا سکہ دل کی گہرائیوں میں جمادے انسانوں کی گردنیں خداوند قدوس کے دربار میں جھکا کر دنیا و مافیہا پر سر بلند کر دے موجودہ انقلابات کے طوفان سے دین فطرت کو محفوظ رکھے۔ آخر میں فرزندان توحید سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مذہب و ملت کو ترقی دینے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ سنی کانفرنس کے زعماء و علماء کے احکام پر اپنا سر جھکائیں اور جماعت کو وسیع بنانے میں اپنی اسکائی کوششیں صرف کر دیں و آخر عونان الحمد للہ رب العالمین۔

(اخبار و بدینہ سکندری رامپور ۲۷ مئی ۱۹۶۶ء ص ۷۰۴)



اجلاس سنی کانفرنس

پھپوند منعقدہ ۲۰ - مئی ۱۹۶۶ء

ذی صداقت :- پیر زادہ حضرت بشیر میاں صاحب خیر آبادی
مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی، ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس
کی گفت و گو کا خلاصہ

نوٹ: سنی کانفرنس پھپوند کے اس اجلاس میں مولانا سید مصباح
الحسن زبیب آستانہ پھپوند نے مولانا بدایونی سے فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس،
بنارس کی پاس کردہ تجاویز، مسائل حاضرہ اور وزارتی ڈیلی گیشن کی سفارشات
نیز مسئلہ پاکستان پر اہل سنت و جماعت کے موقف پر روشنی ڈالیں۔
چنانچہ آپ نے اپنی تقریر میں جو ارشاد فرمایا، اسے مولانا سید اعجاز حسن،
سیکرٹری ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس پھپوند نے ضبط تحریر میں لا کر طبع کر دیا۔

مسئلہ خطبہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس چاہتی ہے کہ مشائخ و
علمائے اہل سنت میں باہمی ارتباط پیدا ہو ہماری خانقاہوں کو تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے
بزرگوں کے اعزاز سے ہر مرید ایک جذبہ دینی لے کر جائے۔ مدارس و دینیہ منظم ہوں عنقریب
آل انڈیا سنی کانفرنس کے مجوزہ پروگرام کے مطابق ایک دارالمتعلمین بدایوں میں کھولا جائے
گا جہاں سے مبلغین تیار کر کے مختلف قطعات میں روانہ کئے جائیں گے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس مسائل حاضرہ میں مذہبی حیثیت سے رہنمائی کرے گی ہماری
کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے کوشش کرے گی کہ اکثریت والے صوبہات

میں صرف وہی حکومت اسلامی حکومت کہی جاسکے گی جو قرآن کریم اور احادیث، نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق بنائی جائے اور ایسی حکومت کے حصول کے لئے ہمارا ہر شیخ طریقت اور عالم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ مسئلہ پاکستان پر حضرت ممدوح نے اپنے خاص انداز میں روشنی ڈالی۔

آخر میں آپ نے فرمایا مجھے بکثرت احباب وزارت کی کمیشن کی سفارشات پر استغراب کر رہے ہیں چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائد اعظم نے ہندو کوئی بیان نہیں دیا ہے۔ اس لئے میں فی الحال اس پر زیادہ تفصیل سے کہنا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن ذاتی طور پر میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ مشن مسلمانوں کو اپنے گورکھ دھندے میں پھانسا چاہتا ہے۔ مشن کی سفارشات کرپس مشن سے بھی بدتر ہیں، کہیں کہیں مشن نے مسلمانوں کے آئینہ پوچھنے کی مصلحت خیز کوشش کی ہے نہ تو مطالبہ پاکستان ہی تسلیم کیا گیا ہے نہ مسلم لیگ کے پیش کردہ دوسرے اہم اجزاء پر دیانتداری سے (توجہ) کی گئی ہے۔ اکثر و بیشتر کانگریس کی ترجیحی کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو زعماء کے پورے پورے الفاظ صفحات پر نقل کر دیئے گئے ہیں۔ سفارشات حد درجہ گمراہ کن ہیں البتہ جماعتی حیثیت سے مسلم لیگ کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جانا ضروری ہوگا۔ مسلم لیگ و دلگت کمیٹی اور کونسل کی میٹنگوں میں یقیناً اس سفارشات پر بحث لائی جائے گی۔

مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے لئے پاکستان کے سوا کوئی دوسرا طریقہ حکومت قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اس راہ میں ہر مصیبت کے لئے تیار ہیں۔

حضرت خطیب اعظم کی جد آفریں تقریر نے سامعین کے قلوب پر اپنے گہرے تاثر قائم کر دیئے آپ بحیثیت مولانا قاضی یوسف حسن صاحب رحمانی ۲۱ مئی کو فیروز آباد کے جلسہ مسلم لیگ کی شرکت کے لئے چھپوندہ سے واپس ہوئے۔

(اجارہ دبیرہ سکندری مطبوعہ اجنہ ۱۹۴۷ء ص ۶)

۹۰ سنی کانفرنس کراچی منعقدہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء

زید صدارت :- مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری

مولانا عبدالحمید بدایونی کی تقاریر کا خلاصہ
از قلم صا حجازہ علمی القادری نائب ناظم جمعیت سننیہ جامعہ دریہ کراچی

محضر مولانا الحاج شاہ عبدالحمید صاحب قادری بدایونی (پروٹیکٹڈ ایکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس) دامت برکاتہ نے اپنی ہر دو ولورڈ دیگر تقاریر میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے دیرینہ نمائندوں کی بارہ تیرہ سالہ سیاسی و مذہبی خدمات اور تعاون خیر کی درخشندہ کامیابیوں کا تذکرہ فرمایا جو ”مسلم لیگ“ کو حاصل ہوئیں۔ دوران تقریر آپ نے غداران ملت کانگریسی مسلمانوں اور ہندو لیڈروں کی مسلم کش پالیسی پر تبصرہ فرماتے ہوئے ہمارے مسلمانوں کو کانگریسیوں کے ”کونٹریٹ انڈیا“ والے نعرے کو یاد رکھنا چاہئے جو موجودہ عبوری حکومت کے حلوں سے سوراخ مانگنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے، اور ہندوستان کی مقبول عام ”اردو زبان“ کی تخریب کے لئے آسان و سہل اردو تلفظ کی بجائے ہندی انتہائی ناگفتہ بہ تلفظات کو اس میں جبراً اٹھونسا جا رہا ہے۔ ہندو پاکستان کے بننے سے کیوں ڈرتے ہیں اس لئے کہ ان کو ”افغانستان بابوں“ سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ سارے ہندوستان پر قبضہ نہ جمالیں۔ مجھے تحریک خلافت کے لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور میں ان کے ساتھ شریک کار رہا ہوں۔ یہ حضرات مولانا

شوکت علی و محمد علی نور اللہ مرتدہ کی جوتین کا صدقہ سے جنہوں نے گاندھی کو سیاسی گرسکھلائے
 علاوہ انہیں میں اُن نام نہاد مسلمانوں سے پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ ”سنی کا نفرنس“
 کیوں بنی؟ میں دریافت کرتا ہوں کہ ”جمیعت علمائے اسلام“ کیوں بنی؟ جب وہ بنی تو یہ بھی
 بنی۔ اور جمیعت العلماء اسلام کے صدر مولانا بشیر احمد عثمانی بن گئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں
 کہ جمیعت العلماء اسلام ایسے افراد پر مشتمل ہے جو پہلے کانگریس کے اجارہ دار رہ چکے ہیں۔
 اس کے علاوہ اکثر علماء ایسی درس گاہ کے فارغ التحصیل ہیں جو کانگریسی ذہنیت کے نشوونما
 کی حامل ہے۔ اور آج اس پر مونہ لگا جھنڈا ”لہرایا جا رہا ہے۔ مولوی حسین احمد جو خود کو
 ”دنی“ کہلاتا ہے، حرمین الشریفین میں اپنی زبان سے کہہ رہا تھا کہ ”ہندوستان میں مرنا
 اور کانگریسیوں کی خدمت کرنا جو اہل رسول میں مرنے اور مسجد نبوی میں درس دینے سے افضل
 ہے (لخوڈ باللہ من سوء العاقباتہ)

اس کے برعکس میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ مسلم لیگ ”کو مہراج پر پہنچانے والے
 خدا کے فضل سے“ ”سنی کا نفرنس“ اسی کے دیرینہ نمائندے اور سربراہ اور وہ حضرات تھے اور
 ہیں۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی مرحوم کون تھے؟ میرے بھائی مولانا عبد الماجد قادری
 بدایونی علیہ الرحمۃ کون تھے؟ مولانا خاں علیہ الرحمۃ کون تھے؟ یہ سب کے سب سنی کا نفرنس
 کے نمائندے اور مسلم لیگ ”کو پروان چڑھانے والے بہترین سیاسی لیڈر تھے۔ میں سب
 حاضرین جلسہ سے دریافت کرتا ہوں تم بھی بولو۔ آیا سنی کا نفرنس کے یہ اصول مثلاً خانقاہی
 اصلاحی نظام“ ”دینی مدارس و مساجد کی تنظیم“ ”مرکزی دارالافتادہ دارالمصنفین“ کا قیام بُرا
 ہے؟ سب حاضرین نے متفق ہو کر کہا ”ہمیں ہرگز نہیں“

تو پھر آپ سب کو میں وہی بات کہہ دیتا چاہتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل قائد اعظم سے
 کہی تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے مطالبہ ”پاکستان“ سے ہٹ گئی تو کیا پروا و مگرال انڈیا سنی
 کا نفرنس ہرگز مطالبہ پاکستان سے نہیں ہٹ سکتی اگر خدا نے چاہا اور اس کے مقدس

جیب کو منظور ہوا تو ہم ہر ممکن طریق پر پاکستان حاصل کر کے دیں گے۔ میں آپ سب حاضرین
 سے دریافت کرتا ہوں کہ ”قائد اعظم“ آپ کے امام ہیں یا حاضرین نے کہا — نہیں۔
 کیا مذہبی پیشوایا پیر ہیں؟ — حاضرین نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ تو میں آپ کو
 بتلاؤں کہ وہ کیا ہیں۔ سن لو ”وکیل الیاستہ“ قائد اعظم سیاسی وکیل ہیں جو موجودہ
 فرنگی سیاست کے پیچوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔
 آخر میں میں آپ سب سنی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تمہیں پاکستان حاصل
 کرنا ہے تو اپنی مساجد کی تنظیم کرو اور خود غار کے پابند ہو جاؤ اور جمیعت سنیہ کراچی کے
 ساتھ اشتراک عمل کرو۔

(دبئی سکندری راہپور جلد نمبر ۸، شمارہ ۴۴)

مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء (ص- ۳۰)

و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم قوموں کو دعویٰ ہے کہ یہ واقعی آسمانی و الہامی کتب ہیں پورے
وٹوق سے نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا دین سچا اور ہماری کتابیں ہر توحیدیت کے تغیر و تبدل
اور ترمیم و تیغ سے پاک ہیں۔ جہاں تک میری تحقیق ہے (یعنی پروفیسر کی) میں بلاتردد
کہتا ہوں کہ یہ خود ساختہ کتابیں "آثار قدیمہ" کے ہزار ہا سالہ مدفونہ قلمی نسخوں کا فراہم کیا
ہوا چرہ ہے:

دنیاوی حکومتوں کے بڑے بڑے ماہر علوم فلکیات نجوم وغیرہ اپنی پیش گوئیوں
پر پورے وٹوق سے کوئی "نظام حیات" نہیں مرتب کر سکتے کہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔
لیکن ہمارے "قدرتی پاکستان" کا حقیقی بانی و علمبردار ماسطیق عن الہوی ان ہوا لادھی
یوحیٰ کی تائید خداوندی سے بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل نظام حیات پیش کر رہا ہے۔
ہمارے مشائخین و صوفیائے کرام جو "محرک و غدر" سے خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے اپنے
اعلیٰ جرنیلوں کی ہلاکت اور بہادران کے ضائع ہونے کے تاسف میں غلوت نشین
سو گئے تھے! آج پھر نئی جانبازان اسلام کی فوج کو تعلیم و تربیت دے کر میدان میں لاکھڑا
کیا ہے۔ کہاں گئے وہ طغذ دینے والے؟ آئیں اور دیکھیں کہ ہمارے صوفیاء و مشائخ نے اپنی
روحانی قوت سے جو خاموش بیٹھے ہوئے خانقاہوں میں "پاکستانی لشکر" کی تعلیم و تربیت
میں مشغول تھے کیا کام کیا ہے!

علامہ موصوف نے آیت ولہ تلبیوا الذین الخ کو استدلالاً پیش کرتے ہوئے فرمایا
کہ ہمارا خدا کسی کے مذہبی اذادوں اور بزرگ ہستیوں کے سب و شتم کرنے کی اجازت نہیں
دیتا۔ یہاں تو شمشیر عشق کے کارنامے ہیں بمصدقہ

بسیار دیدہ ام کہ یکے راہ دو کرد تیغ شمشیر عشق ہیں کہ دوسن را یکے کند
آج ہمارے خانقاہ نشین و مشائخین اور علمائے کرام و صوفیائے عظام اپنی مذہبی
مرکزی تنظیم کے لئے اپنے منتشر شیرازے کو اس اتحاد و تنظیم میں سیٹھنے کے لئے میدان عمل

سُنی کافرن سے کراچیے منعقدہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

زیر صدر: مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری
علامہ محمد عبد العظیم صدیقی میرٹھی کی تقریر کا خلاصہ

از قلم :- صاحبزادہ علی قادری نائب نظم جمعیت سنیہ جامعہ قادریہ کراچی

شیخ الملت، امیر الطریق حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبد العظیم صاحب قبلہ
صدیقی میرٹھی دامت برکاتہم نے تقریر فرمائی جو مسلم اور غیر مسلم دونوں طبقوں میں بے حد پسند
کی گئی۔ آپ نے اپنے مخصوص طریقہ تبلیغ سے قرآن و حدیث اور فلسفہ و سائنس کے جدید
نظریہ پر نظام الہی کے عالمگیری اصول اطاعت پر نہایت ہی عمیق ترین محققانہ و فاضلانہ
تقریر سے یہ ثابت کیا کہ موجودہ کانگریسی حکومت کے نظام عمل اور ہمارے پاکستانی نظام عمل میں
ایک ایسا غلک پھایا فرق ہے کہ جس کو ہم کسی صورت منظور نہیں کر سکتے۔ ہمارا پاکستانی نظام عمل
ایک مافوق البشر کا لایا ہوا، سمجھایا ہوا، زمانہ ہائے ماضی، حال، مستقبل کے قدرتی قوانین پر
منتج ہے۔ دنیاوی حکومتوں کے قوانین لمحہ بہ لمحہ روز و شب ترمیم و اضافہ کے ساتھ بدلتے رہتے
ہیں مگر اس مافوق الفطرت ہستی (یعنی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا
قرآنی نظام عمل اور قوانین حکومت ترمیم و تیغ سے مبرا، زمانہ ہائے ماضی و حال و مستقبل
پر حاوی ہے۔

ایک پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ آسمانی کتب اور الہامی لٹریچر جس پر یہود

میں تشریف لائے ہیں۔ اب میں اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پیشتر ”جمیعت سنیہ“ کراچی کو اپنے
تعمیری پروگرام پیش کرتا ہوں۔ میں تمام بلاد اسلامیہ، ملک عربیہ کی سیاحت کر چکا ہوں مگر تپتی
دینداری ہندوستان میں ہے اتنی کہیں نظر نہ آئی۔ یہ خدا کا فضل ہے لہذا جمیعت عالیہ
سنی رضا کاروں کی تنظیم کا کام شروع کرے۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمیعت کے
اداکین بنائے اور ہر محلہ کی مسجد کے ساتھ ایسے رضا کار بنائے جو اسلام کے بنیادی اصول
نفسہ (روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، کلمہ) پر حلف پابندی اٹھا کر خود بھی عمل کریں اور دوسروں
کو بھی یہ وعزت عمل پہنچائیں؟

(منقول از اخبار دہ بدہ سکندریہ امپورٹلیم ۸ شوال ۱۴۰۸ھ)
مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۸۷ء ص ۳۷

حضرت علامہ سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی

(صدال انڈیاسنی کانفرنس) کی تقریر

از قلم: صاحبزادہ علمیٰ قادری

نائب ناظم جمیعت سنیہ جامعہ قادریہ کراچی

”داس الحدیث، رئیس المتکلمین حضرت علامہ الحاج سید محمد محدث صاحب قبلہ
جیلانی کچھوچھوی صدر اعظم آل انڈیاسنی کانفرنس (دست برکاتہم العالیہ کہنے کو) تبلیغی
کانفرنس انٹی میٹا رتھ پرکاش کے سلسلے میں کراچی تشریف فرما ہوئے، مگر جمہوریت اسلامیہ
کے مشن اور صدر اعظم آل انڈیاسنی کانفرنس کی حیثیت سے مسلمانان کراچی سے جو
خطاب فرمایا، وہ سنی کانفرنس ہی کے اغراض و مقاصد کے متعلق تھا۔ اس لئے حضرت
صدر اعظم مدظلہ کی بصیرت انروز تقریر دل گیر کا کچھ مختص جو حکمت الشوریٰ کم و بیش
محفوظ ہے، سپرد قلم کرتا ہوں۔“

حضرت صدر اعظم مدظلہ نے اپنی صدیقی تقریر میں آیتہ ماکان اللہ لیدر المؤمنین علی ما
انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب کی نہایت عمدہ تفسیر فرماتے ہوئے حالات حاضرہ اور
سیاست موجودہ پر لطیف انداز میں تبصرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا مجھے چند دیندار بھائیوں
نے فضائل رسول پر کچھ بیان کرنے کی درخواست کی ہے اور چند لوگوں نے پاکستان کو قرآن و حدیث
کی روشنی میں بیان کرنے کی التماس کی۔ مگر یہ اسٹیج تبلیغی کانفرنس کا ہے اور ماشاء اللہ تین دن
سے جس قسم کی ایڈوکیٹ تبلیغ اس اسٹیج پر جاری ہے، وہ میں آج تین دن سے دیکھ رہا

ہوں اور دماغ میں نوٹ کر رہوں! علاوہ انہیں اس سیاسی طیف فارم پر جہاں اور لوگوں نے اپنے اصولوں کو خیر باد کہا ہے مجھے بھی اپنے ان اصولوں کو علیحدہ رکھ کر قومی و ملی اجتماعی نظریہ سے کچھ کہنا پڑے گا۔ اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اصول سمجھانے میں ایسی کوئی سخت مشکل آن پڑی کہ جس کے لئے کسی مذکر اور مؤنث کو نہیں چھوڑا جاتا اسے بھی اس مسئلہ پر دلانا پڑتا ہے۔

آج عالم دنیا میں ”امن انسانیت“ کی تلاش ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں اپنی اقتصاد کو مادیاتی تعزیت ”ایٹم بم“ وغیرہ سے امن انسانیت کی لہر دوڑانا چاہتے ہیں مگر ان کی باہمی طاقت ی نہیں سنبھلتی۔ ہر ایک اپنے اقتدار کو کام میں لانا چاہتا ہے۔ اور دنیا کا یہی دستور چلا آرہا ہے کہ اگر اُسے کتنی ہی فائدہ کی بات بتلائی جائے مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتی ہے۔

حدا کا محبوب کائنات کے بسنے والوں کو بتلا رہا ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اور مخلوقات ارضی و سماوی و چاند، سورج، مٹی، ہوا، پانی، آگ وغیرہ سب انسان کی خدمت گزار ہیں اور نواح و بیہود کے لئے خدمت گزار مقرر ہوئے ہیں۔ ہم ان کو اپنا حاکم مت تسلیم کرو اتنی قوت و استعداد پیدا کر دو کہ یہ ہمارے حکوم ہو جائیں جس وقت خدا کے محبوب نے یہ پیغام سنایا کہ اس وقت سورج نے یہ نہیں کہا کہ اچھا تم لوگوں کو ہماری پرستش سے باز رکھتے ہو، ہم مدینے پر نہیں نکلیں گے سورج تو ان کے ادنیٰ اشارے پر افق مغرب سے لوٹ کر چلا آیا۔ مگر سورج مانتے نہیں، چاند نے یہ نہیں کہا کہ تم لوگوں کو ہماری اطاعت سے منحرف کرتے ہو، ہم اب جواز پر نہیں چکیں گے۔ بلکہ چاند تو انگلی کے اشارے سے دو ٹوک ہو گیا اور تمام چندر مانتے نہیں۔ حضور نے اپنی انگلیوں سے جہنم کے مقدس پانی کی طرح نہریں بہا دیں۔ جہنم

۱۔ مسلم لیگ کے جلسوں میں بعض مقامات پر عورتیں بھی خطاب کرتیں، عورتوں کا مردوں کے ساتھ اس طرح بے حجابانہ اختلاط اور خطاب کرنا شرعی لحاظ سے قابل اعتراض ہے، حضرت سید محمد محدث کچھ چھپی نے اس شرعی قباحت کی طرف اشارہ کیا۔ (درمستب)

نے ان کے غلاموں کو اپنے دامن میں پناہ دے کر اسلام کا جھنڈا اگڑا دیا۔ مگر جہنم اس مانتے نہیں، کفار عرب میں بھی یہی ضد کا مادہ تھا۔ کہتے ہی فائدہ کی بات بتلائی جاتی تھی مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتے تھے۔ بلکہ کفار عرب نے ”کانگریس“ بنا کر اپنے اجارہ دار عالموں کی ایک جمعیت بنادی جو مسلمان عربوں کے لباس اور وضع قطع میں اسلام کی منافقت و مخالفت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں سرور عالم نے ممبر رسالت اور مسند نبوت پر رونق افروز ہو کر مذکورہ بالا آیت شریفہ کے نازل ہونے کی اطلاع دی تو کانگریسی جمعیت اصرار کے یہ فقہ کا لم کے عنا ضرور وہاں بھی جا پہنچے۔

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ جہاں مجاہدوں کی تلواریں کام نہیں کرتیں وہاں یہ فقہ کا لم کے عنا سر بڑا کام کر جاتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ جنگ میں جب جاپان اور برٹش نبرو آدما تھے تو جاپانی فقہ کا لم کے لوگ ہمارے ہاں بڑی شورش مچا رہے تھے، کہتے تھے کہ بس کل سویرے جاپان فلانی ٹرین سے آنے والا ہے۔ اور انگریزوں نے چھٹی ناک اور چھوٹی آنکھ داسے لوگوں کو جاپان میں اپنے پو پو گینڈے کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ وہ وہاں اس کی تعریف اور بہادریوں کے پل باندھ رہے تھے۔ اسی طرح ان کانگریس والوں نے جمعیت العلماء کو فقہ کا لم کا کارنامہ انجام دینے ان میں بھی دیا تھا۔ جب حضور نے یہ آیت شریفہ پڑھی تو ان کے کان کھڑے ہوئے کہ لو بھائی جبرئیل یہ کیا نیا پیغام لایا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس رسول کو علم غیب تھوڑا ہی ہے جو ہماری منافقت اس کو معلوم ہو جائے گی یہ تو ہمارے جیسا بشر ہے ہمارے دل کا حال کیا معلوم؟

جب وہاں سے کانگریس نے نوٹس بھیجا کہ جلدی اپنی کارگزاری کی رپورٹ بھیجو، ورنہ تمہاری تنخواہیں ضبط کر لی جائیں گی اور کھایا پیا سب باہر آجائے گا تو اب جمعیت العلماء کے فقہ کا لم کو پریشانی دامن گیر ہوئی۔ سوچ سمجھ کر جواب لکھ دیا کہ جب تم گاسے کی دُم کو

چھوڑنا نہیں چاہتے ہو تو یہ (مسلمان) محمد کے دامن سے کیسے چھوٹیں گے۔ ہم اپنے کام میں مصروف ہیں۔ کانگریس نے جواب میں فقہ کا لم والوں کی تنخواہوں کا اضافہ کر دیا اور روپیہ کا لالچ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اور کچھ دیا کہ سات سو کی جگہ آٹھ سو، ہزاروں کے کو بارہ سو ملے گا۔ لگے رہو اپنے کام میں۔ ہاں مسجد نبوی میں جب حضور نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ اغیب کی باتوں پر کسی کو مطلع نہیں کرتا تو فقہ کا لم والوں کی جان میں جان آئی کہ بس چلو چھٹکارا ہوا، اور جب مومنوں کے ظاہری حالات کا بیان کیا گیا تو ایک دوسرے کے لباس اور وضع قطع کو دیکھنے لگے کہ عمر کی ریش تو ایک مشیت کی ہے اور یہاں پنجابی صاحب کی ڈیڑھ فٹ، صدیق کی پیشانی پر تو سجدہ کا داغ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اور جہاں کلام کے باپ نے ماتھا رگڑا رگڑ کر روپے کے قریب داغ لیا، عثمان کا پیرن تو ٹخنے سے اوپر اور یہاں مدنی صاحب کا اتنا لمبا کہ سرک کی گرد و غبار سب سمیٹ لے۔ جب حضور نے فرمایا کہ خدا کے اختیار میں ہے کہ اپنے رسول کو غیب پر مطلع کر دے تو حضور علیہ السلام نے یمیز الخبیث من الطیب کے لئے بڑے جلال میں آن کر کہا کہ اخرج فلاں ابن فلاں نکل جا یہاں سے اے فلاں فلاں کے بیٹے۔ تو بس جناب پھر تہ پوچھو کہ ان کی کیا گت بنی۔

صدیق نے کسی کو گریبان سے بکڑ کر گھسیٹا تو علی نے کسی کی چٹیا منجھائی تو بلال نے کسی کی کمر پٹاں رسید کی اور کہا کہ خبیثو پاکستان میں پلیدستان کا کیا پاکستانیوں میں پلیدوہم کا کیا کام۔

اور آج کل یہ ”ازمن“ نے تو دنیا کا خانہ خراب کر دکھایا ہے۔

آزادی کی رٹ

کہیں کیونزم تو کہیں نیشنلسٹ ازم اور دوسری طرف خاکسار آزادی اور احرار آزادی، نیشنلسٹ آزادی یہ آزادی آزادی حرام آزادی ہے کیا چیز۔ کون سا جہاد کرنے والے مانگتے ہو؟ وہی جو نجدی نے مجاز میں کیا۔ کافروں اور مشرکوں سے نہیں،

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام سے مرنے کے بعد ان کی قبروں سے جہاد کیا۔ ان کی ہڈیوں سے نکھو کر پکھوادیں۔ واہ رے قرآن اور حدیث کی حکومت! یہاں تو فقہ کا لم داسے مسٹر محمد علی جناح کے پاس بھی گئے اور کہا کہ ہم قرآن و حدیث کی حکومت کریں گے، جہاد کریں گے، جہاد۔ کس سے جہاد کر گئے، کہا ہم تو امیر کا گنبد گرائیں گے۔ یہ بت خانہ بنا ہوا ہے، لاہور میں داتا گنج بخش کی قبر اکھاڑیں گے۔ جناح نے کہا نہیں بھئی ایسا کام مجھ سے تو نہیں ہوگا، عوام بگڑ جائیں گے۔ جب یہاں دال نہیں گئی تو لکھنؤ کو جا کر تھا اور اس سے کہا کہ ہم ہندوستان میں جہاد کریں گے۔ اس نے کہا کیسا جہاد! کہا۔ ہم امیر کا گنبد توڑیں گے لکھنؤ میں نے کہا۔ ہمارے باپ کا کیا، جا کر کہے کو توڑ دو! مدینے کا گنبد گرا دو، تم خانی ہمارے ساتھ رہو، جو چاہو سو کرو۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ ”میں صدر آل انڈیا سنی کانفرنس کی حیثیت سے اپنا کچھ مشن رکھتا ہوں اور مسلمانانِ کراچی کے لئے کچھ پیغامات لایا ہوں، وہ یہ ہیں کہ سب سنی نوجوان رضا کارانہ خدمت انجام دیں اور اکھاڑے کے فنون کو دین اسلام کی خدمت کے لئے سیکھیں۔ جو کام بھی دین کی خاطر کیا جائے گا وہ عبادت الہی میں شمار ہوگا۔“

از اخبار دبیرہ سکندری رامپور جلد ۸، شمارہ ۲۵۳

مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۶۶ء، ص ۵، ۴

مولانا عبدالحامد بدایونی کے کامیاد و رُحجاز
پر قائد اعظم کی مبارک باد

اختر وید پت سنگری رامپو نمبر ۱۳۱۵ جلد ۸۵

مطبوعہ ۱۲۱۱ ہجری ۱۹۲۷ء

قائد اعظم سے حضرت مولانا عبدالحی مدظلہ قادری رید اولیٰ

طائفہ

وہ دیکھ کر دلی کے رابر حجازی کے تلمیذ تھے
حضرت مولانا عبدالحامد صاحب تاتاری دہلوی کو پندرہ و چھ سو
ہجری کو حضرت تاج الدین عظیمی کے حالات قرار دیے۔ ان کے ۱۲ بیٹے تھے
عقالات کا سلسلہ جاری رہا جس میں چار بیٹے ان کے حوضہ عاتق تھے اور
خیالات تھے۔ ان کے تلمیذ تھے مولانا کے پہلی حکومت کے دستگیر و
کین برہنہ کی حکومت کی تھی جس کے بعد ان کے امیر کے تلمیذ تھے
پہلی حکومت کی تھی کہ مولانا کے چوتھے بیٹے مولانا کے تلمیذ تھے
چوتھے بیٹے مولانا کے تلمیذ تھے مولانا کے تلمیذ تھے مولانا کے تلمیذ تھے
دکن کے حاکم کے رازی دینا قرآن و اسلام کی جامعیت کو تسلیم
کئے تھے۔

پاکستان بن کر رہے گا

حالات کا پورے صبر سے انتظار کرنا چاہیے

حضرت مولانا عبدالحامد صاقدی پدایونی کا بیان

مسلطہ اور پورے برسرِ سکنڈری
 میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلط ملک، اسی طرح کے مفید حیاتِ عموم کو
 کے لئے زمین چھلکانا پھینک دینا کیلئے جاری رکھتا ہے۔ اور
 پورے مصر و ممت کے ساتھ وقت کا انکار کرنا چاہئے۔ لاکھوں اللہ و اللہ
 وقت قرب آج کل کے مسلمانانِ مجدد اپنے قاتلہ کی اسبابِ سیاست
 و ولایت کے بہترین نیک و نیک کے اچھو لہد کرنا چاہئے۔ ہندو مصر
 محمد علی احمد نے اپنے تئیں یہ مصلحت فراموش کرنا چاہئے۔ فراموش
 میں کے زیادہ سے زیادہ صفت کرتے کہ قاتلہ کے کلب میں یہ چیز جا کر
 ہو چکی ہے کہ دنیا دستور وضع ہو وہ قرآنی نظام کے ماتحت ہو جائے
 میں سے سرکاری کی ایک گھڑی کی لطافت میں اس امر کو پرکھنا کی ضرورت
 خیالات کیا اور اس لطافت میں جو فلسفہ کے کو اس پر چاہا وہ کسی فلسفہ
 فراموش نہیں ہو سکتا۔ قاتلہ فلسفہ کے یہ خیالات کی تائید کرتے ہوئے
 فرمایا کہ یہ فلسفہ کے اسلام کی ایک فلسفہ کے قانون کا تائید نہیں کر سکتے
 دنیا کا تمام نظام ہو جو کہ فیصلہ میں اس کی ضرورت نہیں کہ اس میں
 یا مکتبہ دوسرے کو اس کی تفصیل کریں۔ ہمارا مستقبل اور ہمارا دور حکومت
 ہی کا تائید ہو گا۔ قرآنی دستور کے مطابق ہو گا۔ وقت کے فرمایا کہ

دو جناحے حاکم کے سنیو کا اسلام اور اس کے قوانین پر عمل کرنے کے لئے ایک تاجہ تیار پیدا ہو چکا ہے۔
 میں نے آؤ غارہ دنیا کو ستر جناح ایک طرف اسلامی و قرائی سیاسیات کے
 مطابق پہنچا وقت صرف دو ہے یہی اور اگلی صدی کے بحیات و
 مذہبات میں اسلامی قوانین کا رنگ غالب آ رہا ہے۔ وہ دن دور نہیں جبکہ
 مسزیم کی غدی سے کل اسلام کے دامن میں آکر اسلامی حکومت کریں
 اور اس کے لئے مسزیم ایک کے نظام میں رہ کر ہر قربانی کے لئے تیار کریں
 اور اپنی تعلیم کو مسزیم طے سے مضبوط کر لیں۔
 (دانشگاہ حضرت مولانا محمد عظیم الدین قادری الہادیو فی صفا)
 مسزیم شکر ۱۹

ماتہ امیں سہی کا نفرس کا پاکستانی اجلاس

۲۰ مئی ۱۹۷۹ء مطابق "دیوبند" میں جب کہ پروفیسر ڈاکٹر اسحاق علی ہیکم اہل سنت و اہل طہ کے پاکستان کے حصول کا عملی پروگرام جو نیا پاکستان کی ضروری ہے کو گتہ تحریر علامہ رفیع کافرنس کی کامیابی کی عملی بدو و جد کا اعلان مسلمانوں کے لئے مفید اسلامی سیاسی اتحاد و پیش قدمی

بانتدائیں عرض سرکار امانت رحمۃ اللہ علیہ

۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶



دوبہ سکندری کے نام خاص مرسلہ
ہندستان کے ان صوبہات میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے خصوصاً اورچہ
مقامات میں عوام اسلامی حکومت کا قیام اور قرآن کریم کی روشنی میں مسلمانوں کی حقوق
عزم و مصائبہ یقیناً ایک ایسا مطالبہ ہے جس کی دعوت حضرت علامہ دانش کر احمدیہ
کے دیتے چلے آئے ہیں ان کا مقصد حیات ہی ہمیشہ رہا کہ مسلمانوں میں اسلامی
حکام کی ترویج ہو اور وہ ایک ایسی آزاد اسلامی حکومت قائم کر سکیں جو اختیار و
اجانب کی مداخلت و دخالت سے پاک صاف ہو اس خصوص میں آل انڈیا مسلم لیگ
اس طرف چند برس سے جو سماجی اسلامی حکومت یعنی پاکستان کے حصول کے لیے
جاری کر رہی ہے انہیں حضرت پر جہاں علی شاہ صاحب صدر آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس
سے لیکر ہندستان کے ہزاروں مؤثرین و علمائے اہلسنت کی عملی تائید حاصل ہے اور
اسی کانفرنس کے کاربلائیاں ہیں پوری توت کے ساتھ پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں
اور اسلامی حیثیت سے غدار و مشرکین کے اندر دغم ہو جانے کو کسی طرح بھی رد و انہیں
رکھنے کا کوشش جہالت یقیناً مسلمان ہند کے وجود ہی کو خدا کا نہ حیثیت سے تسلیم
ہیں کرتی اس لیے انہیں زیادہ اوقات میں مکمل ہندو مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت
کی اور تار و اساطیل کے زیر اس سے اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کی حمایت و ختم و
برباد کرنے میں صرف نہیں مسلمانوں کے لیے ان حالات میں کسی طرح بھی اس کے ساتھ
مل کر کام کرنا اور کام بھی وہ جو مسلمانوں کی طاقت و شیرازہ کو ختم و ختم کر دے ناجائز
ہے۔ جہاں یہ جوہر انتخابات کی ہم اور اس کے نتائج اس کا ثبوت دین کے کہ مسلمان
ہندستان اسلامی حکومت چاہتے ہیں یا نہیں یہ سنرل اسمبلی کے انتخابات میں جس طرح
مسلمانوں نے مسلم لیگ کی حمایت کی اسی طرح صوبائی انتخابات میں ہر مسلمان کا
زمین ہے کہ مسلم لیگ کی امداد کرے اور اسے کامیاب بنائے۔ احرار و خاں مسلم لیگ
سینٹس مسلمانوں کی حمایت و مسائل کا جو کس کی بنیادی ہو رہی ہیں جو مسلمان
ہند کی سرپرستی کو مشرکین کے اشارہ سے ختم کرنا چاہتے ہیں ہم تمام صوبوں کے
مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسے ناکام و نوجہ صرف مسلم لیگ کی حمایت
کر کے اس کے امیدواروں کو رائے دیں۔

(حضرت مولانا) شاہ محمد عبدالحکیم صاحب قادری پرور و سیکندہ سرکشی آل انڈیا
سنی کانفرنس (حضرت مولانا) محمد ابراہیم حسینی پوری نظام و سرکشی سنی کانفرنس بدایوں
(مولانا) یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری نظام شرافت و سرکشی سنی کانفرنس
بدایوں - مولانا حکیم عبدالرحمن صاحب نائب صدر و سرکشی سنی کانفرنس بدایوں
(مولانا) محمد طاہر صاحب قادری بدایوں نائب نظام و سرکشی سنی کانفرنس بدایوں
(حضرت مولانا) غارت اللہ میرٹھی کرس آل انڈیا سنی کانفرنس و خلیفہ المسیح
(حضرت مولانا) سید محمد طاهر شرف اشرفی جمیعی کرس سنی کانفرنس حیدرآباد دکن (حضرت
مولانا) محمد صدیق اللہ نازک کرس آل انڈیا سنی کانفرنس (حضرت مولانا) عبدالحق

کرنی آں آں پشیمانی کانفرنس (سولانا) محمد اسحاق داری قاضی سید سید رشیدی کسی کانفرنس
 میں الحضور و قادی پشیمانی کرنیکی کانفرنس ۔ (حضرت مولانا ابوالحسن علی ہادی
 مدنی) عظیم الشان پشیمانی کانفرنس (سولانا) صاحب دہلوی (سولانا شاہ) مدنی
 مفتی سکر کرنی آں پشیمانی کانفرنس (حضرت مولانا اسماعیل) عزیز احمد مدنی داری

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

نواب حاج سرسید علی گان بہادر خلدیشاں کی علمی یادگار

نتیت ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 مُحَمَّدٌ فَضْلُ حَبِیْبِیْ
 بِحُضُورِهِ نُوْرٌ مَجِیْبُ اَكْرَمِ سَيِّدِنَا غَوْثِ اعْظَمِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ
 چندی سالہ

ن

دنیا کو ملی راہ پر ہدایت تم سے
کیوں تم پر کرے جان نصیب تم سے

از جناب میرداد عالم حساب قلم
جہاں میں حسن مکر رہی وہ مکر دلی کی

[illegible]

ہم اس پر کہ سیکار پہ پھار لیضی و دیکم
نہ المسد و جب یی
یجیے گا خبر اسدم

نثر شریف
 تہ عین انصاف شرق و غرب
 حاضر و دامن اعتبار

ساقیہ مرتبہ کر کے پھیلے ہوئے ہیں۔
 پھر تو دنیا کے لیے سربراہ اور مہم جو
 کنی و اسے لکھ کر غم و غمش ہو گیا۔

میر جلال کوٹ پیغمبرِ قرآن سے ہوتا ہے (۱) اور افسوس کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ

فانما جرد استحقاقه
فانما جرد استحقاقه

از محترم مظهر جبلت لوری فریگند اسکیرٹری آل انڈیا سنی کانفرنس صوبہ سی پی ویدہ بارہ

اٹھے ہیں جہو ریت کے حامی منہال بُدعت نفا کریں گے
ہمارا نمونہ ہمارا لیڈ ہمارا قائد ابو المحامد
کوئی جماعت کہ انجمن ہو کہ بزم آزادی وطن ہو
یہ زورِ قہر اور یہ لکچرِ قیمتی وقت کی تباہی
جلوسِ دلائل کی چال کچھ ہے مقال کچھ ہے اور حال کچھ ہے
عمل ہی ہے جانِ ودل ہمارا عمل سے لیاں ہے آشکارا
خدا کی ملت کے ہم ہیں حامی کہے گا کیا فتنہ و دوا
بجائے تقسیم ہند مظہرِ کوئی حکومت اگر بنے گی
نہ امن سرگز نصیب ہوگا ہزار فتنے اٹھا کریں گے

رمان غز از اخبار دید به سکنه سی و اصدور

مطبوعه ۶ فروردی ۱۹۴۷ء، ص ۴۴

هوالمسین
تارکاء و بدیہ سکندی رامپورا

الحکم مینو دام بر سکه به مهر داه بود
 ترک سپهر مردش بید کرد چاکری
 گشت به طبع بر نیز نعل و سنج زاده
 شهر به شرد و در کعبه جلالت
 دل بانی و قانع است سر خفته
 سلطت شاه و امیر و پسر سکه دای
 ۱۲۹۳ هـ

۱۸۶۶ء سے چھپتا ہے

تفہیم القرآن جلد ۸

ہے باعثِ ایجاب و محسوس ذات محمد
ہر رنگ میں ہے جلوہ نشان ذات محمد
(راغبی)

عالم سے مٹی شرک کی عظمت تم سے
چہ شوق کو اسید شفا تم سے

بهار آبی خزان بهار گشتاب علی گشتاب
خبر مستطاب شاه خزان مستطاب

زمین پر جس نگرہ کی تصویر رہا اٹھائیں یا
وہ جسم منبع انوار پر فرشتہ زمین آیا
خداوند کی عظیم کی

یہ ہے ہمارا سلام

اور کھنڈوں میں بے شمار سسٹم

یہ قرار دیں گے تو وہ سلام
ٹوٹے ہیں ہم پہ کوہِ سہار سلام
تیری امتِ محمدیٰ کی نگار سلام

ہم ہوئے جائے ہیں گارہ
کتابت ہوئے ہیں گارہ
دور غم کے غم گارہ
شاہد ہوئے ہیں گارہ

ہو دین کا رشتہ مار سلا
ہند میں دیکھ اقسد رسلا
تم پر کرتے ہیں جان نہ رسلا

قطر تاریخ پاکستان

تاریخ اساس نیک پاکستان

۱۹۶۴ء

کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

۶۶ ھ ۱۳

از پروفیسر احسن قادری، سینٹ جانس کالج، آگرہ
خلیفہ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہو اقام جو پاکستان آخر
سمجھتے ہیں اسے وہ مڑوہ امن
یہ دنیا کو ہے آزادی کا پیغام
مساوات و اخوت کا علم دار
ریاست کی مثال ہے مثالی
سناؤں قادری قرآن شہ تارخ
بھلی قسمت تھی ہندوستان کی واللہ
جو سلام اور مسلم سے ہیں آگے
شب تاریک میں ہے شعلہ
سکون و عافیت کا پیش خیمہ
سیاست کا زمانے کو موند
بتاؤں اس کی اوجہ موجبہ

مسلمانوں کا پاکستان حق تھا

کہ تھا ارشاد "کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ"

۱۳۶۶ھ

سورۃ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۲

مکتبہ جدید سکندری راجپور، شمارہ ۲، جولائی ۱۹۶۴ء ص ۲

قطر تاریخ طباعت

خطبات آل انڈیا سنٹی کانفرنس

از حضرت سید شرافت نر شاہی مدظلہ العالی

صد شکر کہ اس کتاب کا مل
مجموعہ خطبہ ہستہ اجانی
از پیر جماعت علی شاہ
ہم فکر علی حسین بانی
علامہ حامد رضا خاں
ہم شاہ نعیم دین مکانی
شاہ عبدعلیم میرٹھی داں
ہم امجد عظمیٰ عیانی
عبدانجام بدوئی خوب
آں محرم جملوہ نہانی
ہم سید محمد محدث
از سعی جلال دین محمد
شد نشر فیوض جاودانی

گو سال طباعت شرافت
خطبات جواہر معانی

۱۳۹۸ھ

ماخذ و مراجع کُتب

نمبر شمار	نام کتب	مؤلفین	سن و مقام اشاعت
۱	آزادی ہند	رئیس احمد جعفری	لاہور ۱۹۶۹
۲	اسلام ان انڈیا پاکستان سبکدوشی (انگریزی)	میاں عبدالرشید	" ۱۹۷۷
۳	اسلام اور قائد اعظم	محمد حنیف شاہد	" ۱۹۷۶
۴	اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت	سید نور محمد قادری	" ۱۹۷۵
۵	اکابر تحریک پاکستان	محمد صادق قصوری	" ۱۹۷۶
۶	انقلابیہ الاخریہ لجمہوریہ الاسلامیہ	سید محمد محمدت کچھوچھو	مراد آباد ۱۹۶۶
۷	پنجاں بنیام موثر کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ	علامہ شبیر احمد عثمانی	میں ہاشمی بک ڈپو لاہور
۸	تاریخ نظریۃ پاکستان	پیام شاہ جہاںپوری	لاہور ۱۹۷۰
۹	تحریک پاکستان اور آئین پاکستان	محمد مظفر مرزا، پروفیسر البیرونی	"
۱۰	تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند	سید محمد فاروق القادری	" ۱۳۹۶
۱۱	تحریک پاکستان اور نیفلسٹ علماء	چوہدری حبیب احمد	" ۱۹۶۶
۱۲	تحریک و تاریخ پاکستان	پروفیسر شیخ محمد رفیق	" ۱۹۷۷
۱۳	تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان) جلد اول	محمد عبد الکریم شرف قادری	" ۱۹۷۶
۱۴	تذکرہ شاہو جماعت	ہمدید حیدر حسین شاہ	" ۱۹۷۳
۱۵	چنستان	ظفر علی خاں	"

قطعہ تاریخ طبعیت

خطبات آل انڈیا سنٹی کالفرنس

نتیجہ فکر ابوالطاہر فدا حسین فدا مدیر اعلیٰ "مہر و ماہ" لاہور

جلال دیں قادری کی واللہ ہے کیا ہی تالیف، دل نشیں یہ کہ جس کا ہر لفظ درحقیقت، حقیقتوں کا کھسکا ہوا ہے۔ جناب حامد رضا و حضرت امیر ملت کے جذبہ دل کا دل عدو کی رگوں پہ بیشک سدا ہی چلتا رہے گا آرا، کہاں ہیں وہ مرد حق، مجاہد، کہاں وہ عزم و عمل سراپا؟ تھا در ملت دلوں میں جن کے، تھا جن کا عشق نبی بہارا ترپ اک آزادی وطن کی تھی، جن کی رگ رگ میں کار فرما چمک رہا دم قدم سے ان کے وطن کی قسمت کا کھسکا ستارا یم تفکر میں غوطہ زن جو فدائے تاریخ گو ہوا تو سن طباعت پہ اس کے ٹھہم "وقائع تاریخ" ہے پکارا

اخبارات

نمبر شمار	نام اخبارات	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	ہفت روزہ افریشیا	لاہور	۲۲-۳۰ مارچ ۱۹۶۸ء
۲	اقدام	"	۲۶ مئی ۱۹۶۳ء
۳	الفتح	کراچی	۲۴-۲۸ مئی ۱۹۶۴ء
۴	النفیہ	امرتسر	مختلف شمارے ۱۹۶۰ء-۱۹۶۵ء
۵	چٹان	لاہور	۲۶ جون ۱۹۶۲ء
۶	دید بیکندری	رام پور	مختلف شمارے ۱۹۶۵ء-۱۹۶۷ء
۷	زندگ	لاہور	۲۲-۳۰ ستمبر ۱۹۶۳ء
۸	رغائے مصطفیٰ	گوجرانوالہ	۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ، ۸ صفر ۱۳۸۸ھ
۹	دولنامہ انجام	دہلی	۱۵ جولائی ۱۹۶۵ء، ۱۱ نومبر ۱۹۶۶ء
۱۰	مسادات	لاہور	۲۱-۱۵ اگست ۱۹۶۶ء
۱۱	نوائے وقت	"	۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء، ۱۶ جون ۱۹۶۸ء
۱۲			۲۶ اگست ۱۹۶۱ء، ۳ مئی ۱۹۶۶ء
۱۳			۱۰ مئی، ۲۶ مئی ۱۹۶۸ء

۱۶	حضرت شیخ القرآن	رانا منظور احمد خاں	وزیر آباد ۱۹۶۱ء
۱۷	حیات اعظم حضرت	مولانا ظفر الدین بہاری	کراچی ۱۹۵۵ء
۱۸	حیات صدر الاناضل	مولانا غلام معین الدین نعیمی	لاہور طبع دوم
۱۹	خطبات عثمانی	پروفیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی	" ۱۹۶۲ء
۲۰	خطبہ صدارت جمعیت عالیہ	مولانا محمد طاہر ضا خاں قادری	بریلی ۱۹۲۵ء
۲۱	خطبہ صدارت جمہوریتہ اسلامیہ	سید محمد محدث کھوجھوی	مراد آباد ۱۹۶۶ء
۲۲	خطبہ صدارت سنی کانفرنس، پھونڈ	سید مصباح الحسن مودودی	" "
۲۳	خطبہ صدارت مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ	علامہ شبیر احمد عثمانی	طبع ہاشمی بک ڈپزلہ لاہور
۲۴	سات ستارے	حکیم محمد حسین بدر	لاہور ۱۹۶۸ء
۲۵	سیرت امیر ملت	پروفیسر محمد طاہر فاروقی	" ۱۳۹۴ھ
۲۶	شاہراہ پاکستان	چودھری خلیق الزماں	کراچی ۱۹۶۷ء
۲۷	ضیاء القنادیل	انجمن حزب الاحناف	لاہور ۱۹۲۵ء
۲۸	فاضل بی بی اورنگ مولائے	پروفیسر محمد مسعود احمد	" ۱۹۶۲ء
۲۹	قائد اعظم اور مسلم پریس (جلد اول)	پروفیسر احمد سعید	" ۱۹۶۶ء
۳۰	قائد اعظم کے ۲۰ سال	خواجہ رضی حیدر	کراچی "
۳۱	قائد اعظم میری نظریں	ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی	لاہور "
۳۲	ماثر الاجداد	پروفیسر منظور الحق صدیقی	" ۱۹۶۶ء
۳۳	مجموعہ آوازیں	خالد لطیف گابا	" ۱۹۶۵ء
۳۴	مکاتیب بہادر یار جنگ	بہادر یار جنگ اکادمی	کراچی ۱۹۶۷ء
۳۵	ملفوظات امیر الملت	سید منور حسین شاہ	لاہور ۱۹۶۶ء
۳۶	نقش حیات (جلد دوم)	علامہ حسین احمد مدنی	" ۱۹۶۵ء

رسائل

نمبر شمار	نام رسائل	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	اردو ڈائجسٹ (ماہنامہ)	لاہور	جولائی ۱۹۴۸ء
۲	السواد الاعظم	مراد آباد	رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ، شعبان ۱۳۴۶ھ
۳	اشرفی	کیمپھا (فیض آباد)	شوال ۱۳۵۰ھ
۴	برگ گل	کراچی	اپریل، مئی ۱۹۲۵ء
۵	چراغِ راہ	"	دسمبر ۱۹۷۹ء
۶	سیارہ ڈائجسٹ	لاہور	اگست ۱۹۷۴ء
۷	ضیائے حرم	"	جون، جولائی ۱۹۷۴ء
۸	فیضان	"	مارچ ۱۹۷۸ء
۹	ترجمانِ اہلسنت	کراچی	اگست ۱۹۷۱ء

